مضامین اڈیسن

(حصہ اول)

جنکو

منشی محمد ارتضا علی صاحب علوی کاکوروی مصنف "ارمغان اودہ" وغیرہ

نے

انگریزی سے بامحاورہ اردو مین ترجمہ کیا

اور جو

مطبع شام اودھ واقع گولہ گنج لکھنؤ مین طبع ہوئے

اشتہار

اِس کتاب کے جُملہ حقوق محفوظ ہین - جِن صاحب کو ضرورت ہو - یا رسال قیمت نقد یا بذریعۂ ویلو پے ایبل نشانات ذیل سے طلب فرمائین

(۱) مولوی محمد ناصر علی صاحب تحصیلدار پنشنر - قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ

(۲) منیجر اودھ پنچ - گولہ گنج - لکھنؤ -

(۳) محمد ارتضا علی - گولہ گنج - لکھنؤ

(۴) بابو گنیشی لال - حضرت گنج - لکھنؤ

(۵) رام چرن - بک سلر - امین آباد - لکھنؤ

(۶) بابو جے نرائن صاحب مالک رسالہ نادل - امین آباد - لکھنؤ -

خاکسار

محمد اِرتضا علی

بنام نامی

جناب مستطاب جے سی نسفیلڈ صاحب بہادر

ایم اے

ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی و شمالی و اوده

خاکسار مترجم نے

بحصول اجازت بکمال عجز و ادب

معنون کیا

ہمارے معزز اور جوہر شناس ناظرین پہلے سطور ذیل کو ملاحظہ فرمالین۔ پھر شوق سے ترجمہ کو پڑہین۔

یہ بُرا بھلا ترجمہ مسٹر اڈیسن کے اُن مضامین کا ہے جو اسپکٹیٹر مین شایع ہوئے تھے۔

انگریزی دان حضرات تو اڈیسن اور اسپکٹیٹر کو اچھی طرح سے جانتے ہونگے اونکی طرف ہمارا روے سخن نہین۔ اب رہے ہمارے وہ دوست جنھون نے انگریزی نہین پڑھی ہے۔ اور مغربی ادب کی فصاحت و بلاغت اور نزاکتِ بیان سے محض ناآشنا ہین اونھین ہم خود ان دونون کے حالات سے آگاہ کرینگے۔ اسپکٹیٹر کا مختصر اور مجمل حال اِس مقام پر لکھا جاتا ہے اور اڈیسن کی کچھ تھوڑی سی سوانح عُمری آخر کتاب مین شامل کر دی گئی ہے۔ ملاحظہ سے گذریگی۔

"دی اسپکٹیٹر انگریزی ادب کا علمی اور عام پسند رسالہ یکم مارچ ۱۷۱۱ء کو نکلا اور ۶۔ دسمبر ۱۷۱۲ء کو بند ہو گیا" اِسنے اپنی تھوڑی سی عُمر مین قوم برطانیہ کو جو جو فائدے پھونچائے۔ وہ پُرانے پُرانے مُصلحان قوم سے بھی مُمکن نہوے۔ یہ روزانہ پرچہ ایک طرح کا گلدستہ تھا جسمین اٹھاروین صدی کے مختلف نازک خیال فلسفیون اور قابل منشیون کے اعلے سے اعلے مضامین شایع ہوا کرتے تھے۔ اور انگریزی پبلک کے اوضاع اور اطوار پر انکا عمدہ اثر پڑتا تھا یہ رسالہ نہ تھا بلکہ گلزار ادب کے نازک نازک خوشرنگ ہمیشہ بہار نئے نئے جھکتے ہوئے پھولون کا

ایک خوشنما اور نظر فریب گلدستہ جو قابل لوگون کے ہاتھون تیار ہوکر ناظرین کی میز پر
چُنا جاتا تھا۔ پھولون کے شوخ اور چمکتے ہوئے رنگ سے علمی دماغ روشن ہوجاتے تھے اور اُسکی
سبزی اور شادابی سے نکتہ بین آنکھون مین طراوت آجاتی تھی۔ جب یہ پرچہ نکلا تو ادب کی دُنیا
مین ہر طرف دھوم مچ گئی۔ اور ہر روز اسے آنکھین ڈھونڈھا کرتی تھین۔ یہ رسالہ ایسا مطبوعِ
عام اور مقبولِ انام ہوا کہ پہلے ہی ہفتہ مین اسکی اشاعت تین ہزار پرچون تک پھونچگئی۔ جو
اوس صدی کے محدود تعلیم یافتہ طبقہ کو دیکھتے بہت زیادہ تھی۔ تین سو چراسی نمبر کے چودہ ہزار
پرچے فروخت ہوئے اور ہر مکمل جلد کی نو نو ہزار جلدین بحساب ایک اشرفی فی جلد بکین۔
اس رسالہ کے خاص خاص نامہ نگارون مین صرف دو ہی صاحب زیادہ مشہور ہوئے۔ ریچرڈ
اسٹیل اور جوسف اڈیسن۔ اور ان دونون مین مسٹر اڈیسن کے مضامین زیادہ
عام پسند اسوجہ سے تھے کہ اونمین خوش طبعی اور ظرافت کی چاشنی ہوتی تھی اور ہر شخص کو
لطف حاصل ہوتا تھا۔ یہ نامور ادیب طرز تحریر مین اپنے رنگ کا آپ ہی موجد تھا۔ اوس
صدی کے ضعیف الاخلاق انگریزون کو تہذیب کے پردے مین بناتا اور دل ہی دل مین چٹکیان
لیا کرتا تھا۔ اوسکے قلم مین اس بلا کا زور تھا کہ اوسکی عبارت کو پڑھ کر منہ سے بیساختہ "واہ"
نکل جاتی تھی۔ اس قابل منشی نے اخلاقی اور تمدنی برائیون کی اصلاح مین تحریر کے ذریعہ
سے وہ نمایان کوششین کین اور انگریزی لٹریچر کو یونانیون اور رومیون کی نازک خیالیون
سے ایسا آراستہ کر دیا کہ قوم برطانیہ اوسکے بارِ احسان سے کبھی سر نہین اُٹھا سکتی۔ اور انگریزی
علم ادب ہمیشہ اوسکا شکر گزار رہے گا۔ اڈیسن نے اپنے قلم کے زور سے دینداری انسانی ہمدردی۔
تہذیب۔ ومتانت۔ مذاق۔ زندہ دلی۔ کو از سر نو زندہ کردیا۔ اور ہر شخص کو جتادیا تھا کہ تم
مین یہ یہ اخلاقی و تمدنی عیب ہین اور اونکی اصلاح اسطرح اور اس طریقہ سے ہوسکتی ہے۔
ہمنے اپنے ترجمہ کے لیئے صرف اُن ہی مضامین کو منتخب کیا ہے جن سے تمام ہندوستان بالخصوص
ہماری قوم کے خیالات کو بہت بڑے فائدے کی اُمید ہوسکتی ہے اور ہمارے اردو لٹریچر مین نئے نئے
خیالات اور مضامین پیدا ہوسکتے ہین۔ جس حصہ مین کسی طرح کی مذہبی چھیڑ چھاڑ۔ اور نوک
جھونک تھی یا اوسے خاص انگریزی زبان سے تعلق تھا اسکو ہمنے جان بوجھ کر قلم انداز کیا ہے

ہمکو اِن اعلےٰ مضامین کے ترجمہ مین بہت سی دِقتین پیش آئین - سب سے بڑی دِقت اور سخت مشکل تو خود ہماری کم لیاقتی نے ڈال دی تھی - علاوہ اِسکے اٹھارویں صدی کے ادب مین الفاظ اور جملون کا جو مفہوم تھا وہ اب موجودہ انگریزی لٹریچر مین کچھ اور سے اور ہو گیا ہے - فقرون کی ترکیب و تہذیب اور الفاظ کی ترتیب و نشست مین اوس صدی کے دیکھتے اب زمین و آسمان کا فرق ہے - ترجمہ کرتے وقت اول تو اُردو الفاظ ڈھونڈھے نہین ملتے اور جو ملتے بھی ہین تو بہت تلاش اور دقت سے - اور پھر وہ بھی پورے پورے موزون نہین - (گو وہ کسی نہ کسی طرح چسپان ہو سکتے ہین) - فاضل اڈیسن نے لاطینی اور یونانی فلسفہ کے جو خیالات اپنے مضامین مین لیے ہین اونکے مفہومات کا ترجمہ اور بھی دشوار ہو گیا تھا -

اللہ اللہ ! ایسے ایسے اعلےٰ مضامین ! اور پھر ایک قابل ادیب اور فاضل فلسفی کے قلم کے ! ہم سا کم لیاقت مترجم ! اور ہماری ٹوٹی پھوٹی اُردو زبان - ! - وہ تو کہیے اِن مضامین سے اخلاقی فائدے کی اُمید اور طمع تھی اور اوس طمع نے ہمارے دل مین سرگرمی اور مستعدی پیدا کر دی تھی - ورنہ کبھی اونکے ترجمے پر ہمارا قلم نہ اوٹھتا -

بہرحال جس طرح سے ہو سکا ہمنے اُن اعلیٰ مضامین کا ترجمہ کیا اور اوس ترجمہ کے دو حصے - پہلا حصہ قابل اور قدردان پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے - رہا دوسرا - وہ بھی بشرط قدردانی عنقریب شایع کیا جائے گا -

اب ہم اِس سمع خراشی کو ختم کرتے ہین اور اِس گزارش کے آخر مین اِس خیال سے کہ کوئی ہمین ناسپاس اور خود غرض نہ ٹھہرائے اپنے عزیز بھائی اور مہذب دوست محمد افتخار حسین صاحب کا دلی شکریہ ادا کرتے ہین جنھون نے اِس ترجمہ کی نظر ثانی مین اپنا گران بہا وقت صرف کیا اور ہمین قیمتی مدد دی -

ہمارے دوست الہ آباد یونیورسٹی کے بی - اے - اور پھر ایک قابل - بی - اے - ہین - اونکی اخلاقی قابلیت اور علمی لیاقت ہمارے وطن کے سرمایۂ ناز و افتخار ہے -

لکھنؤ - گولہ گنج - کوٹھی منشی اطہر علی صاحب وکیل ہائیکورٹ لکھنؤ

محمد ارتضیٰ علی کاکوروی

۳ - مارچ ۱۹۰۳ء - روز پنجشنبہ

مسرّت بہار

مین اُن خطون کو جو میرے نام آئے تھے دیکھ رہا تھا کہ اتفاق سے ذیل کا خط مجھے مل گیا
یہ ایک ذہین دوست نے دو برس ہوئے کوپن ہیگن سے جب وہ وہان مقیم تھے مجھے بھیجا تھا۔

کوپن ہیگن ۔ یکم مئی ۱۹۱۷ء

ڈیر ــــ

آپ کے ہان کھیتون اور جنگلون مین بہار آگئی ہو گی۔ اب یہ زمانہ تنہائی کا ایسا ہے کہ ذرا ذرا سی تکلیف پر بھی شکایتون کا دفتر کھلے۔ عاشقون کے سوز و گداز کی پھر وہی کیفیت ہے اور زخم عشق ہرے ہو کر بہہ چلے ہین۔ گو مین اُن ملکون سے جنکی آب و ہوا خوشگوار ہے۔ اتنی دُور پڑا ہون لیکن میری طبیعت بھی بالفعل خوش نہین رہتی۔ اگر مین اپنی بےچینی کی وجہ آپ پر ظاہر کرون تو غالباً آپ کو میرے حال پر ہنسی آئے کہ مین کمبخت کیسا تلے سرے کا وہمی آدمی ہون۔ تاہم مین تو یہی خیال کیئے جاؤن گا کہ مین واقعی پریشان ہون۔ کیونکہ مین ایسی سرزمین مین پڑا ہون جو بالکل بہشت کی ضد ہے۔ یہان کوئی موسم اچھا نہین ہوتا۔ اور اس ملک کے دیہات مین کہین نام کو بھی سبزہ زار نہین جن سے تفریح ہو۔ مجھے یہان آئے دو برس ہوئے اب تک مین نے نہ کسی طائر کی خوشنوائی اور نہ کسی چشمہ کی روانی کی سُریلی آواز۔ اور نہ بادِ صبا کی سرگوشیون کو سُنا۔ مجھے یہان کبھی کوئی ایسا مرغزار دیکھنا نصیب نہوا جسمین پھول کھلے ہوتے۔ کہین معمولی ہوا چلتی ہو گی یہان آندھی آتی ہے۔ ذرا سے پانی مین بھی بحر ذخار کا عالم نظر آتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ اگر آپ ذرا بھی غور فرمائین گے تو آپ کو میری تمام شکایتین لغو اور ایک سنجیدہ طبیعت کے لیئے نازیبا نہ معلوم ہونگی۔ کیونکہ جنگل کھیت۔ پھول۔ دریا۔ اور چشمہ کا عشق تو ازل سے جب حسین اور پری وش عورتون کا کہین وجود بھی نہ تھا۔ ہمارے خمیر مین ہے ۔۔

مین ہون آپ کا ۔۔۔۔۔۔۔

اگر اپنی خواہش پر ایک ملک سے دوسرے ملک مین پھونچ جانا میرے اختیار مین ہوتا۔ تو مین سرما ہسپانیہ۔ بہار اطالیہ تابستان انگلستان اور خزان فرانس مین بسر کرتا۔ ان تمام موسمون مین کوئی موسم ایسا نہین ہے جو پیاری خوشنما اور فرحت انگیز بہار کو پھونچ سکے۔ بہار کا اور سب موسمون مین وہی مرتبہ ہے جو صبح کا دن کے اوقات مین یا جوانی کا عمر کے اور حصّون مین فرنگستان کے تمام ملکون سے بڑھ کر انگلستان کا تابستانی موسم ہوتا ہے۔ اسکی بس یہی وجہ ہے کہ اس فصل مین زیادہ بہار رہتی ہے۔ ہمارے ہان کے موسم کا سخت نہوتا اور پھر آئے دن مینہ کا برسنا اور شبنم کا گرنا۔ کھیتون کو ہمیشہ تر و تازہ رکھتا ہے۔ اور گرم سے گرم مہینہ مین بھی سبزہ لہلہایا کرتا ہی۔ آغاز بہار مین تمام مخلوق اپنی اصلی حالت پر عود کرنے لگتی ہے۔ اور طبیعت انسان مین بھی وہ حیوانی مسرت اور جوش محسوس ہوتا ہے جس سے چڑیان چہچہانا شروع کر دیتی ہین اور تمام جانور خوش اور بشاش ہو جاتے ہین۔ اس مضمون پر کہ تماشائیان عالم کے دل قدرت کی نیرنگیون کو دیکھکر کیسے باغ باغ ہو جاتے ہین۔ ملٹن[۵۱] صاحب سے بڑھ کر کسی نے غور نہین کیا۔ انھون نے اپنی نظم "پیراڈائز لاسٹ[۵۲]"، مین دو یا تین مقام پر" ورنل ڈیلایٹ"، یا موسم بہار کی مسرت کو بیان کیا ہے۔ اور اس حصہ نظم مین یہ دکھایا گیا ہے کہ گویا ابلیس تک کو بھی اس قسم کی خوشی محسوس ہوئی

(چند اشعار کا ترجمہ)

"شگوفے اور سنہری پھل یکبارگی نکل آئے۔ اور نہین مینائی رنگ بھی ملے جلے تھے۔ خورشید جہان تاب نے زیادہ خوش ہو کر شام کے ابر اور قوسِ قزح کی بہ نسبت زیادہ تر اپنی شعاعین انپر ڈالین۔ جب خدا نے زمین کو پانی سے سیراب کر دیا تو قطعۂ زمین تر و تازہ اور شاداب دکھائی دینے لگا۔ اب اوسکو تازی سی تازی ہوا ملتی ہے اور اوسکا دل مسرتِ بہار سے باغ باغ ہوا جاتا ہے اور ایسی فرحت ہوتی ہے جو تمام افسردگی کو دل سے دور کرتی ہے مگر مایوسی"۔ - - - - - - - -

بہت سے مصنفون نے مخلوق کی خود پسندی پر خامہ فرسائی کی ہے اور اس عالم کی بے فیضی اور کسی اصلی اور مادی خوشی پیدا کرنے کی ناقابلیت کو دکھایا ہے۔ جس طرح اس قسم کے اقوال یا تحریرات شوقین اور

---

[۵۱] یہ انگلستان کا بہت بڑا نامی گرامی شاعر تھا۔ ۱۶۰۸ء مین پیدا ہوا اور ۱۶۷۴ء مین مر گیا۔ [۵۲] یہ مشہور نظم پہلے پہل ۱۶۶۷ء مین طبع ہوئی۔ اسمین حضرت آدم کے بہشت سے نکالے جانے کا حال بہت خوبی کے ساتھ باندھا گیا ہے۔

یار باش لوگون کے مطلب کے ہین اوسیطرح وہ خیالات جو ہر شئے کو عمدہ صورت مین دکھاتے اور
تمام موجودات کا ہماری تفریح کے اسباب مین شریک ہونا ظاہر کرتے ہاین غمگین اور افسردہ
مزاج آدمیون کے حق مین کچھہ کم مفید نہین ہین - اسی وجہ سے مین نے آخری شنبہ کے دونون
مضمونون مین طبیعت کے بشاش رکھنے پر زور دیا تھا اور اب بھی مین اسی غرض سے لکھتا ہون
نہ دنیا پر جسمین فی الحال ہم ہین عام نظر ڈالنے سے نہ صرف اپنے نہ اوسکے خیال سے جسپر ہم لوگ
تکیہ کرتے ہین بلکہ صرف اس موسم کے لحاظ سے جسمین یہ مضمون لکھا جاتا ہے طبیعت کے خوش رکھنے
پر زور دیتا ہون۔

فضاے عالم اچھی طبیعت کے آدمی کے لیے ایک خوان نعمت ہے جس شئی پر اوسکی نظر پڑتی ہے وہ
اوسے محظوظ اور خوش کرتی ہے۔ پروردگار عالم نے نیچر یا خلقت کو ایسے ایسے حسن بخشے ہین
جنھین دیکھہ کر ممکن ہی نہین کہ انسان بشاش نہو جائے۔ بشرطیکہ وہ مکروہات دنیا اور حظ
نفسانی مین بجید ڈوبا ہوا نہو۔ صاحب زبور نے معرفت کی کئی نظمون مین خوشنما اور دلفریب
سمان دکھائے ہین جو دل کو بشاش اور اوسمین اوسی مسرت بہار کو پیدا کر دیتے ہین - اس قسم
کا مذاق "نیچرل فلاسفی" یا علم طبعیات کی سیر سے ترقی کرتا ہے اور نہ صرف تصوّر و خیال - بلکہ
قوت مدرکہ کو ایک قسم کا حظ ہوتا ہے۔ چشمون کی آواز۔ طیور کی نوا سنجیون پر درختان باغ کے سایہ اور
جنگلون - یا کھیتون کے نئی نئی رنگ یا مرغزار ہی پر یہ منحصر نہین ہے بلکہ اس سے ان مقاصد
پروردگاری پر نگاہ جاتی ہے جو اون سے پورے اور عقل کل کے ان عجایبات پر بھی جو
ان سے ظاہر ہوتے ہین - اس سے آنکھہ کی مسرتون کو ترقی اور روح مین ایسی کیفیت وجدانی پیدا
ہوتی ہے جو عبادت الہی سے کچھہ ہی کم ہے۔ لیکن ہر شخص کی یہ طاقت نہین کہ کتاب خلقت کے
ایسے بڑے مصنف کی اس قسم کی عبادت کرے جسکا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ایسی پاکیزگی سے خالق اکبر
کی ذات بابرکات کا دھیان جو اوسکی نظر مین بلاشبہہ اعلے درجہ قبولیت کا رکھتا ہے۔
مین اس مختصر مضمون کو اوس خوشی کے ذکر پر تمام کر دونگا جو موجودہ موسم سے پیدا
ہوتی ہے اور اس مشورہ کے ساتھہ کہ وہ خوشی کیجائے جسکے کرنے کے لیے ہر شخص مین کافی لیاقت
موجود ہے - مین اپنے ناظرین کو یہی صلاح دونگا کہ وہ اس روحانی اور فطری مسرت سے

نصیحت حاصل کرین اور اس مسرت بہار کو ترقی دین - جب ہم اپنی ذات مین اس مسرت خیز حیوانی
عقل کو دیکھتے اور اس پوشیدہ اطمینان اور بشاشت کو پاتے ہین جو خلقت کی خوبصورتیون سے
پیدا ہوتی ہے تو ہمکو اس امر پر غور ہونا چاہیے کہ وہ کون ایسا ہے جسنے ہمارے محسوسات کے
محظوظ ہونے کے لیئے ایسی ایسی تفریح کی چیزین بنائی ہین اور جسکا دستِ مبارک ایسا کشادہ
ہے اور دُنیا کو نیکیون سے مالامال کردیتا ہے -

حضرت داود ہمکو تعلیم کرتے ہین کہ ہم طبیعت کی موجودہ حالت اور اُس نصیحت سے فائدہ اُٹھائین
جو عبادتِ الٰہی مین رنجیدہ اور زبور خوانی مین خوش ہونے والون کے حق مین کی گئی ہے -
قدرت کی صنّاعیون کو دیکھ کر جو بشاشت دل مین پیدا ہوتی ہے وہ انسان کو شکر نعمت الٰہی
بجالانے کے لیئے بخوبی تیار رکھتی ہے - دل نے حمد باری اور سپاس گزاری کی راہ دُور
تک طے کی ہے اور اوسمین ایسی پوشیدہ مسرت یعنی ایسا سپاس آمیز خیال سمایا ہوا ہے جو
خالقِ مسرت اللہ جل شانہٗ کی نسبت ہے - یہ دل کی دائمی حالت وہ حالت ہے جو ہر کھیت اور
جنگل مین مذہبی تقدس پیدا کرتی اور صبح و شام کی معمولی شئ کو ایسی قربانی کی صورت مین
تبدیل کرتی ہے جو راہ خدا مین کیجاتی ہے - یہ وہ حالت ہے جس سے آفتاب مسرت کی اُن ناپایدار
شعاعون مین افزایش ہوگی جو فطرتاً روح کو منور اور ایسے موقعون پر اوسے تروتازہ کرتی ہے
حتی کہ دائمی آسودگی اور آرام کی حالت قائم ہوجاتی ہے -

بشاشت

بشاشت کا پہلا خاصہ یہ ہے کہ وہ تندرستی کو بڑھاتی ہے - دل مین کچھ ایسی بدمزگیان اور
مخفی شکایتین ہوا کرتی ہین جنسے غیر محسوس صدمات اُن نازک نازک رگ و ریشون کو پہونچتے
ہین جو جسم کے زندہ رکھنے والے حصون مین شامل ہین اور اون ہی صدمات کی بدولت جسم
کی کل گھس کر بگڑ جاتی ہے - یعنی اُن جوشون کو جو خون مین اُٹھتے اور اُن بقاعدہ اضطراب

پیدا کرنے والی حرکتون کو جو خواہشات حیوانی مین محسوس ہوتی ہین نہ بیان کرونگا۔ مجھے بہت کم یاد ہے کہ ایسے بہت سے ضعیف العمر یا توانا و تندرست آدمی میرے دیکھنے مین کبھی آئے ہون کہ اونکے مزاج مین معمولی خوش طبعی اور بشاشت کے درجہ سے زیادہ نہین تو کم سے کم ایک طرح کی آرام طلبی نہو۔ سچ ہے کہ بشاشت سے تندرستی اور تندرستی سے بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ فرق ہے تو اتنا کہ ہمین ایسے زیادہ تندرست لوگون کے دیکھنے کا بہت کم اتفاق ہوا ہے جنمین کسی نہ کسی طرح کی بشاشت نہو۔ اور یہ بات تو بہت دیکھنے مین آئی ہے کہ بشاشت ایسے لوگون مین پائی جاتی ہے جو زیادہ تندرست نہین ہوتے۔ بشاشت کو طبیعت سے وہی دوستانہ تعلق ہے جو جسم کے ساتھ ہے۔ اس سے ناخوشی اور تفکرات دور ہو جاتے ہین۔ ہوا ے نفسانی کا جوش کم ہوتا اور روح مین ایک طرح کا مستقل سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ چونکہ مین آخری سبب پر پہلے ہی سے قلم اُٹھا چکا ہون۔ لہذا مین یہان یہ بیان کرونگا کہ یہ دُنیا جسمین ہم لوگ ہین ایسی ہزارون چیزون سے بھری پڑی ہے جو ہماری طبیعت مین بشاشت پیدا کرتی اور اوسے تر و تازہ رکھتی ہین۔ اگر ہم دُنیا اور انسان کے تعلقات پر غور کرین تو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دُنیا ہمارے ہی کام کی بنائی گئی ہے اور جو ہم اوسکی قدرتی خوبصورتی اور باہمی تسلسل پر نظر ڈالتے ہین تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ہماری ہی خوشی کے لیئے پیدا ہوئی ہے۔ آفتاب جو تمام مخلوقِ خدا کی جان ہے اور ہماری ضروریات زندگی کو مُہیا کرتا ہے اوسمین ایک طرح کا خاص اثر انسان کے خوش کرنے کا موجود ہے۔ بہت سے ذی روح جو ہمارے فائدے یا کام کے لیئے خلق کیے گئے ہین جنکی نواسنجیون کے شور سے جنگل گونج اُٹھتے یا جو شکار ہوتے یا جنکی دلفریب صورتون سے ہمارے دل مین مسرت انگیز خیال آتے ہین۔ فوارے۔ جھیلین اور دریا جسطرح زمین کو سیراب کرتے ہین اوسیطرح ہمارے خیال کو تازگی پھونچاتے ہین۔ ایسے بہت سے مشہور مُصنف ہین جنھون نے اثبات پروردگاری مین یہ دلیل پیش کی ہے کہ زمین اور رنگون کی نسبت زیادہ تر سبزی سے ڈھنکی ہوئی ہے جسمین۔ اندھیرے۔ اُجالے۔ کا ایسا ٹھیک ٹھیک میل ہے کہ اوسکے دیکھنے سے نظر کو تکلیف کی جگہہ فرحت اور قوت ہوتی ہے۔ یہی توجہ ہے کہ مصور اپنے قریب سبز کپڑے لٹکائے رکھتے ہین۔ تاکہ رنگ آمیزی مین بہت زیادہ دیدہ ریزی کے

بعد نگاہ کو آرام وسکون ہو۔ ایک مشہور جدید فلسفی نے اسکی وجہ ذیل مین یون بیان کی ہے کہ
جن رنگون مین زیادہ چمک ہوتی ہے وہ اوس حیوانی قوت کو جو صرف نظر ہوتی ہے
کمزور اور مغلوب کرتی ہے۔ بخلاف اسکے جو رنگ زیادہ تاریکی کے لیئے ہوتے ہین اونکی وجہ
سے قوت حیوانی کو پورا پورا کام نہین دینا پڑتا اور ساتھہ ہی اسکے وہ شعاعین جو ہمارے
دل مین سبزی کا خیال پیدا کرتی ہین آنکھہ پر ایسی ٹھیک ٹھیک پڑتی ہین کہ ان
قوت حیوانی جیسا چاہیے کام دینے لگتی ہے اور اون دونون چیزون مین باہمی معارضہ
ایسا برابر کا ہوتا ہے کہ طبیعت کو بہت ہی خوشی اور فرحت محسوس ہوتی ہے۔ چاہے جو سبب
اثر کا ہوتا تو یقینی ہے اور اسی دلیل سے شعرا خاص اس رنگ کو "چیرفل" یعنی فرحت پیدا
کرنے والا بتاتے ہین۔ جب ہم یہ خیال کرتے ہین کہ نیچر کی صناعیون مین دوہرے مطلب رکھے
گئے ہین یعنی یہ کہ وہ مفید بھی ہین اور فرحت انگیز بھی۔ تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نباتاتی دنیا
کے جو سب سے زیادہ کارآمد یا مفید حصہ ہین وہی سب سے بڑھ کر خوبصورت یا خوشنما ہوتے ہین
جن سے پودون کی متعدد نسلین نشو ونما پاتی اور باقی رہتی ہین وہ بیج ہین اور ہمیشہ
پھولون اور غنچون مین رہتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ نیچر یا قدرت نے اپنا اصلی مطلب
چھپایا ہے اور اپنا کار اہم انجام دے رہی ہے اور ایسی حالت مین زمین کو خوبصورت اور
خوشنما بنانے مین جان لڑائے دیتی ہے۔ اسیطرح سے کسان اپنی تمام زمین کو باغ بنا
اور اسمین مصروف ہے مگر در اصل اوسکو فصل اور اوسکے اچھے ہونے کا خیال ہے اور کسی
بات کا نہین۔ ہم آگے بڑھ کر اس امر پر غور کرینگے کہ پروردگار عالم نے توجہ فرما کر دل مین نشاط
رکھدی ہے اور دل کو ایسی قطع کا بنایا ہے کہ اوسکو ایسی چیزون سے خوشی ہوتی ہے جو بہت
کم کام آتی ہین۔ دیکھیے جیسے چٹانین اور ریگستان بیابان۔ یا اسیطرح کی قدرت کے
اور کرشمے۔ ماہرین فلسفہ کے خیال بہت اونچے جاتے ہین جو وہ اس بات کو سوچین کہ اگر کسی
شی کے اصلی خواص ظاہر ہو جائین۔ تو کوئی زیادہ خوشی اور اطمینان حاصل ہو۔ اور پھر
اسکی کیا وجہ ہے کہ اوس شی کو ایسی طاقت عنایت ہوئی ہے کہ وہ ہم مین ایسے خیالی اوصاف
مثلاً ذائقہ۔ رنگ۔ آواز۔ بو۔ گرمی اور سردی۔ پیدا کر سکتی ہے۔ مگر انسان جب قدرت کے

دلی اور جون سے واقف ہوتا ہے تب ہی اوسکو بشاشت اور مسرت محسوس ہوتی ہے۔ المختصر دنیا ایک تھیٹر یا تماشہ گاہ ہے جسمین ایسی چیزین بہت سی بھری پڑی ہین جن سے ہمارے دل مین یا تو مسرت و فرحت یا حیرت پیدا ہوتی ہے۔ خود ناظرین کے خیالات اونھین بتا ئینگے کہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن ہوتا ہے۔ موسم بدلتے ہین مع اُن مختلف تغیرات کے جنسے عارض قدرت پر نئے نئے عالم نظر آتے ہین۔ اور حسین خوش کرنے والی صورتین برابر آنکھون کے تلے پھرا کرتی ہین۔

مین اس مقام پر اُن تفریحون کا ذکر نہ کرونگا جو صنعت کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہین اور نہ دوستی کے لطف۔ کتابون کی سیر۔ بات چیت کی لذت۔ اور نہ زندگی کے اتفاقی مزون کا اسیلئے کہ مین چاہتا ہون کہ صرف اُن ترغیبون کا ذکر کرون جو ہر طبقہ اور درجہ کی بشاشت طبیعت کو ہوتی ہین اور جنپر غور کرنے سے صاف صاف یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ پروردگار عالم کا یہ ارادہ کبھی نتھا کہ اس دنیاے فانی مین انسان رنجیدہ رہے اور وہ اوسکو بیزار رکھے۔ مین بشاشت پر بہت زور دیتا ہون۔ کیونکہ یہ ایک ایسی صفت ہے جس سے اور قومون کی بہ نسبت ہمارے ہم وطن بہت کم متصف ہین اونمین اسکی کمی ہے۔ رنج ایک طرح کا بھوت ہے جسکا گزر ہمارے جزیرے مین ہوا کرتا ہے اور اکثر مشرقی ہوا کے جھونکے کے ساتھ ہم تک پھونچ جاتا ہے۔ ایک فرانسیسی ناولسٹ یا فسانہ نگار بخلاف اورون کے جو قصہ کے عنوان مین سال کے موسم گل کا سمان دکھاتے ہین۔ یون لکھتا ہے۔

"نومبر کے اوداس مہینے مین جب اہل انگلستان پھانسی لگا کر جان دیتے اور ڈوب مرتے ہین ایک بیقرار عاشق کشت زار مین چہل قدمی کرنے لگا"

انسان کو چاہیے کہ آب و ہوا کی خرابی اور سوء مزاجی سے بچے اور ایسے خیالات مین ڈوبا رہے جن سے طبیعت کو سکون ہو اور اُسے اتنی طاقت ہو جاے کہ وہ ذرا ذرا سی تکلیفون اور مصیبتون کو جھیل جائے جو ہر فرد بشر کو بالعموم ہوا کرتی ہین اور اس قسم کے تحمل سے خوشی اور بے خلل آسودگی حاصل رہیگی۔ اسقدر عرض کرنے کے بعد مین ناظرین کو اسباب کی طرف متوجہ کرتا ہون کہ جب نظر ڈالے تو دنیا کی اچھی ہی باتون پر ڈالے۔ مین یہ ضرور کہونگا کہ بہت سے عیش و راحت

کے سامان جو ہمارے لیئے مہیا کیے گئے ہین ایسے ہین کہ اُن سے فطرتاً صدہا بُرائیان پیدا ہوتی ہین لیکن اگر انسان سمجھے تو اُن سے کبھی دل کو رنج نہین پھونچ سکتا اور نہ اوس بشاشت مین فرق آسکتا ہے جسکی نسبت مین لکھہ رہا ہون۔ قدرت کی نیرنگیون مین یہ بات بھی داخل ہے کہ بدی اور نیکی کا چولی دامن کا ساتھہ ہے۔ راحت کے بعد مصیبت ضرور ہوتی ہے۔ اس امر کو مسٹر لاک[۵۱] نے اپنے "اسّے آن ہیومن انڈرسٹینڈنگ[۵۲]" مین ایک اخلاقی سبب کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور الفاظ یہ ہین۔ " علاوہ وجوہات مذکورہ مین ایک دلیل اور پیش کرتا ہون کہ کس وجہ سے خدا نے اُن چیزون مین جنکا اثر ہمپر ہوتا ہے اور جو ہمارے ہر چہار طرف ہین خوشی اور رنج کو بھر دیا ہے اور وہ ہمارے تمام خیالات اور منصوبون مین شریک ہوتی ہین اور کیون ہم اُن سب فرحت انگیز چیزون مین جو مخلوق سے ہمکو ملتی ہین خامی اور بے اطمینانی پاکر اوس ذات پاک کے خیال سے خوشی کی توقع رکھتے ہین کہ جسکے پاس پوری خوشی ہے اور جسکے سیدھے ہاتھہ کی طرف لازوال مسرتین موجود رہتی ہین +۔

دوستی

انسان تو یہ خیال کرتا ہے کہ جس صحبت مین ہم بیٹھتے ہین اوسمین جتنا زیادہ مجمع ہوتا ہے۔ اُتنے ہی زیادہ مضامین پر گفتگو ہوتی ہے اور خیالات ظاہر ہوتے ہین۔ مگر ہوتی یہ بات ہے کہ بھرے مجمعون مین جتنی محدود اور تکلف کے ساتھہ گفتگو ہوتی ہے اتنی کہین نہین۔ جب کسی مبحث پر گفتگو کرنے کے لیئے بہت سے لوگ جمع ہو جاتے ہین تو اونکے مباحث خاص کرکے ظاہری صورتون اور عام حالتون سے شروع ہوتے ہین اور اگر ہمکو مردوزن کے زیادہ مختصر مجمع مین شریک ہونے کا اتفاق پڑتا ہے تو اوسمین موسم۔ وضع و قطع۔ یا آرائش خراش اخبار اور اسی قسم کی عام باتون کا تذکرہ ہوتا ہے۔ کلب اور احباب کے جلسہ مین آئیے تو کسی قدر بے تکلفی کے ساتھہ

---

[۵۱] انگلستان کا ایک مشہور فلسفی ۱۶۳۲ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۰۴ء مین وفات پائی [۵۲] کتاب کا نام ہے +

اور خاص خاص باتون کا ذکر ہوتا ہے لیکن نہایت بے تکلفانہ صاف صاف اور مفید باتین وہی ہوتی ہین جو دو بے تکلف اور دلی دوست آپسمین کرتے ہین- انسان ایسے موقعون پر اپنی کسی خواہش اور خیال کو جو دل مین ہوتا ہے نہین چھپاتا- اور اپنی تمام پوشیدہ رایون کو جو وہ لوگون یا چیزون کی نسبت قائم کر چکتا ہے ظاہر کر دیتا ہے- وہ اپنے زور خیال اور حسن خیال کو آزماتا اور اپنا تمام کچا چٹھا اپنے دوست سے اسلیے بیان کر دیتا ہے کہ وہ بھی اوسے جانچے- پہلا شخص ٹلی[1] تھا جسکی یہ راے ہوئی کہ دوستی ہماری خوشی کو دوچند کرتی اور ہمارے دکھ کے بانٹ دینے سے آرام کو بڑھاتی اور مصیبت کو گھٹاتی ہے- اس خیال سے اُن سب کو اتفاق ہے جو اوسکے زمانے سے اب تک دوستی پر مضمون لکھتے چلے آئے ہین- دوستی مین جو اور اور فائدے ہین اون کو سر فرانسس بیکن[2] نے بہت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے- یا بقول اونکے شاخ دوستی کے اُن پھلون کا ذکر جو اوس سے ملتے ہین اور فی الواقع علم اخلاق مین اسکے سوا کسی دوسرے مضمون پر اتنی خامہ فرسائی نہین ہوئی ہے اور نہ کوئی اور مضمون اتنا پامال ہوا- منجملہ بہت سی عمدہ باتون کے جو اوسکی نسبت بیان کی گئی ہین مین چند کا حوالہ ایک پرانی کتاب سے دونگا- اگر وہ کتاب کانفیوشس[3] یا کسی مشہور یونانی فلسفی کی تصنیفات سے ہوتی تو اس زمانے کے ذہین لوگ اوسے موجودہ علم اخلاق کا سب سے زیادہ عمدہ رسالہ تصور کرتے- میری مراد اس چھوٹے اور نہایت غیر مستند رسالے سے ہے جسکا نام "دی وزڈم آف دی سن آف سیرک" ہے- دیکھو کس خوبی کے ساتھ اسنے خلق و مروت کے برتاؤ سے دوست بنانے کی ترکیب بیان کی ہے اور اوسمین اوس مقولہ یا نصیحت کو لکھا ہے جسے ایک حال کے عمدہ مصنف نے اپنا مقولہ قرار دے کر یون بیان کیا ہے-

"دوست تو چند ہی ہونے چاہیے مگر خیر منانے والے بہت سے"

میٹھی زبان سے زیادہ لوگ دوست ہو جاتے ہین اور سچی اور صاف بات کہنے والے کی زیادہ

---

[1] روم الکبرے کا ایک مشہور مصنف [2] انگلستان کا ایک مشہور فلسفی -
[3] یہ ایک قدیم چینی فلسفی تھا اور بڑا مشہور عقلمند حکیم جس سے شہنشاہ چین کو بہت محبت تھی یہ نامور فلسفی چھٹی صدی عیسوی میں تھا

آؤ بھگت ہوتی ہے۔ سب کے ساتھ بنرمی پیش آؤ۔ اور ہزار مین ایک کو اپنا مشیر بناؤ۔
دیکھو ہمکو کس دانشمندی سے دوستون کے انتخاب مین متنبہ کرتا۔ اور دغاباز اور خودغرض دوست
کا کیسا سچا خاکہ اوڑاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ۔ " اگر تو کسی کو اپنا دوست بنانا چاہے تو پہلے
اوسکو آزما۔ اور بہت جلد اوسپر اعتبار نہ کر۔ کیونکہ بعض شخص اپنے مطلب ہی تک دوست بنا رہتا
ہے۔ اور وہ مصیبت مین تیرا ساتھ نہ دے گا۔ ایک طرح کا دوست اور بھی ہوتا ہے جو تجھسے بگڑکر
اور تیرا دشمن بنکر تیری بدنامی اور ذلت کا خواہان ہوگا" پھر لکھتا ہے۔ کہ۔ " بعض دوست ایسے
بھی ہوتے ہاین جنکی رفاقت دسترخوان ہی تک رہتی ہے۔ عسرت مین وہ تیرا ساتھ نہ دینگے۔ ہان البتہ
فراغت یا اقبالمندی کے زمانے مین تجھسے ایسے ملین گے کہ تجھہ مین اور اونمین کوئی فرق معلوم
نہو گا۔ وہ تیرے نوکرون پر اپنی حکومت جتائین گے اور جب تجھپر ادبار آئے گا تو وہ تیرے مخالف
بنجائین گے اور تجھہ سے منہ چھپاتے پھرین گے"۔ دیکھو ذیل مین کیسی عمدہ آیت لکھی ہے جس سے
بڑھکر نہ تو کوئی بامعنی ہے اور نہ کسی مین اتنا استحکام۔

" اپنے دشمن سے الگ رہا کر اور اپنے دوستون کا خیال رکھ "

اسی کے بعد دوستی کے فوائد مین ایک خاص فائدے کی تخصیص کی گئی ہے اور اوسی کو مذکورہ
بالا مصنفون نے لکھا ہے اور جس قدر دوستی کی تعریف کی ہے وہ بہت بجا و درست اور نہایت
عمدہ ہے۔ " وفادار دوست کیا ہے ایک مستحکم پناہ یا حمایت۔ اور جسے ایسا دوست ہاتھ آجائے
تو سمجھنا چاہیئے کہ اوسے ایک خزانہ مل گیا۔ وفادار دوست کی کوئی برابری نہین کرسکتا۔ اور اسکی
خوبی کی کوئی قیمت نہین۔ وفادار دوست زندگی کی دوا ہے اور جنھین خوف خدا ہے وہ ایسے
ہی شخص کو اپنا دوست بنائین گے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے وہ سچے آدمی کو دوست بناتا ہے۔
کیونکہ جیسا وہ ہے ویسا ہی اوسکے پروسی (دوست) کو بھی ہونا چاہیئے"۔ مجھے یاد نہین پڑتا کہ
مین کسی اور مقولہ کو پڑھکر کبھی ایسا خوش ہوا۔ جیسا یہ دیکھکر کہ دوست زندگی کی دوا ہے۔
اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دوستی مین ایسی تاثیر رکھدی گئی ہے جو تکلیف و درد کو جسکا اس
عالم مین محسوس ہونا داخل فطرت ہے کھو دیتی ہے۔ جب مین اس آخری جملہ پر پہونچا کہ یہ خدا کی رحمت
ہے کہ سچے کو سچا ہی دوست ملے گا تو مجھے ایک حیرت انگیز خوشی ہوئی۔ اسی مصنف کی کتاب مین

ایک مُقام پر اوسکا دوسرا مقولہ ملا۔ اگر وہ کسی بُت پرست کا قول ہوتا تو شاید اوسکی قدر زیادہ کیجاتی۔ وہ مقولہ یہ ہے "پُرانے دوست کو ترک نہ کرو کیونکہ نیا دوست اوسکو نہین پھونچ سکتا نئے دوست کی مثال بالکل انگوری شراب کی سی ہے کہ جتنی وہ پُرانی ہوتی ہے اوتنا ہی اوسکے پینے والے کو زیادہ سرور ہوتا ہے" اوسنے ترک دوستی کو کیسے اشارہ کنایہ اور زورِ خیال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ "جو کوئی چڑیون پر پتھر پھینکتا ہے وہ اُن کو ڈرا دیتا ہے اور وہ اوڑ جاتی ہین۔ اسیطرح سے جو دوست کو سخت وسُست کہتا ہے وہ رشتۂ الفت کو توڑ ڈالتا ہے۔ گو تو نے دوست پر تلوار کھینچی ہے۔ تاہم تجھے مایوس نہ ہونا چاہیئے وہ پھر تجھپر مہربان ہو جائے گا۔ اور اگر تو نے اپنے دوست کے خلاف زبان کھولی ہے تو ڈر نہین۔ پھر آپسمین میل جول ہو جائے گا۔ ہان جو تو اوسے سخت وسُست کہیگا یا اوس سے غرور کی لے گا۔ راز کو افشا اور اوسکے دل کو دغابازی سے مجروح کرے گا تو البتہ ہر دوست تجھ سے پھر جائے گا" جو چھوٹی چھوٹی مشہور مثالین اِس نصیحت اور نیز اسی مصنف کی اور نصیحتون مین موجود ہین۔ وہی ہوریس[1]۔ اور ایپکٹیٹس[2] کی اخلاقی تحریرات مین ملتی ہین اور جنکی بہت کچھ تعریف و توصیف کیجاتی ہے۔ ذیل کے فقرات مین جو خاص اِس مبحث پر لکھے گئے ہین اسی قسم کی عمدہ عمدہ مثالین موجود ہین۔ "جو کسی دوست کا راز افشا کرتا ہے وہ بے اعتبار ہو جاتا ہے اوسکو اپنی طبیعت کے موافق کبھی کوئی دوست نہ ملے گا۔ اپنے دوست سے محبت کر اور اوسپر بھروسہ۔ اور اگر تو اوسکے بھید سے واقف ہو گیا ہے تو زیادہ تفتیش نہ کر۔ کیونکہ جیسے کوئی اپنے دشمن کو ہلاک کرتا ہے اوسی طرح تو اپنے دوست کی محبت کو برباد۔ جس طرح کوئی اپنے ہاتھ سے چڑیا چھوڑ دیتا ہے اور وہ اُڑ جاتی ہے اوسی طرح دوست بھی تیرے ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اور پھر تو کبھی اوسکو نہ پائے گا۔ اوسکا پیچھا نہ کر۔ کیونکہ وہ بہت ہی دُور نکل گیا ہے تیرے ہاتھ نہ آئے گا۔ اوسکی مثال بالکل اوس ہرن کی سی ہے جو جال سے نکل گیا ہو۔ زخم کو دیکھو کہ آخر وہ مُندمل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اگر دوست کو سخت وسُست کہوگے تو پھر اوس سے مِلاپ ہو جائے گا۔ لیکن جو کسی کا راز افشا کرتا ہے اوسے تو مایوس ہی ہونا چاہیئے" اِس دانشمند نے عمدہ دوست کی بہت سی صفتون سے وضعداری اور

[1] رومی شاعر۔ ۶۵ برس قبل حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوا اور ۸ برس قبل مرگیا۔ [2] ایک رومی فلسفی۔

وفاداری کو آلگ کرلیا۔ اور ان کو سب مین مخصوص کر دیا ہے۔ مگر اور عقلمندون نے اِن اوصاف مین نیکی علم ہوشمندی۔ عمر و دولت کی برابری اور شسرو نے خوش مزاجی کبھی شامل کیا ہے۔ اگر مجھے اِس پامال مضمون پر رائے دینی ہوتی تو مین اور صفتون کے ساتھ مزاج اور برتاؤ کے یکسان رہنے کو بھی شریک کر دیتا۔ اکثر اِنسان ایسے شخص سے دوستی پیدا کرتا ہے جسکا پورا پورا حال سال بھر تک بات چیت کیے بغیر نہین کھلتا۔ وہ مدت تمام بھی نہین ہونے پاتی کہ یکایک اوس نے دوست کی ترش مزاجی کھل جاتی ہے۔ جسکی کیفیت دوستی کے آغاز مین نہین معلوم ہوئی تھی۔ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ زندگی کے بعض وقتون مین تو وہ ایسے ہو جاتے ہین کہ وہ بھی پسند کیے جاتے ہین۔ اور بعض زمانے مین قابل نفرت اور دل اون سے کراہت کرنے لگتا ہے۔ وہ اِنسان بڑا بدقسمت ہے جو ایسے شخص کی دوستی مین پھنس جائے۔ جو کبھی کچھ اور کبھی کچھ ہے یعنے تلون مزاجی سے کبھی تو اوسکی روش پسندیدہ اور کبھی قابل نفرت ہو جاتی ہے۔ چونکہ بعض اوقات اکثر آدمیون کی طبیعت بدل جاتی اور پسندیدہ ہو جاتی ہے۔ اِسلیئے ایسی حالت مین سب سے زیادہ دانشمندی کا کام ہے کہ ہم اپنے کو ویسے ہین اور اپنے برتاؤ وسلوک کو قائم رکھین۔

رِیا

وضعدار قصباتیون کی ریا یا ظاہرداری اہل شہر کی ریاکاری سے جدا ہوتی ہے۔ وضعدار ریاکار جتنا ہوتا نہین ہے اوس سے زائد عیبی معلوم ہوتا ہے۔ اور دوسری قسم کا ظاہردار زیادہ نیک۔ شخص اول الذکر ہر شئے سے جسمین مذہبی نمایش ہوتی ہے ڈرتا ہے۔ اور اوسکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ بہت سی مجرمانہ عشق بازیون اور عاشقانہ سازشون مین جنکا دراصل وہ مجرم نہین۔ منہمک ہے۔ شخص آخرالذکر بہت مقدس آدمیون کی سی صورت بناتا۔ اور ہزارون عیبون کو مذہب کی ظاہری روش سے پوشیدہ کرتا ہے۔ لیکن ریا کی ایک قسم اور بھی ہے جو اِن

لہ روم کا ایک مشہور فصیح البیان مقرر۔

دونون سے مختلف ہے اور جسپر مین اس پرچہ مین مضمون لکھنا چاہتا ہون۔ میری مراد اوس ریا سے ہے جس سے انسان دنیا ہی کو دھوکا نہین دیتا۔ بلکہ اکثر اوقات خاص اپنی ذات کو بھی۔ یہ وہ ریا ہے جو خود اوسکے دل کی حالت کو اوس سے چھپاتی اور اوسے یہ باور کراتی ہے کہ وہ جتنا ہے نہین اوس سے زیادہ نیک ہے۔ اور یا تو وہ اپنے عیبون سے واقف نہین ہوتا۔ یا اون کو ہنر جانتا ہے۔ یہی مہلک ریا یا اپنی ذات کی فریب دہی ہے۔ جسپر ذیل کے الفاظ مین لحاظ کیا گیا ہے۔

ایسا کون ہے جو اپنی غلطیون کو سمجھ سکتا ہو تو مجھے ان پوشیدہ نقائص سے پاک کر،

اگر عیب و حمق سے پاک ہونے کے لیئے اخلاقی مضامین لکھنے والون کی بیجد کوشش اور مستعدی کے مستحق کھلے کھلے اقراری بیدین ہین تو اون سے بڑھ کر اون کی توجہ اور رحم پر اون لوگون کو دعویٰ ہے جو موت کے رستون پر چل رہے ہین مگر خیال اونکو یہ ہے کہ وہ راہ صواب کے طے کرنے مین مصروف ہین۔ پس مین اُن عیوب کے انکشاف کے لیئے جو روح کے پوشیدہ گوشون مین گھات لگائے ہین۔ چند قاعدون کے منضبط کرنے کی کوشش کرونگا۔ اور اپنے ناظرین کو ایسے طریقے بتاونگا جن سے اون کو اپنی نسبت صحیح صحیح منصفانہ علم ہو جائے گا۔

جو معمولی ذریعے اسکے لیئے مقرر کیے گئے ہین وہ یہ ہین کہ ہم اپنی آزمایش اُن قاعدون سے کرین جو ہماری ہدایت کے لیئے مقدس صحائف مین موجود ہین۔ اور اپنی زندگی کا مقابلہ اُس شخص کی حیات سے جسنے اپنے کام کو انسانی سرشت کی حد کمال تک پورا کیا۔ اور اُنکے واسطے جو اوسکے اصول کو مانتے ہین ایک پایدار مثال اور بہت بڑا ہادی اور معلم ہے۔ گو ان دونون باتون پر ضرورت سے زیادہ اصرار نہین کیا جاسکتا۔ تاہم مین اسلیے اُنکا ذکر ترک کرونگا کہ اور بھی بہت سے نامور مصنفون نے اون کو بیان کیا ہے۔ پس مین ذیل کے قواعد ایسے شخصون کے لیئے مقرر کرتا ہون جو اپنے پوشیدہ معائب کو جاننے اور اپنی ذات کا صحیح صحیح اندازہ کرنا چاہتے ہون۔ اون کو سب سے پہلے اس بات پر بخوبی غور کرنا چاہیئے۔ کہ دشمنون مین اونکی روش کیسی ہے۔ اکثر ہمارے دوست ہماری خوشامد اُتنی ہی کرتے ہین جتنی خود ہمارا دل

یا تو اُنھین ہمارے معائب پر نگاہ نہین یا وہ اُنھین ہمسے چھپاتے ہین۔ یا اپنے بیانات سے ہمارے
عیوب کو اسطرح گھٹاتے ہین کہ ہمین یہ خیال پیدا ہو کہ وہ ایسی ناچیز ہین کہ اُن کو خیال مین بھی نہ
لانا چاہیے۔ برعکس اوسکے ہمارا مخالف ہمارے عیوب خوب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالتا اور ہمارے
مزاجون کے ہر ایک نقص اور خامی کو ظاہر کر دیتا ہے۔ گو وہ اُن عیبون کو کینہ کی وجہ سے بڑھا کر
دیکھاتا ہے تاہم بالعموم اُس بغض کے بڑھنے کی کچھ وجہ بھی ہوتی ہے۔ دوست اپنے یار کے محاسن
کو بہت مبالغہ کے ساتھ بیان کرتا ہے اور دشمن اوسکے معائب کو۔ عاقل کو چاہیئے کہ انصاف سے
دونون پر اوس حد تک غور کرے کہ اچھائیون کو ترقی اور برائیون کو تنزل ہو۔ پلوٹارک نے اُن
فوائد پر جو انسان کو اپنے دشمن سے حاصل ہوتی ہین ایک مضمون لکھا ہے اور اون کے تذکرے مین
اس خاص فائدہ کا ذکر کرتا ہے کہ دشمن کے برا بھلا کہنے سے ہماری نظر اپنی طبیعت کے سب سے زیادہ
خراب پہلو پر پڑتی ہے اور ہمکو اپنی زندگی اور گفتگو کے وہ وہ عیوب و نقائص دکھائی دیتے ہین
جو بغیر مدد ان بد باطن ناصحون کے کبھی نظر نہ آتے۔ اپنی ذات کی نسبت صحیح صحیح واقفیت پیدا
کرنے کے لیئے ہمکو اس بات پر غور کرنا چاہیے۔ کہ ہم کہان تک اُس صفت و ثنا کے مستحق ہین جو دنیا
کرتی ہے۔ آیا ہمارے افعال ستودہ قابل تعریف اور عمدہ اسباب سے سرزد ہوئے ہین کہ نہین۔
اور ہم مین در اصل کس حد تک نیکیان ہین جنکی تعریف ہمارے ہم سخن کرتے ہین۔ یہ خیال بہت ضروری
ہے اگر ہم اغیار کی رائے کے بموجب اپنی قدر افزائی یا ملامت کرنے کو بہت آسانی سے مائل ہو جاتے
اور دنیا کے فیصلہ پر اپنے دل کی سچی رائے کو قربان کر دیتے ہین۔ دوسرے امر کی نسبت۔ اپنی
ذات کو فریب دینے سے بچنے کے لیئے ہمکو اپنے ایسے فرضی اوصاف پر جنکی اصلیت مشتبہ ہے بہت
زور نہ دینا چاہیے۔ اور اسیطرح سے اُن باتون کی قدر نہ کرنا چاہیے جنکی مخالف ہمسے لاکھون
عقلمند اور نیک آدمی ہین۔ بڑی ہوشیاری اور پیش بینی سے اُن اُمور پر لحاظ کرکے کام کرنا
چاہیے جنمین ہم کو دھوکا نہین ہو سکتا۔ ہر فریق یا رائے کی غیر معتدل سرگرمی۔ تعصب۔ اور
ایذا رسانی بے شمار آفتین بنی نوع انسان مین پیدا کرتی ہین اور اونکی سرشت بہت ہی خراب
ہے۔ ہمارے ہم اصول ضعیف الطبع اشخاص کو چاہیے وہ کیسے ہی قابل تعریف کیون نہ معلوم ہون
تاہم دیکھیے کتنے ممتاز دیندار اصحاب ایسے عجیب اور لغو اصول کی جڑ نیکیون کی صورت مین اپنے دل

کے اندر جاتے ہین۔ میری سُنیے۔ مین اس بات کو ضرور مانتا ہون کہ مین اب تک کسی ایسے فریق سے واقف نہین ہون کہ کوئی انسان اُنکے غلو اور شدت کی متابعت کرے اور پھر گناہ سے بچا بھی رہے۔ اسی طرح ہمکو اُن افعال سے بہت ڈرنا چاہیے جو خلقی اجسام عزیز نفسانی خواہش۔ خاص قسم کی تعلیم یا اُن اُمور کی وجہ سے سرزد ہوتے ہین جو ہمارے دنیاوی اغراض یا فائدے کو ترقی دیتے ہین۔ ایسی اور اسی قسم کی اور حالتون مین بھی انسان کا فیصلہ آسانی سے اولٹ جاتا۔ اور اوسکے دل مین ایک طرح کا غلط میلان پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ طرفداری یا تعصب کی رہگذر اور یوشان دل کی غیر محفوظ روشین ہین جن سے ہوکر ہزارون غلطیان اور صدہا مخفی عیوب اندر داخل ہوجاتے ہین اور اونھین کوئی نہین دیکھتا۔ عاقل کو ہمیشہ اُن افعال کی عمدگی مین شبہہ ہوگا جنکے کرنے کے لیے عقل کے سوا کسی دوسری شئے نے ہدایت کی ہوگی۔ اوسکو ہمیشہ ایسی مابہ البحث ارادے مین پوشیدہ بُرائی کے ہونے کا خوف ہوگا۔ جس حالت مین کہ وہ ارادہ خاص اوسکے مزاج کے موافق اوسکے سن یا طرز معاشرت کے مطابق ہوگا۔ یا جب اوس سے خوشی یا فائدہ کی اُمید ہوگی۔ ہمارے حق مین اس سے بڑھ کر کوئی بات مُفید نہین ہے کہ ہم حسب طریقہ بالا محنت اور کوشش سے اپنے خیالات کو باریک بین نگاہون سے دیکھین اور اپنے دل کی اُن تمام تاریک خلوتون کو جانچین بشرطیکہ ہم لوگ اپنی روح کو ایسی سنجیدہ اور اصلی نیکی مین قائم کرنا چاہین جو اوس دن کام آے گی جو بہت عظیم الشان دن ہوگا اور جب انصاف اور بے حد دانائی کا امتحان کیا جائیگا مین اس مضمون کو یہ کہہ کر ختم کرونگا کہ زبور کی ۱۳۹ وین آیت مین دونون قسمونکی ریاکاری کا ذکر بہت خوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یعنے پہلی وہ ریا ہے جس سے دنیا کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ اور دوسری جس سے خود اپنی ذات کو۔ خدا کی عالم الغیبی اور اوسکی حاضری وناظری کی صفت پر غور کرنے کے بعد پہلی قسم کے حمق کو بیان کیا ہے اور اوس صفت کی توصیف ایسی عمدہ نظم مین کی ہے جو کسی مقدس یا غیر مقدس صحیفہ مین کبھی میری نظر سے نہین گذری۔ زبور کی آخری دو آیتون مین دوسری قسم کا ریا بیان کیا گیا ہے جس سے خود انسان اپنی ذات کو دھوکا دیتا ہے اور جنمین مغنی زبور نے بہت بڑے حال جاننے والے یا خالق اکبر سے بہت اصرار کے ساتھ یون درخواست کی ہے۔

" اے خدا مجھے آزما۔ میرے دل کی جستجو کر۔ مین جیسا ہون ویسا ہی مجھے ثابت کر۔ اور میرے خیالات کو جانچ۔ اچھی طرح سے دیکھ لے کہ میرے دل مین کسی طرح کی بدی تو نہین ہے اور طریق ابدیت کی طرف میری رہنمائی فرما۔ !۔

ہمدردی

چونکہ اسٹواک فلسفی[1] تمام محسوسات نفس کو ترک کر چکے ہین۔ اسلیے وہ کسی دانشمند کو اورون کے مصائب پر افسوس کرنے کی اجازت نہ دینگے۔ ایپک ٹی ٹس۔ کہتا ہے۔ اگر تو اپنے دوست کو مصیبت مین پاتا ہے تو اُسے نگاہِ غم آلود سے دیکھ اور غمخواری کر۔ لیکن خبردار تیرا رنج دل سے ہو۔ اس فرقہ کا زیادہ تر متعصب شخص اتنی بات پر بھی راضی نہو گا کہ صرف دکھانے ہی کو غمگین صورت بنائی جائے۔ جب کسی نے اون سے اوس مصیبت کا ذکر کیا جو اونکے نہایت ہی قریب شناسا پر پڑی تو اونھون نے صرف اوسکا یہی جواب دیا کہ " ماراچہ " اگر حالت مصیبت کو کچھ بڑھا کر بیان کیا اور یہ دکھایا کہ اوسپر یون مصیبت پر مصیبت پڑے تو اونھون نے صرف اوسکا جواب پھر بھی یہی دیا کہ " یہ سب سچ ہو گا لیکن پھر مجھے اس سے کیا مطلب " مین اپنی نسبت کہتا ہون۔ میری راے مین ہمدردی سے فطرت انسان صرف شائستہ اور مہذب ہی نہین ہو جاتی بلکہ اوسمین کوئی زیادہ خوش کرنیوالی پسندیدہ بات اوس چیز سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے جو کاہل بنانے والی آسودگی اور بنی نوع انسان سے ایسی مخالفت مین پائی جا سکتی ہے جسمین اسٹواک فلسفیون نے عقل آرائی کی ہے جس طرح کہ عشق اعلیٰ درجہ کا با کیفیت جذبہ ہے اوسی طرح رحم بھی اور کچھ نہین وہی عشق ہے جسکا جوش کسی قدر آمیزش رنج سے خفیف کر دیا گیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی خوش کرنے والی دلسوزی اور فیاضانہ ہمدردی ہے جو بنی آدم کو باہم ملاتی اور ایک ہی قسمت مین شریک کرتی ہے جن صاحبون نے علم بیان یا شاعری کے قاعدے بنائے ہین وہ شاعر کو یہ صلاح دیتے ہین کہ اگر ہو سکے تو اپنے کلام مین جس کا اثر وہ اورون پر ڈالنا چاہتے ہین رنج کا گہرا رنگ دین۔ کوئی شخص اُن لوگون سے

[1] یہ فرقہ ۳۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یونان مین نکلا تھا۔ اور رنج و خوشی دونون سے مخالف تھا۔

بڑھکر رحم کو تحرک نہین کرسکتا جو اپنے ہی مصایب کو باندھتے ہین۔ رنج کے بیان مین قدرتی فصاحت
ہے جو اعلےٰ درجہ کے خیالات سے بڑھکر پُرتاثیر محسوسات مین ظاہر ہوتی ہے۔ اس موقع پر قدرت
ہزارون پُرجوش باتین بتاتی ہے جو تصنع سے ممکن نہین یہی توسبب ہے کہ اُن چھوٹی چھوٹی تقریرون
اور حملون سے جو تواریخ مین نظر پڑجاتے ہین اُن صدمات کی بہ نسبت زیادہ دل پر چوٹ لگتی
ہے جو عمدہ ٹریجدی یا نقل ماتم مین اور دکر کے دکھائے جاتے ہین۔ سچائی اور واقعہ شخص متعلق
کو ہمارے سامنے لاکر کھڑا کر دیتا اور جھوٹا قصہ اوسی کو ہم سے بہت فاصلے پر ہٹائے جاتا ہے۔
مجھے یاد نہین پڑتا کہ مین نے کسی قدیم یا جدید تحریر کو اوس خط سے زیادہ مؤثر پایا جو شاہ ہنری ہشتم
کی بیگم اور ملکہ ایلزبتھ کی مان این بولن نے خاص اپنے قلم سے لکھا تھا اور جو ابتک کاٹن لائبریری
مین موجود ہے۔ شیکسپیر[۱] صاحب نے اپنے ڈراما یا ناٹک مین اوسکو اوس لہجہ مین باتین کرتے ہوئے
نہ دکھا سکے جو اوسکے شخصی مخصوصات کے مطابق ہوتا۔ ناظرین ڈرامے مین ایک عاشق کی بحث جو ذلیل
ہوا تھا ایک ستم رسیدہ عورت کی ناخوشی اور ایک مقید ملکہ کی آہ وزاری پاتے ہین۔ اس بات
سے واقف کرنے کی مجھے کوئی ضرورت نہین کہ اوس زمانہ مین اوس ملکہ پر مقدمہ قائم ہوا تھا۔
بنا اسکی یہ تھی کہ اوسنے خوابگاہ شاہی مین جانے سے انحراف کیا تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مجمع عام مین اوسکا
سر قلم کیا گیا۔ بعض لوگون کو تو اس بات کا یقین ہے جیسا کہ خود ملکہ کا بیان ہے کہ یہ عدالتی
کارروائی کچھ اس وجہ سے نہین ہوئی کہ وہ حقیقت مین مجرم تھے بلکہ اسکی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ
بادشاہ جین سیمور کو پیار کرتا تھا۔

ملکہ این بولن کا آخری خط شاہ ہنری کے نام

جناب والا۔ حضور کی ناخوشی اور اپنی اسیری سے مجھے ایسی حیرت ہے کہ مین نہین جانتی کہ کیا
لکھون اور کس بات کی معافی چاہون۔ اس حالت مین کہ خداوند نے ایسے کے ہاتھ پیام کہلا بھیجا ہے
جسے حضور جانتے ہین کہ میرا پرانا علانیہ دشمن ہے (مجھے خواہش کیجاتی ہے کہ مین سچ بات کہدون
اور حضور مجھپر مہربانی فرمائین) بس جیسے ہی میرے پاس پیام پھونچا ویسے ہی مین جو حضور کا مطلب تھا

[۱] شیکسپیر انگلستان کا ایک مشہور شاعر اور ڈراما (یعنی ناٹک نویس) تھا۔ ۱۵۶۴ء مین پیدا ہوا۔ اور ۲۳ اپریل ۱۶۱۶ء کو ۵۲ سال کی عمر مین

اوسے سمجھ گئی- اگر درِاصل یہ بات ہے جیسا کہ حضور فرماتے ہین کہ سچی بات کے اقرار سے میری جان بچتی ہے تو مین بخوشی اپنا فرض سمجھ کر تعمیل ارشاد کرون گی- لیکن حضور کبھی یہ خیال اپنے دل مین نہ لائین کہ یہ آپ کی بیکس بی بی اِس خطا کی قائل ہو جائیگی جسکا کبھی پہلے خیال بھی دِل مین نہین گذرا- سچ تو یہ ہے کہ کسی شہزادے نے آین بولن کی سی صادق الوداد اور مطیع فرمان بی بی کبھی نہ پائی ہوگی- این اور بولن ایسا نام اور ایسی جگہہ ہے جسپر مین نے بخوشی قناعت کی ہوتی- اگر خدا اور حضور کی نظر عنایت مجھپر ہوتی- ملکہ کے مرتبہ پر پہونچنے اور سرافراز ہونے کیحالت مین مین اپنے کو کبھی نہین بھولی ہمیشہ اوس انقلاب کا رستہ ہی دیکھتی رہی جسمین اب ہون- کیونکہ میری سرافرازی خداوند کے پسند یا خیال سے بڑھکر کسی اور یقینی بناء پر مبنی نہ تھی- مین جانتی تھی کہ ذرا سا تغیر بھی آپ کے خیال شریف کو اور جانب رجوع کرنے کے لئے کافی ہوگا- خداوند الا نے مجھے ادنےٰ درجہ سے ملکہ اور انیس ہمدم کے رتبہ کو پہونچایا یہ میرے استحقاق اور خواہش سے بڑھکر ہوا تھا- جب مین اِس قابل تھی کہ حضور نے ایسی عزت افزائی کی تو اب مہربانی فرما کر سبک خیال کو دل مین جگہہ نہ دیجئے اور نہ میرے دشمنون کی سُنکر میری طرف سے آنکھ پھیر لیجئے- بندگان والا سے منحرف ہونے کا دھبہ اور پھر بدنما دھبہ اپنی نہایت وفادار بی بی اور اپنی بیٹی شیر خوار شہزادی کو نہ لگائیے- میرے اچھے بادشاہ آپ میری آزمائش کر لیجئے- بلکہ بذریعہ عدالت میری قانونی جانچ ہو- میرے جانی دشمنون کو اجازت نہ دیجئے کہ وہ میرے مدعی اور جج بن کر بیٹھین عام طور پر کچہری مین میرے مقدمہ کی سماعت ہو- کیونکہ میری سچائی کو کبھی یہ خوف نہوگا کہ عام آدمیون مین جانا شرم کی بات ہے- اوسوقت آپ ملاحظہ فرمائین گے کہ یا تو میری بیگناہی ثابت ہو جائیگی حضور کے تمام شک و شبہ جاتے رہین گے پھر نہ دنیا مجھو الزام دیگی نہ تہمت لگائیگی یا یہ ہوگا کہ مین قانوناً مجرم ٹھہرون گی- بہر حال خدا یا حضور نے چاہے جو بات میرے لئے طے کرلی ہوگی آپ تو کھلم کھلا الزام سے بچین گے- میرا جرم تو قانوناً ثابت ہو چکا ہوگا حضور خدا اور خلق کے سامنے آزادی کے ساتھ نہ صرف مجھے بطور ایک ناجائز بیوی کے میرے لائق سزا دینگے بلکہ اوس محبت کو نئے سر سے تازہ کرینگے جو پہلے ہی سے ایسے فریق کے ساتھ ہے جسکی بدولت مین اِس حالت کو پہونچی اور جسکا نام

مین حضور کو بتا چکی ہون اور خداوند جانتے ہین کہ اوسی پر میرا اتنک ہے۔ لیکن اگر آپ پہلے ہی سے میری نسبت کوئی امر طے کر چکے ہین اور صرف میری [illegible] سے نہین بلکہ مجھے رسوا کرنے والی تہمت لگا کر مطلوبہ آرام ضرور ہی اوٹھانا چاہتے ہین تو مین خدا سے یہ دعا کرتی ہون کہ وہ آپ کے اس گناہ کبیرہ کو معاف کرے اور میرے دشمنون کی خطاؤن کو بھی بخشے جو ان سب یا تو ان کے بانی مبانی ہین۔ اور آپ نے جو ظالمانہ برتاو شان شاہی کے خلاف میرے ساتھ کیا ہے اوسکا مواخذہ اپنی عام عدالت مین نہ کرے جہان ہم اور آپ دونون کچھ دیر کے لیے حاضر ہون گے اور اسمین شک نہین کہ اوسکی عدالت مین میری بیگناہی پوری پوری ثابت ہو جائے گی۔ (دنیا جو چاہے میری نسبت خیال کرے)۔ اب میری آخری اور یہی ایک درخواست ہے کہ حضور کی ناراضی کا بار مجھی پر پڑے اُن بیگناہ غریب بھلے آدمیون پر نہین جو میری وجہ سے (جیسا کہ مین خیال کرتی ہون) براہ راست قیدخانہ مین ہین اگر کبھی مجھپر عنایت کی نظر تھی اور این بولن کا نام حضور کے کانون کو بھلا معلوم ہوتا تھا تو میری یہ درخواست ضرور قبول ہو گی۔ اب مین بندگان والا کو زیادہ تکلیف نہ دون گی۔ ٹرینیٹی یا تثلیث سے میری دعا ہے کہ حضور اچھی طرح رہین اور وہ آپ کو ہر کام مین ہدایت کرے۔ مین نے یہ خط اپنے مصیبت خیز محبس واقع ٹاور سے چھٹی مئی کو لکھا۔

مین ہون آپ کی نہایت خیرخواہ ہمیشہ وفادار رہنے والی

این بولن

ذات باری

کل مین مغرب کے قریب کھلے ہوئے کشت زار مین اتنی دیر تک ٹہلتا رہا کہ مجھے وہان بالکل رات ہو گئی۔ پہلے تو مین اُن گہرے اور طرح طرح کے رنگون کو دیکھ کر جو آسمان کے مغربی حصون مین نظر آتے ہین اپنا دل بہلاوا کیا۔ جیسے جیسے وہ رنگ کم اور غایب ہوتے گئے ویسے ہی متعدد ستارے اور سیارے یکے بعد دیگرے دکھائی دینے لگے۔ یہان تک کہ پورا آسمان

جگمگانے لگا- آسمان کا نیلا رنگ سال کے اوس موسم اور اون ستارون کی وجہ سے جو اوسمین
گردش کرتے تھے شوخ اور چمکتا تھا- کہکشان اپنے سفید اور نہایت خوشنما لباس مین نظر
آتی تھی- بدر کامل اوس قدرتی تماشے کو پورے طور پر نظر فریب بنانے کے لیئے بادلون سے
ایسے شاہانہ تجمّل کے ساتھ برآمد ہوا جسکی نسبت ملٹن نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے اور نیچر کی
وہ نئی تصویر سامنے لاکر کھڑی کر دی جسپر سایئے اوس شبیہ سے بڑھ کر عمدگی کے ساتھ
ڈالے گئے تھے جو آفتاب نے دکھائے تھے- اور وہ تصویر زیادہ تر خوشگوار معتدل روشنی
مین آراستہ کی گئی تھی- جس حالت مین کہ مین چاند کو چمک دمک کے ساتھ چلتے- اور
بروج مین پڑھتے ہوئے دیکھہ رہا تھا میرے دل مین ایک خیال گزرا جسکی نسبت میرا یہ خیال
ہے کہ وہ سنجیدہ اور غور کرنے والی طبیعتون کو اکثر پریشان کرتا اور اونکی فکر و خوض مین مخل
ہوتا ہے- حضرت داؤد کو بھی اپنے تصوّر کی حالت مین یہی بات پیش آئی تھی- اور وہ تصوّر
یہ ہے -" جب مین آسمانون کو جو تیری دستکاری ہین اور مہتاب اور ستارون کو جنہین
تو نے دست قدرت سے بنایا ہے غور سے دیکھتا ہون- تو مجھے یہ خیال ہوتا ہے کہ انسان اور
اوسکی اولاد کی کیا حقیقت ہے جسکا پاس و لحاظ تجھے اسقدر ہے"- اسی طرح جب مین اون
بے شمار ستارون کو یا فلسفہ کے رو سے یون کہون کہ اون بے شمار آفتابون پر غور و خوض
کی نظر ڈال رہا تھا جو میرے سر پر اُن بے تعداد سیّارون کے ساتھ چمک رہے تھے جنمین سے
ہر ایک سیّارہ ایک دُنیا کے برابر تھا اور جو علیحدہ علیحدہ اپنے ہر ایک آفتاب کے گرد گھومتے
تھے اور جب مین نے اس خیال کو اور وسعت دی اور یہ فرض کیا کہ اس آسمان پر ایک اور
آسمان آفتابون اور دُنیا کے برابر سیّارون کا ہے اور ان سب کو اُن ستارون سے بالاتر
فضا سے روشنی پہونچتی ہے جو اتنے فاصلے پر ہین کہ وہ پہلے آسمان والون کو اوسی طرح دکھائی
دینگے جس طرح کہ ہمکو پہلے آسمان کے ستارے نظر آتے ہین- مختصر یہ کہ جب مین اس خیال مین مستغرق
تھا تو مجھے خدا کی صناعیون کے مقابلے مین اپنی حقیر صورت پر نظر ڈالنی ہی پڑی- اگر آفتاب
اور اوسکے سیّارون کی روشنی جو خلقت کے اس حصہ کو پہونچتی ہے بالکل ہی جاتی رہے تاہم
اوسکے جاتے رہنے کا افسوس اوس ذرہ ریگ کے برابر بھی نہو جو سمندر کے کنارے ہوتا ہے-

جو جگہہ اونہون نے گھیر لی ہے وہ کُل کے مقابلے مین ایسی کم ہے کہ اوسکے نہونے سے کتاب خلقت سادی نہین رہ سکتی اور وہ چھوٹی ہوئی جگہہ ایسی آنکھ کو نظر نہ آئے گی جو تمام عالم کو دیکھتی اور جسکی نگاہ خلقت کے اِس سرے سے دوسرے سرے تک پہونچتی ہے - اِس لئے کہ یہ ممکن ہے کہ آگے چل کر ہم لوگون کو یا موجودہ زمانہ مین اُن کو جو ہمسے بڑھ کر بلند پروازہین اِس قسم کی تمیز پیدا ہو جائے - ہم جن ستارون کو خالی آنکھہ سے نہین دیکھہ سکتے اُنہین شیشون کی مدد سے دیکھتے ہین اور دُوربینین جتنی زیادہ عمدہ ہوتی ہین اوتنے ہی زیادہ صاف اجرام نظر آتے ہین - ہارجی لس - نے اپنے خیال کو یہان تک وسیع کیا ہے کہ اوسکے نزدیک یہ بات ناممکن نہین ہے کہ بہت سے ستارے ایسے بھی موجود ہین جنکی روشنی ہم تک ابتدائے آفرینش سے ابتک نہین پہونچی ہے - یہ مسئلہ بحث طلب نہین ہے مگر لوگون نے اِسے بعض حُدود سے محدود کیا ہے لیکن جب ہم اِس بات پر غور کرتے ہین کہ یہ کاریگری ایسی غیر محدود قدرت کی صنعت ہے اور اوس صنعت اور اوسکے اوس چیز کو جسمین وہ اپنی طاقت کو بہ فراغت تمام اِستعمال کر سکتی ہے ایسی بے اندازنیکی سے ترقی حاصل ہوئی ہے - تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہماری قوت متخیلہ اوسے محدود کر سکے لہذا مین پھر اپنے پہلے خیال کی طرف متوجہ ہوتا ہون مجھے ایک پوشیدہ ہیبت کے ساتھ اپنی ذات کو ایسا وجود خیال کرنا پڑتا ہے جو بہت ہی کم اوسکی توجہ کے قابل تھا جسنے اپنی نگرانی اور اہتمام مین اتنے بڑے عالم کو خلق کیا - مجھے یہ خوف ہوا کہ کہین مین اِس ہجوم خلقت مین اوسکے خیال سے جاتا نرہون اور ایسی بھیڑ بہاڑ مین کھونہ جاؤن جو مادہ کے اِن غیر محدُود میدانون مین یقیناً ہر طرف ہے - اِس دل دُکھائی والے خیال سے بچنے کے لئے مین نے یہ سُوچا کہ یہ خیال اُن غیر وسیع تصورات سے پیدا ہوا ہے جو ہم ذات باری کی نسبت کیا کرتے ہین - ہم بذاتہٖ بہت سی مختلف چیزون کی طرف ایک ہی وقت مین توجہ نہین کر سکتے اگر بعض کو دیکھتے ہین تو ضرور ہمسے بعض چھوٹ جاتی ہین یہ نقص جو ہم اپنے مین پاتے ہین ایسا نقص ہے جو کسی قدر اعلی درجہ کے اِنسانون مین بھی دیکھتے ہین اِسلیئے کہ آخر وہ بھی تو حادث ہین یعنے وہ بھی فانی اور محدود طبایع کے ہوتے ہین - ہر حادث کا وجود کسی نہ کسی چیز سے ضرور وابستہ ہے اور اِس لئے اُسکا مشاہدہ

اشیاء کی ایک تعداد تک محدود ہوتا ہے۔ جس قدر ایک حادث کا معیار ہستی دوسرے سے بڑھا ہوا ہے اوسی قدر وہ کرہ جسمین ہم حرکت فعل اور ادراک کرتے ہین وسیع محیط رکہتا ہے لیکن بڑے سے بڑے کرہ کا بہی محیط ہوتا ہے۔ پس جبکہ ہم مقدس قانون قدرت پر غور کرتے ہین تو اسوجہ سے کہ ہم اس نقص کے عادی ہو جاتے ہین خواہ مخواہ اس نقص کو اوسکی ذات سے بہی منسوب کرتے ہین جسمین ذرا ہی عکس اس نقص کا نہین ہے۔ ہماری عقل ضرور ہمکو یہ یقین دلاتی ہے کہ اوسکے صفات بیحد وحساب ہین لیکن ہمارے اوراکات کی نارسائی ایسی ہے کہ وہ جس چیز تک پہونچتی ہے اوسے اوسوقت تک محدود نہین کرسکتی کہ ہماری عقل پہر اوسکی مدد کو نہ پہونچ جائے۔ اور اون ذرا ذرا سے تعصبات کو دور نہ کردے جو بلا علم وآگہی نفس ذہن انسان کے ساتھ پیدا ہو جاتے ہین۔ لہذا ہم اس اندوہگین خیال کو دل سے بالکل نکال ڈالین گے کہ ہمارا خالق ہجوم کار اور صناعیون کی کثرت مین جسمین وہ ہر گہڑی مصروف رہتا ہے ہمین بہول جاتا ہے بشرطیکہ ہم یہ پہلے سوچ لین کہ وہ حاضر بہی ہے اور ناظر بہی۔ اگر ہم اوسکی حاضری کی صفت پر غور کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیرازۂ کائنات مین ساری ہے۔ اوسمین تحریک پیدا کرتا اور اوسے قائم رکہتا ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوق اور اوس مخلوق کے ہر حصہ مین موجود ہے اوسکی بنائی ہوئی ایسی کوئی بعید چہوٹی اور بڑی چیز نہین ہے جسمین اوسکا وجود لازمی نہو۔ اوسکا وجود ہر شئے کے وجود مین ہے خواہ وہ وجود مادی ہو یا غیر مادی۔ اور اوسکا وجود ہر شئی مین اوس درجہ تک ہے جس درجہ تک کہ خود اوس شئے کا وجود۔ یہ بات اوسکے نقص مین داخل ہوتی اگر وہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین یا اپنی ہی بنائی ہوئی شئے سے یا اوس چیز کے کسی حصہ سے جسکا کہین کنارہ نہین نقل کرنے کے قابل ہوتا مختصر یہ ہے کہ اگر اسطرح کہا جائے جس طرح کہ ایک قدیم فلسفی نے کہا تہا تو یون ہوگا کہ اوسکی ذات ایسی ہے جسکا مرکز ہر جگہہ ہے اور محیط کہین بہی نہین۔ پہر اگر ہم اوسکی حاضری اور ناظری دونون صفتون پر غور کرتے ہین تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اوسکا ناظر ہونا اوسکی حاضری سے ہوتا ہے۔ اوسے ہر جنبش کی اطلاع ضرور ہی ہوتی ہے جو تمام مادی دنیا مین پیدا ہوتی ہے اور جسمین وہ لازمی طور پر داخل ہے اور اوسکو اوس خیال سے واقفیت جو عقلی اور ذہنی عالم مین جسکے ہر حصہ مین وہ

موجود ہے گزرتا ہے۔ کئی اخلاقی واعظون نے خلقت کو معبد الٰہی تصور کیا ہے جو اوسی کا بنایا ہوا اور
اوسی کے وجود سے معمور ہے اون کے سوا اور لوگ اوس حیز نا متناہی کو مسکن نیال یا خانۂ خدا کہتے ہین
لیکن اِس حیز کی نسبت خیال کرنے کا سب سے بڑھا ہوا اور فخر آمیز طریقہ وہی ہے جسے سر اِزک نیوٹن
نے اختیار کیا تھا۔ وہ اس حیز کو مدرکہ قدرت کہتے ہین۔ اونکے نزدیک حیوان ناطق اور حیوان
مطلق دونون کے مدرکہ ہوتا ہے جسکی مدد سے وہ وجود کو سمجھ سکتے اور اُن چند اشیاء کے
افعال اُنھین محسوس ہو سکتے ہین جو اون سے ملحق ہوتی ہین۔ اونکا علم اور مشاہدہ ایک بہت
چھوٹے سے تنگ دائرہ مین متحرک ہوتا ہے لیکن چونکہ قادرِ مطلق دانا و بینا ہے ہر شے کو جسمین
اوسکا وجود ضرور ہے دیکھتا اور جانتا ہے لہذا وہ غیر محدود حیز مبدّل بہ غیر محدود علم ہو جاتا
ہے اور گویا وہ ناظر ہونے کا ایک آلہ ہے۔ اگر روح جسم سے جدا اور بیک اشارہ خیال
حدود خلقت سے باہر جا سکتی گو لاکھون برس اوسکی رفتار اوسی سُرعت کے ساتھ اوس غیر محدود
حیز مین جاری رہتی تو بھی وہ اپنے کو خالق کی آغوش مین پاتی اور کثرت قدرت مین
گھری ہوئی ہوتی۔ جبتک ہمارے دم مین دم ہے ہمکو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ ہمسے قریب ہے کیونکہ
نظر نہ آنے کی وجہ سے وہ ہمسے دُور نہین ہو سکتا۔ حضرت ایوب فرماتے ہین ''اے کاش
مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ کہان ہے دیکھو مین قُدام کیجانب بڑھتا ہون لیکن وہ وہان بھی
نہین [illegible] کیجانب ہٹتا ہون وہان بھی اوسے نہین پاتا۔ یسار کیجانب جہان وہ اپنا کام
کرتا ہے جاتا ہون مگر وہ وہان بھی مجھے نظر نہین آتا۔ یمین کیجانب وہ کچھ ایسا پوشیدہ ہے
کہ مین اوسے دیکھ نہین سکتا'' خلاصہ یہ ہے کہ ادراک والہام کے ذریعے سے یہ ہمین یقین ہوتا ہے
کہ گو وہ دکھائی نہین دیتا تاہم ہمسے جدا نہین ہے۔ قادر مطلق کی ان دونون صفتون پر غور
کرنے سے تمام غیر مطمئن کرنے والے خیالات دُور ہو جاتے ہین۔ اوسکو ہر وجود کا خیال ہے خصوصاً
اوسے اپنے ایسے بندہ کا ضرور پاس ولحاظ ہے جسے یہ خوف ہوتا ہے کہ خدا کو اوسکا خیال نہین
خدا تمام خیالات کا رازدان اور بالخصوص اوس وسوسۂ قلبی سے آگاہ ہوتا ہے جو اس موقع پر
اون کو ستا سکتا ہے۔ اِس بات کی دلیل یہ ہے چونکہ یہ نہین ہو سکتا کہ وہ اپنے کسی بندہ کو
بھول جائے۔ پس ہمین یقین کرنا چاہیے کہ وہ رحم کی نظر سے اون لوگون کو دیکھتا ہے

جو منظورِ نظر ہونا چاہتے ہین اور سچے عجز اور دلی انکسار کے ساتھہ یہ خیال کرتے ہین کہ وہ اوسکے خیال کرنے کے قابل نہین ہے*

طریقۂ نصیحت

جس بیدلی سے ہم نصیحت کو سنتے ہین اُتنی کوئی چیز نہین - جب ہمین کوئی نصیحت کرتا ہی تو ہم یہ سمجھتے ہین کہ وہ ہمکو کم فہم خیال کرتا اور بچہ یا احمق جانتا ہے - ہم نصیحت کو کھلا کھلا الزام اور اوس گرمجوشی کو جو کوئی ہماری اچھائی کے لیے ایسے موقع پر ظاہر کرتا ہے شیخی یا گستاخی تصور کرتے ہین - یہ سچ ہے کہ ناصح صاحب نصیحت کرتے وقت اپنی بڑائی جتاتے ہین اور سوا اسکے اُن کے پاس کوئی دلیل نہین ہوتی کہ وہ اپنے مقابلے مین یا تو ہمین کم فہم سمجھتے یا ہماری روش کو ناقص جانتے ہین - انہی وجوہ سے تو نصیحت کو خوشگوار بنانے کے فن سے کوئی مشکل فن نہین ہے - اگلے زمانے اور حال کے تمام مصنفین فنِ نصیحت کی تکمیل مین ایک دوسرے سے فی الحقیقت بڑھ گئے ہین - بعض تو ہمین نہایت ہی پسندیدہ الفاظ مین بعض اعلےٰ درجے کے دلچسپ اشعار بعض مذاق کے پیرایہ اور بعض چھوٹی چھوٹی مثلون مین نصیحت کرتے ہین - مگر میرے نزدیک نصیحت کا سب سے بڑھا ہوا طریقہ جو بالعموم بہت ہی جی خوش کرتا ہی یہ ہے کہ قصہ کے پیرایہ مین نصیحت کیجائے - چاہے وہ قصہ کسی صورت مین کیون نہو - اگر ہم اس طریقۂ نصیحت پر غور کرتے ہین تو ہم اسے افضل پاتے ہین - کیونکہ اس سے دل کو بہت کم صدمہ پہونچتا اور بہت خفیف طور پر اون مستثنیات مین آتا ہے جنکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین - اگر ہم سوچین تو پہلے یہ بات معلوم ہو کہ فسانہ سے ہمکو یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ گویا ہم خود اپنی ذات کو نصیحت کرتے ہین - ہم کتاب کو قصہ کے خیال سے پڑھتے ہین اور نصایح کو بہ نسبت اسکے کہ اُنہی مضمون کی تعلیمات خیال کرین - زیادہ تر اپنے نکالے ہوے نتایج تصور کرتے ہین غیر محسوس طور پر اخلاقی نتیجہ کھل جاتا ہے اور ہم مین زیادہ عقل اور خوبی یکبارگی آجاتی ہے - مختصر یہ کہ اس طریقہ سے انسان کو اتنی زیادہ تعلیم دیجاتی ہے کہ وہ اپنے کو معلم خیال کرنا

شروع کرتا ہے ہرچند کہ وہ اور دن کی تعلیمات کو حاصل کرہوتا ہے اور آخرکار اوسکو اوس طریقہ سے وہ بات ناگوار نہین ہوتی جو نصیحت مین ہوا کرتی ہے - دوسری بات یہ ہے کہ ہم فطرت انسان پر غور کی نظر ڈالین تو معلوم ہو جائے - کہ دِل اوس وقت سے بڑہ کر کبھی خوش نہین ہوتا جب وہ ایسے کام کی کوشش کرتا ہے جس سے اوسکو اپنے کمالات اور قابلیتون کا خیال پیدا ہوتا ہے -

رُوح کا یہ خلقی غرور اوسوقت حسب دِلخواہ پُورا ہوتا اور اوس کا حوصلہ نکلتا ہے جب ہم کسی فسانہ کو پڑھتے ہین کیونکہ ایسی تحریرات سے ناظرین کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نصف تصنیف اونہین کی ہے ہر بات اون ہی کی نکالی ہوئی ہے - وہ قِصون کی حالتون اور اُسکے متعلق اشخاص کو مطابق کیا کرتے ہین - اور اِس صُورت مین وہ ناظرین ہی ہوسکتے ہین اور مُصنف ہی - جب دِل ایسے موقعون پر آپ ہی آپ خوش ہو جاتا ہے تو اوسے اپنی ہی نکالی ہوئی باتون سے تفریح ہوتی ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ وہ اوس تحریر سے بہت ہی مسرور ہو جو اوسکی مسرت کی وجہ ہے - نصیحت کرنیکا یہ بالواسطہ طریقہ ایسا بے ضرر ہے کہ اگر ہم تواریخ کو دیکھین تو معلوم ہو جاے کہ اگلے وقت کے عاقلون نے اکثر یہی طریقہ پادشاہون کو قِصّون کے پیرائے مین نصیحت کرنے کا اختیار کیا تہا - مین اِس مقام پر بہت سے قِصّون کو قلم انداز کرتا ہون اسلئے کہ وہ ہر شخص کو یاد ہون گے - ایک ترکی حکایت کو بیان کرتا ہون جسمین اِس قسم کی عُمدہ مثال موجود ہے اور جسے مین باوجود مشرقی مبالغہ کے کچھہ زیادہ ناپسند نہین کرتا ہون -

حکایت

راوی کا بیان ہے کہ سُلطان محمود غیر ملکون کے ساتھ اتنی لڑائیان لڑا اور خاص اپنے قلمرو مین یہانتک اوسنے ظُلم کیا کہ اوسکی تمام سلطنت ویرانی و سماری سے معمور ہوگئی اور ملک ایران قریب نِصف کے غیر آباد ہوگیا - اِس عظیم الشان سُلطان کے وزیر نے (نہین معلوم یہ شخص ظریف تہا یا نہین) ایک دِن اپنے بادشاہ کے سامنے یہ دعوی کیا کہ کوئی چڑیا ایسی نہین ہے کہ وہ بولے اور مین نہ سمجھہ جاؤن مجھے ایک دُرویش نے چڑیون کی بولی کا سمجھنا

سکھا دیا ہے۔ چنانچہ ایک روز شام کو وہ سلطان کے ہمرکاب شکار سے واپس آتا تھا۔ کہ راستے مین انھون نے یہ دیکھا کہ دو اُلّو درخت پر بیٹھے ہوئے ہین۔ یہ درخت اوس ویرانے کے قریب جو منہدم عمارات کے ڈھیر مین شمار ہو سکتی ہے۔

سلطان نے فرمایا کہ "اگر یہ معلوم ہو جاے کہ یہ دونون اُلّو آپسمین کیا باتین کرتے ہین تو ہم خوش ہون گے اونکی باتون کو کان لگاکر سنو اور ہمسے بیان کرو" وزیر درخت کے پاس گیا اور اُن کی باتین بظاہر توجہ کے ساتھ سُننے لگا۔ اور وہان سے لوٹ کر سلطان کی خدمت مین یون عرض کیا۔

"غلام نے اونکی باتین سُنین مگر اتنی جُرءت نہین ہے کہ حضور سے بیان کرے" اس جواب سے سلطان کو تشفی نہو سکتی تھی اوسنے وزیر کو مجبور کیا کہ وہ اُنکی گفتگو کا ہر لفظ دوہراے۔ وزیر نے یہ عرض کیا۔ "اچھا تو حضور سُنین۔ یہ جو دو اُلّو ہین اونمین سے ایک کے بیٹا ہے اور دوسرے کی بیٹی۔ اور وہ باہم دونون کی شادی کرنا چاہتے ہین۔ مین نے لڑکے کے باپ کو لڑکی والے سے یون کہتے ہوے سُنا "بھائی مین اس شادی سے راضی ہون۔ مگر اس شرط پر کہ تم اپنی بیٹی کے جہیز مین پچاس ویران گانون دو" اسکا جواب لڑکی کے باپ نے یون دیا۔ "اگر تمھاری یہی خوشی ہے تو پچاس کیا مین اوسے پانسو گانون دونگا۔ خدا سلطان محمود کو سلامت رکھے وہ ہمارے بادشاہ ہین۔ ہمین ویران گانون کی کچھہ کمی نہین" قصہ والے نے لکھا ہے کہ اس حکایت سے سلطان ایسا متاثر ہوا کہ اوسنے ویران گانون اور قصبون کو از سر نو آباد کیا۔ اور اوسوقت سے برابر اپنی رعایا کی فلاح کا خواہان رہا۔ مین اپنے اس پرچہ مین اس غرض سے کہ وہ کھوجاے قدرتی شعبدہ کے اس نسخہ کو ضرور شامل کرون گا۔ جوکسی ایسے فلسفی نے نہین تجویز کیا جو ڈیموکریٹس سے کم رتبہ کا تھا۔

وہ نسخہ یہ ہے

اگر بعض چڑیون کے خون کو جنکا نام اوسنے لکھا ہے باہم ملادین تو اوس سے ایسے عجیب خواص کا سانپ پیدا ہوگا کہ اگر کوئی اوسے کھاجاے گا تو اوسے چڑیون کی زبان مین مہارت ہو جاے گی۔ اور جو جو باتین وہ اپنے آپسمین کرین گی اُنھین وہ سمجھہ لیا کرے گا۔

اب رہی یہ بات کہ اوس درویش نے بھی اوس سانپ کو کھایا تھا کہ نہین۔ اِسے مین فاضل لوگون کے فیصلے پر چھوڑتا ہون۔

اصلی اور مصنوعی حیا

مجھے کل ایک شرمیلے نوجوان کا حال سُنکر مُسکرانا ہی پڑا۔ یہ صاحب ایک جگہہ مدعو تھے۔ گو اُنھین مَے نوشی کی عادت نہ تھی لیکن جب جام شراب کا دَور اِن تک پھونچا تو انکار نہ کرسکے۔ یکایک یہ کچھہ ایسے مسرور ہوے کہ کھانے کی میز پر جتنی باتین ہوتی ہین وہ سب ہی کرنے لگے۔ جلسہ مین ہر شخص کو بُرا بھلا کہا اور اپنے میزبان کے سر پر بوتل کھینچ ماری۔ اس قصہ سے مجھے مُفسد حیا کی بُری تاثیرات۔ اور بروٹس کا مقولہ یاد پڑا۔ پلوٹارک نے اس مقولہ کو اس طرح سے نقل کیا ہے کہ "اوس شخص کی تعلیم خراب ہوئی ہے جسے یہ سکھایا گیا ہے کہ کسی چیز سے انکار نہ کرو" غالبًا اس مصنوعی حیا کی بدولت اکثر مرد و عورت بہت سی بے شرمیون یا بے ادبیون مین مبتلا ہوگئے ہین۔ اور یہ عقل کے نزدیک قابل معافی زیادہ تر اسوجہ سے نہین ہے کہ بہ نسبت اسکے کہ اپنے فعل سے خود ہی محظوظ ہو زیادہ تر اورون کو خوش کرتی ہے۔ اور اوسکی سزا ایک طرح کی پشیمانی ہے یہ اوسوقت ہوتی ہے جب کسی جُرم کا ارتکاب ہوتا ہے نہ کہ ارتکاب سے ایک عرصہ کے بعد۔ اصلی حیا سے بڑھ کر ہر دل عزیز اور مصنوعی حیا سے بڑھ کر قابل نفرت کوئی شے نہین۔ ایک نیکی کی محافظ ہے اور دوسری اوسکا ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔ اصلی حیا کو ایسی بات کے کرنے سے شرم آتی ہے جو ناپسندیدہ ہوتی ہے اور مصنوعی حیا ایسی بات کے کرنے سے شرماتی ہے جو صاحبان بزم کے مزاج کے خلاف ہے۔ اصلی حیا کوئی گناہ یا جُرم نہین کرتی اور مصنوعی حیا اوس بات سے پرہیز کرتی ہے جو فیشن یا رواج کے خلاف ہے۔ آخر الذکر ایک عام غیر محیط حیوانی عقل ہے اور اول الذکر محدود حیوانی عقل اور ہوشمندی و مذہب کے قواعد سے محیط ہم نتیجہ مین اوس حیا کو مصنوعی اور شرارت انگیز ٹھہرا سکتے ہین جو انسان کو بُری یا بے تمیزی کی بات مین مصروف ہونے یا خلاف کام کرنے سے باز رکھتی ہے

دیکھیے زندگی کے معمولی تعلقات مین کتنے آدمی روپیہ قرض دینے مین جسے وہ بچا نہین سکتے
اُن لوگون کے ضامن ہوتے ہین جن سے بہت ہی کم دوستی ہوتی ہے۔ وہ جن سے واقف
نہین ہوتے اون کی سفارش کرتے ہین۔ جنکی قدر یا عزت اون کی نگاہ مین نہین اُنھین عہدے
دیتے ہین۔ ایسے طریقے سے زندگی بسر کرتے ہین جسے وہ خود پسند نہین کرتے اور یہ سب
باتین اسوجہ سے ہوتی ہین کہ اونکو اپنی ذات پر اتنا بھروسہ نہین ہوتا کہ منت گزار
تقاضے یا دوسرون کی مثال سے مخالفت کرسکین۔ وہ اس مصنوعی حیا سے صرف ناتجربہ کاری
کی باتین ہی نہین کرتے بلکہ اکثر بڑے بڑے جرم۔ جب لوگون نے زٹی نافن کو اسوجہ سے
بزدل کہا کہ اوسنے اپنا روپیہ نردبازی مین نہین لگایا تو اوسنے یہ کہا۔ "مجھے اقرار ہے
کہ مین بڑا بزدل یا کم ہمت ہون۔ کیونکہ مین بُری بات کرنے کی ہمت نہین کرتا" برخلاف
اسکے ایک عیب وار شرمیلا آدمی ہر بات کے کرنے کے لیئے تیار ہوجاتا ہے صرف ایسے کام
کے کرنے سے ڈرتا ہے جو اہل بزم کی نگاہ مین عجیب ہوتی ہے۔ وہ ہر فعل یا بات مین چاہے
وہ کیسے ہی نامناسب کیون نہ ہون لیکن اس زمانہ مین رائج ہو اور لوگون کا ساتھ دینے کو تیار
ہوجاتا ہے۔ انسانی طبیعت مین یہ سب سے بڑھ کر عام ہے۔ لیکن انتہا کی بیہودہ خاصیت ہے کہ
لوگ اوباشی کی یا نامعقول باتون کے کہنے یا کرنے سے نہین شرماتے۔ بلکہ یہ سمجھتے ہین کہ اوس
شخص کو شرمانا چاہیے جو اونکی صحبت مین ہوکر اپنی طبیعت پر نیکی اور دانشمندی سے قابو رکھے۔
دوسرے مصنوعی حیا انسان کو عمدہ اور قابل تعریف افعال سے باز رکھتی ہے۔ اسکی مثالین
خود ہمارے ناظرین کے خیالات اونھین بتا دینگے۔ مین صرف ایک ہی امر کی نسبت اپنا خیال
ظاہر کرونگا جسکے بابت مجھے تردد ہے۔ گو مین نے اوسے پوشیدہ رکھا ہے۔ ہم انگلستان مین
ہر چیز کو جسے مذہب سے تعلق ہے شرمناک سمجھتے ہین۔ ایک تربیت یافتہ آدمی اس قسم کے سنجیدہ خیال
کے چھپانے اور اکثر اپنے کو مذہبی امور مین اصلیت سے زائد آزاد خیال ظاہر کرنے کے لیئے مجبور ہوتا
ہے تاکہ اوسے وضعدار لوگون مین جھینپنا نہ پڑے۔ تمام دینداری اور عبادات مین ہمارے شرم
کی زیادتی ہمکو شرمندہ کرتی ہے۔ یہ میلان طبع روز بروز ہمپر غالب ہوتا جاتا ہے اور اوسکی اتنی
زیادتی ہے کہ بہت سے عمدہ اور تربیت یافتہ لوگون کے دسترخوان پر صاحب خانہ اسقدر شرم کرتا

ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے ہی دسترخوان پر کھانا شروع کرنے کے قبل دُعا نہین پڑھ سکتا۔ یہ ایسا دستور ہے جو صرف ہماری ہی قومون مین رائج نہین ہے بلکہ بُت پرستون نے بھی کبھی اسے ترک نہین کیا تھا۔ انگریزی شُرفا جب رومن کیتھولک لوگون کے مُلکون مین سفر کرتے ہین تو اُنھین یہ بات دیکھہ کر کچھہ کم تعجب نہین ہوتا کہ اعلےٰ درجہ کے قابل لوگ اپنے کلیساؤن مین سجدہ کرتے اور اپنے خانگی عبادات مین مصروف ہوتے ہین چاہے وہ عام پرستش کا وقت ہو۔ اُن مُلکون مین فوجی سردار یا زندہ دل خوش مذاق آدمی کو یہ خوف ہوتا ہے کہ کہین وہ لامذہب اور رذیل شخص نہ خیال کیا جاے۔ اگر اوسے کوئی دیکھے ہے کہ اوسنے سونے کے قبل اور کھانے کی میز پر بیٹھنے کے وقت خدا سے دُعا نہین مانگی۔ یہی مذہبی اظہار تمام غیر مُلکون کی اصلاح شدہ کلیساؤن مین نظر آتا اور معمولی گفتگو مین اسقدر پایا جاتا ہے کہ اوتھین دیکھہ کر ایک انگریز یہ کہے گا کہ یہ لوگ ریاکار اور نامناسب حد تک پابند مذہب ہین۔ ہماری قوم مین مذہبی پابندی کا کم اظہار شاید حیا کی وجہ سے ہوتا ہے جو ہماری سرشت مین داخل ہے لیکن یقیناً اوسکا بڑا سبب یہ ہے کہ اُن متنبیون نے جنھون نے بڑی بغاوت کے زمانے مین قوم پر پرورش کی تھی۔ اپنی ریا کو یہان تک ترقی دی کہ اوتھون نے ہماری پوری زبان کو بدل کر اوسے ایک طرح کی پُرجوش یاوہ گوئی بنادیا اور پھر اس زیادتی کے ساتھہ کہ تسلّط کے بعد بھی لوگ یہ سمجھتے رہے کہ اون لوگون کے طریقون اور دستور کو موقوف نہین کر سکتے جنکے ذریعے سے لوگون نے مذہب کو بدمعاشیون کا پیرایہ بنا رکھا تھا۔ اس خیال نے اُنھین دوسری حد کی طرف متوجہ کیا۔ عبادت کی ہر ایک صورت تعصب معلوم ہونے لگی۔ اور جب یہ بات "ڈ نروی کیولر" مسخرون کے ہاتھہ لگی جو اس زمانہ مین تھے اور ہر ایک مقدس شئے پر حملہ کرتے تھے وہ ہم لوگون سے جاتے رہے۔ ان ہی اسباب سے ہم لوگ شرارت آمیز حیا مین پڑگئے جسنے ہماری معمولی زندگی اور گفتگو سے عیسائیت کو غائب کر دیا۔ اور جسکی وجہ سے ہم لوگ اپنی ہمسایہ قومون سے جُدا سمجھے جاتے ہین۔ ریاکاری کی مذمت فی الحقیقت کافی طور پر نہین ہوسکتی۔ لیکن ساتھہ ہی اس بات کے اُسے کھلی کھلی بیدینی پر ترجیح دینی چاہیئے۔ یہ دونون باتین جس شخص مین پائی جاتی ہین اوسکے حق مین مضر ہوتی ہین۔ مگر اورون کے لیئے ریا اوتنی فاسد نہین ہے جتنی کہ بدنما لامذہبی۔ متوسط حالت یہ ہے

کہ ہم خلوص دل سے نیک کردار ہوں - ونیز دنیا کو دکھائین کہ ہم ایسے ہین +

پرہیز

الف لیلیٰ مین ایک بادشاہ کا قصہ لکھا ہے کہ وہ عرصہ سے ایک جسمانی مرض مین مبتلا تھا سیکڑون دوائین کر ڈالین مگر کچھہ فائدہ نہوا - آخر کار ایک طبیب نے ذیل کی ترکیب سے اوسکا علاج کیا اور اوسے شفا ہوئی -
اوسنے لکڑی کا ایک جوف دار گیند لیکر اوسمین کئی دوائین بھر دین اور اوسے ایسی حکمت سے بند کیا کہ کچھہ دکھائی نہین دیتا تھا - اسی طرح سے اُسنے ایک بلّہ لیا اور اوسکے دستہ اور اوس حصّہ کو مجوف کر کے جو گیند پر لگتا ہے اون مین بھی گیند کی طرح کئی دوائین بھر دین - تب اوسنے مریض بادشاہ سے کہا کہ ہر روز صبح کو اس گیند بلّے سے مشق کرین اوسوقت تک گیند کھیلا کرین کہ جسم مین عرق آجائے - قصّہ والا لکھتا ہے کہ ان دواؤن کی خاصیت نے لکڑی کے اندر سے عرق ہو کر سلطان کے جسم پر ایسا اچھّا اثر کیا کہ وہ مرض بالکل جاتا رہا جسکو پینے کی دواؤن نے کچھہ بھی فائدہ نہین کیا تھا - یہ مشرقی تمثیل ہمکو یہ بات عمدگی کے ساتھہ دکھاتی ہے کہ یہ ریاضت جسمانی صحت کو کس قدر مفید اور یہ جسمانی ریاضت اعلیٰ درجہ کی دوا ہے -
مین نے اپنے ۱۵ اوین مضمون مین انسانی جسم کی عام شناخت اور ترکیب کے لحاظ سے بیان کیا ہے کہ ریاضت اوسکے قائم رہنے کے لیئے کس قدر اشد ضروری ہے - مین اس موقع پر جسم کے درست رکھنے والی ایک دوسری بڑی چیز کو بیان کرونگا جو ریاضت کی طرح بہت سی حالتون مین اوسی قسم کی تاثیرات پیدا کرتی ہے اور جس موقع پر ریاضت نہو سکے گی وہان وہ اوسکا کام دیگی - جس چیز کا مین ذکر کرنے والا ہون وہ پرہیزگاری یا اعتدال ہے - جتنے تندرستی کے اسباب ہین اُن سب سے بڑھ کر اسمین فائدے ہین اور اسے ہر درجے کے لوگ ہر جگہہ اور ہر موسم مین کر سکتے ہین - یہ ایک قسم کی تدبیر غذا یا پرہیز ہے جسے ہر شخص کر سکتا ہے اور اس سے نہ کام مین خلل پڑتا اور نہ روپیہ صرف ہوتا اور نہ وقت ضایع جاتا ہے - اگر ریاضت سے تمام فضلہ دُور ہوتے ہین تو پرہیزگاری

وہ شی ہے جس سے وہ پیدا ہی نہین ہونے پاتے۔ اگر ریاضت تمام عروق کو پاک صاف کرتی ہے
تو پرہیزگاری اُنہین کثافت اور شدت دونون کو نہین پیدا ہونے دیتی۔ اگر ریاضت اعضا مین
مناسب جوش پیدا کرتی اور دَورانِ خون کو بڑھاتی ہے تو اعتدال یا پرہیزگاری طبیعت کو اتنا
قوی کردیتی ہے کہ وہ اپنا پورا فعل کرسکتی اور اوسے اس قابل بنادیتی ہے کہ وہ اپنی پوری
پوری قوت اور زور کو کام مین لاسکے۔ اگر ریاضت کسی ہونے والی سوءِ مزاجی کو کم کردیتی تو
پرہیزگاری اوسے بالکل کھودیتی ہے دوا زیادہ تر اسکے سوا کوئی اور چیز نہین کہ ریاضت اور
پرہیز کی قائم مقام ہے۔ فی الحقیقت دوائین جلد رفع ہونے والی امراض مین۔ اشد
ضروری ہوتی ہین اور ایسی بیماریون مین ان دو بڑے صحیح رکھنے والے اسباب کا انتظار
نہین کیا جاسکتا۔ لیکن اگر انسان کو ریاضت اور پرہیز کی عادت ہے تو ان دواؤن
کے استعمال کی بہت کم ضرورت پڑے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ دُنیا کے اون حصون مین تندرستی
زیادہ ہے جہان لوگ شکار پر بسر اوقات کرتے ہین۔ جس زمانے مین لوگ شکار مین مصروف
رہا کرتے تھے اونکو بجز شکار کے اور غذا کم ملتی تھی۔ اسلیئے اون کی عمرین بڑی ہوتی تھین۔
جسم پر چھالے ڈالنے یا رسے لگانے اور فصد لینے کا رواج کاہل اور بدپرہیز لوگون مین ہے
اور کہین نہین۔ جسطرح وہ تمام اخلی معالجات جو ہم کرتے ہین سوا اِسکے اور کچھ نہین کہ وہ ایسی تجاویز
ہین جو اس غرض سے کیجاتی ہین کہ عمدہ عمدہ غذائین صحت کی مُضر ہون۔ طبیب لوگ ہمیشہ
غذا اور شراب کی بے اعتدالی کا علاج کیا کرتے ہین۔ دیوجانس کی نسبت لکھا ہے کہ اوسے
ایک نوجوان شخص رستہ مین مِل گیا جو کہین دعوت کھانے جاتا تھا اوسنے اوسکو وہین پکڑ لیا
اور اپنے دوستون کے پاس گھر لے گیا اور بیان کیا اگر وہ اوسے نہ روکتا تو وہ بڑے خطرہ مین
پڑ جاتا۔ اگر وہ فلسفی اس زمانہ کی پُرخوری کو دیکھتا تو بتائیے وہ کیا کہتا۔ کیا وہ صاحب خانہ
کو مجنون نہ سمجھتا اور اوسکے نوکرون سے یہ نہ کہتا کہ اوسکے ہاتھ پانون باندہ دو۔ اگر وہ یہ دیکھتا
کہ صاحب خانہ طیور۔ مچھلی اور گوشت کھاتا۔ اور تیل سرکہ۔ شراب۔ اور گرم مصالح۔ اور بیس
مختلف قسم کے ساگون کے اچار۔ اور سیکڑون مصالون کی چٹنیان کھاتا اور بیحساب مربّے اور لوزیات
کی طشتریان کی طشتریان خالی کرتا چلا جاتا ہے۔ اس بدپرہیزی سے کیسی کیسی غیر طبعی خواہشین اور

خراب جوش جسم میں پیدا ہو جاتے ہیں - جب میں پُر تکلف دسترخوان کو دیکھتا ہوں تو میرے دل
میں یہ خیال گزرتا ہے کہ رکابیوں میں - نقرس - استسقا - بخار اور سستی کی بیماریاں مع دیگر
بے شمار امراض کے گھات لگائے ہوئے بیٹھی ہیں - اعلیٰ درجے کی سادی غذا سے طبیعت خوش ہوا کرتی
ہے سوا انسان کے اور سب حیوان ایک ہی غذا پر قناعت کرتے ہیں - اس قسم کے حیوانات کی غذا
نباتات ہیں - دوسری قسم کی مچھلی اور تیسری قسم کی غذا گوشت ہے - انسان کو جو کچھ ملجاتا ہے
اوسے وہ کھا جاتا ہے - چھوٹا سا چھوٹا پھل فضلات میں یعنی بیر اور گُرمتا تک اوس سے نہیں بچا -
یہ تو ہو نہیں سکتا کہ پرہیز کا کوئی خاص قاعدہ مقرر کیا جائے - کیونکہ جو چیز ایک حالت میں
بدپرہیزی سمجھی جاتی ہے وہی دوسری حالت میں پرہیز ہے مگر ایسے لوگ بہت کم ہیں جو دنیا میں چند
روز رہنے کے بعد یہ رائے نہ قائم کرسکیں کہ کس قسم اور کون مقدار غذا اون کے مزاج سے موافقت
کرتی ہے - میں اپنے ناظرین کو اپنا مریض فرض کرکے اونکے واسطے وہ پرہیز تجویز کرتا ہوں جو سب
طرح کے آدمیوں کو موافق آتا ہے - اور وہ بالخصوص بیماری آب وہوا اور طرزِ معاشرت کے
مناسب حال ہے اور میں ذیل میں ایک بہت بڑے نامور طبیب کے قواعد کو نقل کرتا ہوں -

"ایک ہی طرح کا کھانا کھاؤ اگر تم کسی دوسری چیز کے کھانے میں مصروف ہو تو جب تک
اوسے ختم نہ کرلو کسی تیز شے کو نہ پیو - اور ساتھ ہی اسکے تمام قسموں کے کھانوں سے یا کم سے کم ان
غذاؤں سے پرہیز کرو جو بہت سادی نہیں ہیں"

اگر کوئی اِن صاف صاف آسان قاعدوں کا پابند رہے تو اوس پر بسیار خوری کا الزام عائد
نہیں ہو سکتا - پہلی حالت میں اگر کام و زبان خوش کرنے کے لیے مختلف ذائقہ کی چیزیں نہ ہوں اور
دوسری حالت میں سیری کے لیے اور اشتہائی کاذب کے پیدا کرنے کے واسطے ترغیب دینے والے
بامزہ کھانے - اگر میرے نزدیک شراب پینے کے لیے کوئی قاعدہ ہو سکتا ہے تو وہ اس مقولہ کی بنائ
پر ہوگا جو سر ولیم ٹمپل نے اپنی تحریر میں نقل کیا ہے - "پہلا جام میرے لیے - دوسرا میرے دوستوں
تیسرا خوش مزاجی - اور چوتھا میرے دشمنوں کے واسطے" لیکن چونکہ دنیا میں رہنے کے بعد کسی
شخص کے لیے یہ بات غیر ممکن ہے کہ ایسے فلسفیانہ طرز سے خورد و نوش کر سکے - لہذا میرے خیال میں
اتنے دنوں تک اوسے پرہیز کرنا چاہیے - جبتک اوسکا جسم اجازت دے - طبیعت کے لیے یہ

بڑے بڑے آرام وسکون کی چیزین ہین جنکی وجہ سے جب کبھی کسی سوء فراجی یا کسی کام کی
بہت سی مشکلون کا سامنا ہوتا ہے تو اوسے بھوک پیاس کی برداشت ہو جاتی ہے۔
ساتھ ہی اسکے طبیعت کو اذیتون سے بری ہونے کا موقع ملتا ہے اور پھیلی ہوئی رگون مین اعتدال
عود کر آتا ہے۔ علاوہ اسکے وقت مناسب کا پرہیز مرض کو پیدا ہوتے ہی کھو دیتا اور ناسازی طبیعت
کے پہلے ہوئے ہوئے بیجون کو ضایع کر دیتا ہے۔ اگلے زمانے کے چند مصنفون نے لکھا ہے کہ سقراط
باوجودیکہ اوس وبا کے زمانہ مین اتھنس مین رہتا تھا جسکا چرچا ہر ملک اور زمانہ مین رہا اور جسکا
حال بہت سے نامور لوگون نے لکھا ہے مگر تاہم اوسپر ذرا بھی اس وبا کا اثر نہ ہوا اور اسکی وجہ
لائق مصنفین بالاتفاق یہ تحریر کرتے ہین کہ اوسکے پرہیز مین کبھی خلل نہین پڑا۔ مین اس مقام پر
اس بات کے لکھنے سے باز نہین رہ سکتا جو مین نے فلسفیون کے حالات زندگی اور اونھین
اوتنے ہی بادشاہون اور بڑے آدمیون کی حالتون سے مقابلہ کرکے نکالی ہے۔ اگر ان اگلے
عاقلون کی حالت پر غور کرتے ہین جنکے فلسفہ کے بڑے حصہ مین اعتدال اور پرہیز شامل ہے تو
فلسفی اور معمولی شخص کی زندگی دو جدا چیزین خیال مین آئینگی۔ کیونکہ ہمین یہ بات معلوم ہوتی
ہے کہ یہ عقلمند لوگ ساٹھ سے زیادہ سو برس کے ہو کر مرتے تھے۔ لیکن پرہیز سے ازدیاد عمر کی سب
سے زیادہ مشہور یا نادر مثال اوس چھوٹی کتاب مین موجود ہے جسے شہر ونس کے لوی کارنیرو نے
شایع کیا تھا۔ اوسکا ذکر مین اسوجہ سے زیادہ کرتا ہون کہ اوسکے معتبر اور مستند ہونے مین شک
نہین ہے۔ کیونکہ اوسی خاندان کے آخری رومی سفیر تھے جب وہ انگلستان مین مقیم تھا اوسکی
تصدیق تذکرہ کئی بار کی تھی۔ کارنیرو رسالہ مذکور کا مصنف نحیف الجثہ تھا اور قریب قریب
چالیس برس کے سن تک اسکی یہی حالت رہی۔ اس سن مین اوسنے بہت اعتدال کے ساتھ پرہیز
کی ایسی روش اختیار کی اور اسکی صحت پورے طور پر ایسی درست ہو گئی کہ اوسنے اسّی برس کی عمر
مین اپنی کتاب شایع کی جسکا انگریزی ترجمہ "ڈسکورس اینڈ سرٹن میتھڈز آف ائی ٹیننگ اے لانگ
اینڈ ہیلدی لائف" کے نام سے شایع ہوا۔ اوسکی عمر اتنی ہوئی کہ اوسے تیسری یا چوتھی بار بھی
اس کتاب کے شایع کرنے کا موقع ملا۔ اور وہ سو برس کا ہو کر بغیر کسی کرب یا تکلیف کے اسطرح
مرا کہ معلوم ہوتا تھا کہ سو رہا ہے۔ جس رسالہ کا مینے ذکر کیا اوسپر بہت سے نامور مصنفین نے توجہ کی ہے

اور یہ رسالہ ایسی بشاشت جوشش مذہب اور معقولیت کے ساتھ لکھا گیا ہے جو اعتدال اور پرہیز کے قدرتی اجزا ہین۔ اس بڈھے آدمی کی راے کی شرکت ناظرین کے اعتقاد نہ کہ بے اعتباری کو اوس کتاب کی طرف بڑھائیگی۔

طمع
اور
عیش

بنی نوع انسان مین بہت سی تجارتین پیشے اور معاشرت کے طریقے ایسے ہین جنکی ابتدا لطف زندگی کے پسند یا احتیاج کے خوف سے ہوتی ہے اول الذکر حد سے بڑھکر عیش کی خراب حالت کو پہونچ جاتی اور آخر الذکر طمع ہو جاتی ہے۔ جب کوئی سلطنت فتوحات سے مالامال اور خارجی حملون سے محفوظ ہو جاتی ہے تو وہ لازمی طور پر عیش و عشرت مین پڑ جاتی ہے۔ اور چونکہ اس عیش و نشاط مین بہت سا روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے اسلیئے اُن لوگون کو جنہین یہ خراب عادت پڑجاتی ہے یہ فکر ہوتی ہے کہ لوٹ مار سے رشوت لیکر غرض جس طرح ہوسکے روپیہ اکٹھا کرنا چاہیئے اور یہی وجہ ہے کہ طمع اور عیش اکثر ملکر ایک پیچیدہ اصول بنجاتے ہین۔ اور اس اصول پر چلنے والے وہ لوگ ہین جنکی طبیعت آرام طلبی۔ شان و شوکت۔ اور نشاط کی طرف بالکل مائل ہوتی ہے۔ لاطینی مورخون مین سب سے زیادہ نازک خیال اور معتبر مورخ کا بیان ہے کہ اوسکے زمانہ مین جب رومیون نے بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتین مغلوب کرلی تھین۔ تو سلطنت جمہوریہ روم دو طرح کے گناہون مین ڈوبی ہوئی تھی۔ ایک عیش اور دوسرا لالچ۔ چنانچہ وہی مورخ کے ٹی لائن کی نسبت لکھتا ہے کہ اوسنے اورون کی دولت کا لالچ کیا اور ساتھ ہی اپنے اپنا روپیہ اوڑا دیا۔ اس جمہوری سلطنت کی بابت جو خیال اوسکے عروج کے زمانہ مین کیا گیا تھا وہی خیال بامن و اقبالمند سلطنتون کے حق مین اب بھی مفید ہے۔ ایسے زمانون مین لوگ فطرتاً یہ بات چاہتے ہین کہ ہم اورون سے شان و شوکت مین بڑھ چڑھ کر رہین اور چونکہ خارجی حملون کا دغدغہ نہین ہوتا

اسلیئے جہان تک ان سے عیش کیا جاتا ہے کرتے ہین - اور انجام کار قطرتاً اون کے دل مین طمع پیدا ہوتی ہے اور مال و دولت کی ایک غیر معتدل تلاش جس حالت مین کہ مین ان دونون اصولون پر غور کرنے سے اپنی طبیعت بہلا رہا تھا - میرے تمام خیالات ایک چھوٹی سی تمثیل یا کہانی کی طرف رجوع ہوگئے اور اب مین اوس کہانی کو اس موقع پر ناظرین کی خدمت مین پیش کرون گا -

وہو ہذا

دو بڑے زبردست ظالم بادشاہ تھے جنکے آپسمین ہمیشہ سے جنگ ہوتی چلی آتی تھی - ایک کا نام عیش تھا اور دوسرے کا طمع - ہر فریق یہی چاہتا تھا کہ وہ بالعموم انسان کے دل پر اپنی حکومت کا سکہ جمائے عیش کی فوج مین بہت سے جنرل ایسے تھے جنھون نے کارہائے نمایان کیئے تھے - ان فوجی سردارون کو مسرت - زندہ دلی - شوکت اور خوش وضعی کہتے تھے - اسی طرح سے طمع کے جنرل بھی بہت زبردست اور اوسکی اطاعت بہت وفاداری کے ساتھ کرتے تھے - اور اونکا نام گرسنگی - محنت - فکر - خبرداری تھا - طمع کا ایک پریوی کونسلر یعنی شاہی مشیر بھی تھا جو ہر وقت حضوری مین حاضر رہتا اور ایک لمحہ کو بھی جدا نہ ہوتا - اور کچھہ نہ کچھہ اوسکے کان مین پھونکتا رہتا تھا - اس مشیر کو افلاس کہتے تھے جس طرح سے طمع کا بادشاہ افلاس کے کہنے سننے پر عمل کرتا اوسی طرح اوسکا مخالف فریق "کثرت" یا افراط کے صلاح و مشورہ پر چلتا تھا - کثرت اوسکی مشیر اول اور وزیر اعظم تھی - اوسکے تمام قانون بنایا کرتی اور کبھی اوسکے سامنے سے ہٹتی نہ تھی - یہ دونون مقابل سلطنت سکے لیئے لڑ جھگڑ رہے تھے اور اونکی فتوحات جدا جدا ہوتے تھے - کسی دل پر عیش کا تصرف اور کسی پر طمع کا قبضہ ہوتا تھا - ایک ہی خاندان مین باپ طمع کے جھنڈون کے نیچے فوجی صف مین کھڑا ہوتا تھا اور اوسی کا بیٹا عیش کے علمون کے نیچے - میان بی بی اکثر مختلف فریق کے طرفدار ہو جاتے تھے - نہین بلکہ ایک ہی شخص جوانی مین ایک کی طرف اور بڑھاپے مین دوسرے کیجانب ہو جایا کرتا تھا - عقلمند آدمی البتہ کسی کی طرف نتھے - مگر افسوس ہے کہ اونکی تعداد زیادہ نتھی - آخر کار جب یہ دونون فریق لڑتے لڑتے تھک گئے - تو انھون نے باہمی اتفاق سے یہ چاہا کہ مجلس شوریٰ منعقد ہو اور اوسمین کسی طرف کے مشیر شریک نہ کیئے جائین - القصہ عیش نے صلح کی گفتگو شروع کی

اور اوس جنگ کی ختم نہ ہونے والی حالت کو دیکھا کر اپنے مقابل سے اوس اوصاف لی کے ساتھ جو اوسمین تھے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ ہم دونون بہت اچھے دوست تھے اگر افلاس مفسدہ پردازیان نہ کرتا۔ یہ وہ موذی صلاح کار ہے جسنے خوب تمھارے کان بھرے اور بیجد وسواس اور تعصبات تمھارے دل مین پیدا کر دیئے اس بات کا جواب طمع نے یہ دیا کہ مین افلاس سے بڑہ کر تمھارے وزیر اول کثرت کو مفسد خیال کرتی ہون کیونکہ یہ مُشیر برابر عیش و نشاط کی صلاح دیتا رہا۔ اور جو ضروری بندوبست وافکار احتیاج کے لیئے تھی اونھین کرنے نہین دیتا تھا۔ اور اسکے نتیجہ مین اون اصولون کی بیخ کنی جو سلطنت طمع کے بنیاد تھے۔ آخرکار بخیال موافقت صلح کی یہ تمہیدی شرط قرار پائی کہ ہر فریق اپنے اپنے شاہی مُشیر کو فوراً برخاست کر دے۔ جب یہان تک صلح کے تمام مدارج طے ہوگئے تو اور رہے سہے اختلافات بھی بہت جلد جاتے رہے پھر معاملہ کی یہ صورت ہوئی اور قرار پایا کہ آئندہ سے فریقین عمدہ دوستون اور شریک کی طرح رہین اور تمام فتوحات کو باہم تقسیم کر لیا کرین۔ یہی توجہ ہے کہ عیش و طمع ایک ہی دل پر قابض ہین اور اونھون نے ایک ہی جسم کو باہم تقسیم کر لیا ہے۔ اور ہم اپنی طرف سے اتنی بات اور شریک کرتے ہین کہ جب سے یہ دونون مُشیر نکالدیئے گئے ہین طمع عیش کے لیئے کثرت اور عیش طمع کے واسطے افلاس مُہیا کرتا ہے۔

محنت

اور

ریاضت

جسمانی ریاضت کی دو قسمین ہین۔ یا تو وہ جسے انسان اپنی معاش کے لیئے کرتا ہے یا وہ جو تفریحاً کیجاتی ہے۔ آخرالذکر کا نام بالعموم بدلکہ بجائے محنت کے ریاضت رکھتے ہین لیکن صرف معمولی محنت سے وہ مختلف ہوتی ہے کیونکہ وہ دوسرے وجہ سے کیجاتی ہے دیہاتی زندگی مین اس قسم کی بہت سی ریاضتین کیجاتی ہین۔ اور اسی لیئے انسان زیادہ توانا اور تندرست ہوتا

اور وہ کسی دوسرے طریقہ کی بہ نسبت زیادہ تر اس طریقہ سے زندگی کا زیادہ اور پورا پورا لطف اوٹھاتا ہے۔ میرے نزدیک جسم ایک طرح کے نلون اور دوسرے آلات کی ترکیب ہے۔ یا دیہاتیون کے محاورہ مین نلیون اور چھتون کا بنڈل۔ جو ایسی حیرت انگیز ترکیب سے ایکدوسرے مین جڑے ہوئے ہین کہ وہ روح کے لیئے ایک معقول انجن بن گئے ہین تاکہ وہ اپنا فعل کرسکے۔ یہ نقشہ جو مین نے کھینچکر دیکھایا ہے اوسمین کچہ انتڑیان۔ ہڈیان پٹھے۔ رگین۔ شرائین ہی نہین ہین بلکہ تمام اعصاب اور جوڑ جو جسمانی ریشون سے مرکب ہین اور یہ ریشے ایسے بہت سے غیر محسوس نل یا پھنکیان ہین جو نظر نہ آنے والے چھتون مین سب طرف سے بندھے ہوئے ہین جسم انسان کی نسبت بغیر اوسکی تشریحی خوبیون پر غور کرنے کے یہ جو عام خیال کیا گیا تھا ہمکو اس امر کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ درستی جسم کے لیئے ریاضت کیسی ضروری اور لازمی شے ہے جسم کو ضرور متواتر حرکتین اور جنبشین دیجایئن تاکہ وہ رقیق مادہ جو اوسمین بھرا ہوا ہے۔ ملے۔ ہضم ہو اور خارج ہو جاے۔ اور جو بے شمار نل اور چھتے بدن مین ہین پاک صاف ہو جایئن اور انکے مادی حصون مین زیادہ مضبوطی اور پایداری آجائے۔

ریاضت یا ورزش سے تمام خلطون مین جوش پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنے اپنے مناسب مسامات مین پھونچ جاتے ہین۔ فضلہ خارج ہو جاتا اور اون پوشیدہ تقسیمون مین طبیعت کو مدد ملتی ہے جنکے بغیر نہ تو جسم اپنی اصلی قوت پر قائم رہ سکتا ہے اور نہ روح بشاشت کے ساتھ اپنا فعل کر سکتی ہے۔ مین اس مقام پر ان تمام تاثیرات کا ذکر کرونگا جو قوت مدرکہ کے صاف رکھنے سے قوت متخیلہ کو ایذا نہ دینے اور ان جوشون کو پاک صاف رکھنے سے جو روح و جسم کے موجودہ قوانین اتفاق مین ہماری دماغی قوتون کی مناسب کوشش کے لیئے ضروری ہین۔ طبیعت کی تمام قابلیتون پر ہوتی ہین۔ اس امر مین غفلت کی وجہ سے زیادہ کتب بینی کرنے اور بیٹھے رہنے والون کو اکثر خفقان ہو جایا کرتا ہے۔ اور زیادہ تر عورات مراقیت مین مبتلا رہتی ہین۔ اگر ریاضت ہماری تندرستی کے لیئے کلیتاً ضروری نہوتی تو ہمارے جسم کو قدرت اوسکے واسطے ایسا موزون نہ بناتی جیسا اوسنے اعضا مین ایسی پھرتی ہر حصہ مین ایسکی نرمی پیدا کرکے جو دبا و دراز ہی تبعض و بسط۔ مروڑ۔ آماس کو ضرورتاً پیدا کرتی ہین اور تمام اوس قسم کی حرکتون کو بھی

جو مذکورہ بالا نلیون اور چھتون کے قائم رکھنے کے لیے درکار ہین موزون بنایا ہے اور ہمین کسی ترغیب کی حاجت ایسی جسمانی ریاضت کے واسطے ہونی چاہیے جو درستی بدن کے لیے مناسب ہی - بلکہ کچھ انتظام ہی ایسا ہے کہ اوسکے بغیر کوئی قیمتی چیز پیدا ہی نہین ہوسکتی - دولت اور عزت کا تو ذکر ہی کیا ہمکو غذا اور پوشاک بھی محنت اور ابرو ون پر پسینہ آئے بغیر میسر نہین ہوسکتی - شان پروردگاری اسباب یا مصالح فراہم کردیتی اور متوقع ہوتی ہے کہ ہم خود اپنا کام اون سے پورا کرلین - آراضی کی درستی مین بہت سرکھپی کرنی پڑتی ہے تب جاکے کہین پیداوار مین بیشی ہوتی ہے - اور جب اوس آراضی مین بہت سی چیزین بوئی جاتی ہین تو دیکھو قبل اسکے کہ پیداوار قابل استعمال ہو اوسمین کتنے آدمیون کو کام کرنا پڑتا ہے - کارخانہ جات تجارت وزراعت مین قطرتاً ۲۰ مین ۱۹ - سے زیادہ آدمی کام کرتے ہین اور وہ لوگ جو اوس حالت کی وجہ سے جسمین وہ پیدا ہوتے ہین محنت اور مشقت کے لیے مجبور نہین کیئے جاتے وہ سب سے بڑھ کر مصیبت زدہ ہوتے ہین بشرطیکہ وہ بطیب خاطر اس محنت مین مصروف ہون جسکا نام ریاضت ہے - میرے دوست سرراجر[1] اس کام مین کبھی نہین تھکے اور اُنھون نے اپنے مکان مین کئی جگہہ اپنی اگلی محنتون کی تحفہ تحفہ نشانیان لٹکائے ہین - اون کے بڑے دیوانخانہ کی دیوارین خاص اون کے شکار کیے ہوئے ہرنون کی سینگون سے ڈھکی ہوئی ہین - اور وہ اون کو اپنے مکان کے اعلیٰ درجہ کا اسباب آرایش تصور کرتے ہین - کیونکہ اون کی بدولت اُنھین بہت سی باتین کرنے کا موقع ملتا - اور یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کبھی کاہل نہین رہے - اوسی ہال یا دیوانخانہ کے نیچے کے سرے پر بڑی دریائی چڑیا اوٹرلٹکی ہے جسکی کھال مین سوکھی گھاس بھری ہے اور اُسکے لٹکانے کا حکم اُنکی والدہ نے دیا تھا اور اوسے وہ بہت مسرت کی نظر سے دیکھتی ہین - کیونکہ یہ معلوم ہوا ہے کہ خاص اونکے کتے نے اس چڑیا کو اوس زمانے مین شکار کیا تھا جب اُن کا سن نو برس کا تھا - ایک چھوٹا سا کمرہ دیوانخانہ سے ملا ہوا ایک طرح کا سلاح خانہ یا دارالصنعت ہے جسمین مختلف قد اور ساخت کی بندوقین بھری پڑی ہین - اور یہی بندوقین تھین جن سے اس نالٹ یا دلاور نے

[1] ایک فرضی دہقانی میر کا نام ہے جسکی دہقانی زندگی اڈیسن نے اپنے مضامین مین دکھائی ہے -

تمام جنگل مین ہلاکت پیدا کر دی تھی اور لاکھون چکورین - تیتر - اور بن مرغیان مارڈالی تھین
اصطبل کے دروازون مین اسی دلاور کی شکار کی ہوئی لومڑیون کی ناکین پیوند کی طرح
وصل ہین - انہین سے ایک ناک کو سرراجر نے مجھے دکھایا جسمین اونھون نے پہچان کے لیے ایک
برنجی کیل جڑ دی تھی - انھین اسی کی بدولت پندرہ گھنٹہ تک گھوڑے کی سواری کرنی پڑی
تھی اور قریب قریب چھہ گانون مین ہو کر جانا پڑا تھا - دو آختہ گھوڑے مر گئے اور نصف سے
زیادہ کتے ضایع ہو گئے تھے - اسے وہ اپنی زندگی کا کار عظیم خیال کرتے ہین - اوس ضدی بیوہ
کی وجہ سے جسکا ذکر مین کر چکا ہون کئی لومڑیون کی جان گئی تھی - جیسا کہ سرراجر نے مجھے
بیان کیا تھا کہ انھون نے عشق و عاشقی کے زمانے مین اپنے اصطبل کے مغربی دروازہ مین ناکون
کے پیوند سے لگا دیے تھے - وہ بیوہ جب کبھی سرراجر کے ساتھ سنگدلی سے پیش آتی تو غریب
لومڑیون کے ملتھے جایا کرتی تھی - عشق بیوہ جتنا گھٹا اور بڑھاپا آتا گیا اوسی نسبت سے
وہ لومڑی کا شکار کم کرتی گئی - مگر خرگوش صاحب اب بھی اون کے مکان سے دس میل
کے اندر نہین بچنے پاتے - مین اپنے ناظرین کو خواہ وہ مرد ہون یا عورت گھوڑے کی سواری
سے بڑھ کر کسی دوسری ریاضت کی صلاح نہ دونگا - بموجب اوس خیال کے جو مین نے اوسکی نسبت
ظاہر کیا ہے میری راے مین اسکے سوا اور کوئی ریاضت اتنی صحت آور نہین اور نہ جسم کو موافق
آتی ہے - ڈاکٹر سڈنہم[1] نے اسکی خوب خوب تعریفین کی ہین - اگر انگریزی خوان ناظرین
اوسکی اون تاثیرات کو جو بلا ارادہ ہوتی ہین دیکھنا چاہین اور جنکا ذکر آخر مین کیا گیا ہے تو وہ
اونکو اس کتاب مین ملین گی جسے "میڈیسنا جمناسٹکا" کے نام سے چھپے ہوئے بہت سال
نہین گذرے ہین - میری کیفیت سُنیے کہ جب مین قصبہ مین ہوتا ہون اور مجھے ایسے مواقع حاصل نہین ہوتے
تو مین روز صبح کو گھنٹہ بھر مگدر کی ورزش کرتا ہون - جو میرے کمرے کے ایک گوشہ مین رکھا ہوا ہے
مین اس سے زیادہ خوش ہوتا ہون - کیونکہ جو بات مین چاہتا ہون وہ اس سے بالکل خاموشی کی
حالت مین حاصل ہوتی ہے - میرے کرایہ والے مکان کے مالک بی بی اور اوسکی سب بیٹیان
میری اوقات ورزش سے ایسی اچھی طرح واقف ہو گئے ہین کہ جب مین ورزش کرتا ہون تو وہ

[1] ایک فاضل انگریز جسنے فلاطون کی بہت سے تصانیف کا انگریزی ترجمہ کیا ۱۶۲۴ء مین پیدا ہوا اور ۱۶۸۹ء مین مرگیا

کبھی آکر خلل انداز نہین ہوتین - جب میری عمر اب سے چار برس اودھر کم تھی تو مین زیادہ تھکانے والی تفریحون مین مشغول ہوا کرتا تھا - یہ تفریح مین نے ورزش کے لاطینی رسالہ سے لی تھی جو بہت قابلیت اور علمی فضیلت کے ساتھ لکھا گیا ہے - اس رسالہ مین اس ورزش کو انسانی سایہ کے ساتھ لڑنے سے تعبیر کیا ہے اور یہ اسطرح سے ہوتی ہے کہ ایک ہاتھ مین چھوٹی سی لکڑی ہے کر جسکے سرے پر سیسے کی ڈانٹ لگی ہوتی ہے ہاتھ پھراتے ہین - اس ورزش سے سینہ کشادہ ہوتا اور تمام اعضا کو جنبش ہوتی ہے اور بغیر گھونسہ[1] کھائے ہوئے اوسکے مارنے کا پورا پورا لطف حاصل ہوتا ہے - میری یہ آرزو ہے کہ عالم فاضل لوگ جو وقت بیکار مخالفتون اور جھگڑون مین ضایع کرتے ہین - وہی وقت اپنے ہی سایہ سے لڑنے کی ترکیب مین صرف کرین - اس ورزش سے اوس غصہ کے فرو کرنے مین مدد ملے گی جس سے عوام الناس اور خود انھین تکلیف ہوتی ہے

خاتمہ

چونکہ مین روح اور جسم سے مرکب ہون - پس مین اپنی ذات کو فرائض کی دو چند تدبیر کا ممنون خیال کرتا ہون اور جبتک مین اپنا ایک گھنٹہ مذکورہ ریاضت یا ورزش اور دوسرا مطالعہ کتب اور یاد خدا مین صرف نہین کرلیتا ہون تو میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ مین نے اپنے دن کا کام ادہورا چھوڑا

وقت

سنیکا[2] کا قول ہے کہ ہم سب وقت کی کمی کی شکایت کیا کرتے ہین مگر ہمیشہ وہ اتنا زیادہ ملتا ہے کہ یہ سمجھ مین نہین آتا کہ اوسے کیونکر صرف کرین - وہ کہتا ہے کہ ہماری عمرون یا تو بالکل کچھ نہ کرنے مین یا کسی بیکار بات کرنے یا ایسی بات کے نہ کرنے مین جو ہمین کرنی چاہیئے ضایع ہوتی ہین - ہم ہمیشہ یہی شکایات کیا کرتے ہین کہ ہمارے دن کم ہین اور کرتے کام ایسی سستی سے ہین کہ گویا وہ دن ختم ہی نہین ہوسکتے - اس عمدہ فلسفی نے اون تمام مختلف طرز ادا اور

---

[1] باکسنگ یا گھونسہ بازی انگریزون کے ہان ایک مفید ورزش خیال کیجاتی ہے جسکا سیکھنا ضروری ہے۔

[2] ایک مشہور رومی فلسفی کا نام ہے - تین برس قبل سن عیسوی کے پیدا ہوا اور ۶۵ء مین مرگیا۔

خیال کے ذریعہ سے جو اوسکی تحریرات کے لیئے مخصوص ہین ہماری اُس متلون مزاجی کی تصویر
کھینچی ہے جسے ہم اِس خاص حالت مین خود اپنے ساتھہ کرتے ہاین - مین اکثر خیال کیا کرتا
ہون کہ لوگ خود اپنی ہی ذات سے ایسے امر مین غیر متفق ہوتے ہاین جسے ایک طرح کا تعلق
مقدم الذکر سے ہوتا ہے گو ہم اپنی زندگی کے کم ہونے سے بالعموم رنجیدہ معلوم ہوتے ہین تاہم ہماری
یہی خواہش ہوتی ہے کہ اوسکی ہر ایک مدت تھوڑی ہی ہو - نابالغ کو پہلے اپنے سن بلوغ کا
پھر کاروباری آدمی ہونے کا بعد ازان ریاست پیدا کرنے کا اور اوسکے بعد اعزاز حاصل
کرنے کا ازان بعد کنارہ کشی کا انتظار ہوتا ہے گو ہر شخص اس طرح پر اپنی زندگی کو کم ہوجانے
دیتا ہے تاہم وہ جانتا ہے کہ اوس زندگی کے حصہ ایسے پڑے ہاین کہ کاٹے نہین کٹتے - ہم
اپنی بالشت کو بڑھاتے ہاین مگر یہ چاہتے ہاین کہ کاش جن حصون سے وہ مرکب ہے چھوٹے ہوتے -
سود خوار اوس تمام وقت کے بالکل نیست و نابود ہوجانے سے خوب ہی مطمئن ہوجاتا ہے جو
موجودہ وقت اور دوسری سہ ماہی کے دن کے درمیان مین ہوتا ہے - پالیٹشن یا مدبر ملک
اپنی عمر کے تین سال کے ضایع کردینے پر راضی ہوجاتا ہے بشرطیکہ وہ اُن تمام امور کو
ایسی حالت مین قائم رکھہ سکے جنکی نسبت اوسکا خیال ہوتا ہے کہ وہ اوسی حالت مین گردش
زمانہ کے بعد قائم رہین گے - عاشق اپنی زندگی سے اپنے اوس تمام وقت کو بخوشی نکالڈالیگا
جو معشوق کی مسرت انگیز ملاقات کے قبل صرف ہونے والا ہوگا - پس جس قدر ہمارا وقت صرف
ہوتا ہے اوتنی ہی ہمکو اپنی زندگی کے اکثر حصون مین اس بات کے جاننے سے خوشی ہوتی ہے
کہ وقت معمول سے زیادہ تیزی کے ساتھہ گزر گیا - دن کے کئی گھنٹے ہمارے ہاتھہ سے نکل جاتے
ہین نہین بلکہ ہم چاہتے ہین کہ سال کے سال یون ہی ختم ہوجایین - اور ہم وقت کی سرزمین
مین اوسی طرح سفر کرتے ہاین جسطرح ایسی ملک مین جہان ہر طرف جنگل اور ویرانے ہوتے
ہین - اور چاہتے ہاین کسی طرح اون سے جلد نکل جایین - تاکہ ہم اُن چھوٹی چھوٹی آبادیون
یا آرام گاہ مین پہونچین جو نیچے اور اوپر ہر طرف دُھند تک چلی گئی ہاین - اگر اکثر آدمیون کی
زندگی کو ۲۰ حصون مین تقسیم کرین تو ہمکو معلوم ہوگا کہ کم سے کم ۱۹ حصہ ایسے ہین جو خوشی اور
کام دونون سے خالی ہین - مین اون لوگون کی زندگی کو اس حساب مین نہین شامل کرتا جو

کاروبار کی مدامی جلدی مین رہا کرتے ہین - بلکہ اُن حضرات کو جو ہمیشہ بیکار رہتے ہین - اگر مین اُن صاحبون کے بیکار وقت کو باکار بنانے کو کچھہ طریقے عرض کرون گا تو اُمید ہے کہ میری یہ خدمت قبول فرمائی جائیگی - وہ طریقہ حسب ذیل ہین -

پہلا - نیکی اپنے عام فہم معنون کی حد وسعت تک کیجائے - یہ وہ خاص تدبیر ہے جسمین اتفاق کی خوبیان شامل ہین نہایت کم محنتی آدمی کو بیکار نرہنے دیگی - اور کاروباری آدمی کو سب سے بڑہ کر چست و چالاک بنا دیگی - جاہل کو نصیحت محتاج کی حاجت پوری کرنا - مصیبت زدہ کو آرام پہونچانا ایسے فرائض ہین جن سے ہر روز سابقہ پڑتا ہے - انسان کو بہت سے موقع کسی فریق کی سختی کم کرنے - مستحق کے حق مین انصاف حاسد کے حسد کم کرنے - غصہ ور کے غصہ کو فرو کرنے اور متعصب کے مزاج کی اصلاح کے حاصل ہین - اور یہ مشاغل معقول آدمیون کے واسطے موزون ہین - اور اوس شخص کو بہت تسکین دیتے ہین جو ہوشیاری کے ساتھہ انہین کرتا ہے - نیکی کی ایک قسم اور بھی ہے جو گوشہ نشینی کے اُن اوقات مین شغل پیدا کرتی ہے جب ہم اپنے اوپر چھوڑ دیے جاتے ہین نہ کوئی ہمارا رفیق ہوتا ہے نہ ہم کلام - میری مراد اوس رسم وراہ اور گفتگو سے ہے جو ہر ذی عقل کو اپنے خالق اکبر سے کرنی چاہیئے جسے ہر وقت خدا کی حضوری کا خیال رہتا ہے اوسکی طبیعت ہمیشہ بشاش رہتی ہے - وہ اپنے نہایت پیارے اور اعلے درجہ کے دوست کی رفاقت مین رہنے کے خیال سے ہر لحظہ لطف اُٹھاتا ہے اوس کو کبھی وقت گران نہین گزرتا - اور یہ ممکن ہی نہین کہ وہ تنہا رہے - جب اور لوگون کو ایسے اوقات مین نہایت بے شغلی رہتی ہے تو اوسکے خیالات اور خواہشات نہایت مصروف رہتے ہین - دُنیا سے باہر نکلتے ہی اوسکا دل گرمی عبادت سے پھکنے اور اُمید سے بڑھنے لگتا ہے - اور اوس حضوری سے جو اوسکے ہر طرت ہوتی ہے فخر کرتا ہے - یا برخلاف اسکے خوف رنج والم اور خطرات کا حال اپنے دستگیر یا خُدا سے عرض کرتا ہے - مین نے اس مقام پر انسان کے صرف نیک ہونے کی ضرورت بیان کی ہے تاکہ وہ اوسے کسی قدر مصروف رکھے لیکن اگر ہم اسکے آگے خیال دوڑائین کہ نیکی کچھہ اوسی وقت تک مُفرح نہین ہے جبتک کہ وہ کیجاتی ہے - بلکہ اوسکا اثر ہماری ہستی کے اون حصون تک پہونچتا ہے جو قبر سے بھی آگے ہین اور اون ہی اوقات مین ہماری پوری

ابدیت کا رنگ ہوگا جو ہمنے یہان دنیا مین نیکی یا بدی مین صرف کیئے ہین - اون کے صرف
اس طریقے پر عمل کرنے کی یہ دلیل ہمارے لیئے مکرر ہو جاتی ہے - جب کسی شخص کے پاس صرف
تھوڑا سا سرمایہ ہے جسکو وہ بڑھانا چاہتا ہے اور اُس سرمایہ سے نفع پانے کے موقع بھی حاصل
نہین تو پھر بتایئے کہ ہم اوس شخص کی نسبت کیا خیال کرین جو اونیس ۱۹ حصون کو بیکار ہوجانے دیتا
اور بیسوین حصہ کو بھی اپنی ہی تباہی اور زیان مین صرف کرتا ہے مگر چونکہ طبیعت مین ہمیشہ گرماگرمی
اور وہ اعمال نیک کے واسطے مستعد یا آمادہ نہین رہتی پس ضرور ہے کہ بیکاری مین اوس کے
شغلہ کے لیئے مناسب مشاغل پیدا کیے جاوین - لہذا وقت کے صرف کرنے کا دوسرا حصہ جو مین عرض
کرونگا یہ ہوگا کہ ہمکو مفید اور بےضرر تفریحون مین مصروف ہونا چاہیے - مین اس بات کا
ضرور مقر ہون کہ میرے نزدیک بالکل ایسی ہی تفریحون مین مشغول رہنا جو محض بےضرر ہین اور
صرف یہی خوبی ہے کہ اون سے کسی قسم کا نقصان نہین ہوتا - ایک ایسی بات ہے جو کسی قدر عقلمندی
کے پایہ سے گری ہوئی ہے - آیا کسی لہو ولعب مین اتنی خوبی بھی ہے کہ نہین مین اسکا فیصلہ نہین
کرونگا - مجھے اس بات کے دیکھنے سے سخت تعجب ہوتا ہے کہ اعلےٰ درجہ کے سمجھدار لوگ بارہ بارہ
گھنٹہ تک تاش کے ملانے اور تقسیم کرنے مین مصروف رہتے ہین - اس کھیل مین چند خاص تاش کی
اصطلاحات کے سوا اور کسی قسم کی گفتگو نہین ہوتی - اور سیاہ اور سفید نشانات کے سوا جو مختلف
تصویرون مین ہوتے ہین اور کسی چیز کے خیالات دل مین پیدا نہین ہوتے - کیا اس قسم کے آدمیون
کی یہ شکایت سُنکر کہ زندگی تھوڑی ہے ہنسی نہ آئے گی - تاش کو اعلیٰ درجہ کے شریفانہ اور مفید
دلچسپیون کا ذریعہ بنانا چاہیئے - بشرطیکہ وہ باقاعدہ اور معقول ہو - مگر جس قدر طبیعت عمدہ
اور منتخب دوست کی صحبت سے محظوظ ہوتی ہے اوتنی کسی سے نہین - تمام زندگی مین اس سے
بڑھکر فی الحقیقت کوئی ایسی برکت کی چیز نہین ہے کہ ایک ہوشمند اور نیک دوست کی ملاقات
سے لطف اوٹھایا جائے - اس سے طبیعت کو راحت اور قوت مدرکہ کو ترقی اور صفائی حاصل
ہوتی ہے اور واقفیت اور خیالات پیدا ہوتے ہین - نیکی اور عمدہ مقاصد مین تروتازگی آتی
ہے - خواہشات مین اعتدال پیدا ہوتا اور بیکاری کے بہت سے اوقات کے لیئے شغل ملجاتا ہے
ایک خاص شخص سے اس قسم کی دوستی پیدا کرنے کے بعد ایسے لائق آدمیون سے گفتگو کرنے کی

کوشش کرنی چاہیئے جن مین مخاطب الیہ کی لیاقت بڑھانے اور دل بہلانے کی قابلیت ہو اور یہ ایسے اوصاف ہین جو اکثر اکجا پائے جاتے ہین۔ زندگی مین اور بھی بہت سے مُفید مشاغل ہین جنکو انسان ترقی دے سکتا ہے تاکہ وہ کچھہ نہ کچھہ کرتا ہی رہے۔ طبیعت کو کاہل اور اگر کوئی اتفاقیہ خواہش پیدا ہو جائے تو اوسے غالب ہونے دے۔ جس شخص کو۔ موسیقی۔ مصوّری۔ یا فنِ تعمیر کا مذاق ہے گویا اوسکی سمجھہ اون لوگون سے جُدا ہے جو اِن فنون سے بے بہرہ ہین۔ پھول اور پودے لگانے اور باغبانی وغیرہ کے فن جب کسی دولتمند کی شوقیہ ہنرمندی مین داخل ہوتے ہین تو وہ دیہات کی بود و باش مین آرام دیتے ہین۔ اور بہت سی وجہون سے اپنے ماہرین کے کام آتے ہین۔ مگر زندگی کی تمام تفریحون مین مُفید اور دلچسپ کتابون کے مطالعہ سے بڑھکر کوئی مناسب طریقہ اوقات فرصت کے صرف کرنے کا نہین ہے۔

ہوشمندی

اور

چالاکی

مجھے اکثر یہ خیال گزرا ہے کہ اگر انسان کے دل کھُل سکتے یعنی باطن کا حال نظر آسکتا۔ تو ہم لوگون کو عقلمند اور بے وقوف کے دل مین بہت کم فرق دکھائی دیتا۔ سیکڑون بیہودہ خیالات ہزارون لغو منصوبے خود بینی۔ اِن دونون کے دل سے گذرتے ہین۔ بڑا فرق یہ ہے کہ عقلمند یہ جانتا ہے کہ گفتگو مین کس خیال کو لین۔ کِسے دبائین۔ اور کِسے ظاہر کر دین مگر جو بیوقوف ہوتا ہے وہ اپنے تمام خیالات کو بے امتیازی سے ظاہر کر دیتا ہے لیکن ہمراز دوستون سے بات چیت کرنے مین اِس قسم کی ہوشیاری کا کوئی موقع نہین ہے ایسے موقعون پر عقلمند سا عقلمند شخص اِس طرح باتین کرتا ہے جسطرح کہ کوئی سب سے بڑا احمق۔ کیونکہ کسی دوست سے باتین کرنا دراصل ایسا ہی ہے جیسا کہ بہ آواز بلند اپنے دل مین کسی بات کا سوچنا۔ اسی لیے روم قدیم کے ایک مشہور مصنّف ٹلی نے اگلے مصنّفون کی اِس نصیحت کو بہت ٹھیک بیان کیا ہے کہ انسان

اپنے دوست کے ساتھ اس طرح پیش آئے کہ اوسے دوست بننے کی گنجایش رہے اور دوست
کے ساتھ اس طریقے سے برتو کہ اگر وہ دشمن بھی ہو جاے تو اوسے اتنی قدرت نہو کہ ضرر پہونچا سکے
اس نصیحت کا پہلا حصہ اوس برتاو کے متعلق جو ہمین اپنے دشمن کے ساتھ کرنا چاہیے۔ بہت
مناسب اور معقول ہے مگر دوسرا حصہ جسکو تعلق اوس سلوک سے ہے جو ہمکو اپنے دوست سے
کرنا چاہیے ایسا ہے جس سے ہوشیاری سے زیادہ چالاکی کی بو آتی ہے۔ وہ زندگی کی
اعلی مسرتون سے جو ایک دوست کے ساتھ بے تکلف ہو کر باتین کرنے مین حاصل ہوتی ہے
محروم کر دیتا ہے۔ اسکے علاوہ جب کوئی دوست دشمن ہو جاتا تو جس طرح سائیرس کا بیٹا اپنے دوست کو افشا کنندۂ راز
کے لقب سے یاد کرتا ہے اوسی طرح بنظر انصاف تمام دنیا زیادہ تر اوس دوست کو دغاباز ٹھہرایگی بہ نسبت اسکے کہ وہ اوس
شخص کو حماقت کا الزام دے جسنے اوس دوست کو اپنا ہمراز بنایا تھا۔ صرف باتون ہی سے ہوشمندی نہین ٹپکتی بلکہ تمام افعال
سے۔ ہوشمندی پروردگار عالم کی ایسی ماتحت کارپرداز ہے جو زندگی کے معمولی تعلقات مین ہماری
رہنما اور ہادی ہے۔ اس سے بڑھکر اور بھی چمکتے ہوے جوہر انسان کے دل مین موجود ہین لیکن
کوئی اتنا کارآمد نہین۔ اصل مین یہی ایک چیز جس سے اور اوصاف کی بھی قدر ہوتی
ہے۔ اور یہی اور صفتون کو بھی مناسب اوقات مین اور موقعون پر کام کرنے کے لیے آمادہ
کرتی اور انھین موصوف کے حق مین مفید بناتی ہے۔ اسکے بغیر علم ایک خودنمائی۔ ظرافت
بیہودگی۔ اور نیکی۔ ایک اخلاقی کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ اگر یہ نہو اور صفتین ہون تو انسان
بہت اصرار کے ساتھ غلطی مین پڑا رہے اور اپنے ہی نقصان پر آمادہ۔ انسان ہوشمندی سے صرف
اپنی ہی قوتون کا مالک نہین ہوتا۔ بلکہ دوسرون کی قابلیت پر بھی حاوی ہو جاتا ہے اسکو
باتون ہی باتون مین دوسرے کی لیاقت کا حال کھلجاتا۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اوس
قابلیت کو کن کن مناسب طریقون سے اپنے کام مین لائے۔ پس اگر ہم انسان کے خاص خاص
طبقہ اور فرقہ پر غور کی نظر ڈالین تو ہمین معلوم ہوسکتا ہے کہ نہ کوئی خوش طبع۔ نہ فاضل اور
نہ شجاع آدمی بلکہ ہوشمندی ایک ایسا شخص ہے جو تمام انجمن کو اپنی راہ پر لگاتا اور تدبیرین
بتاتا ہے اگر کسی مین بڑی بڑی قابلیتین ہون مگر ہوشمندی نہ ہو تو ایسے شخص کی مثال ایک
کہانی۔ قصہ کے پالیفیمس کی سی ہوگی جو قوی ہے مگر نابینا زور تو ایسا ہے کہ کوئی اوس سے

پیش نہین پا سکتا مگر اندھے ہونے سے وہ زور دو کوڑی کا ہے اگر انسان مین باوجود تمام کمال کے ہوشمندی نہین ہے تو دنیا مین اوسکی کچھہ قدر و منزلت نہو گی لیکن یہی ایک چیز یعنی ہوشمندی بدرجۂ کمال ہو اور صفتین تھوڑی تھوڑی سی ہون تو آدمی جس حیثیت کا ہو اوسمین وہ بہت کچھہ کرسکتا ہے جس طرح سے مین ہوشمندی کو انسان کا سب سے زیادہ مُفید جوہر خیال کرتا ہون۔ اوسی طرح چالاکی کو تنگدل غیر فیاض لوگون کا ہنر جانتا ہون۔ ہوشمندی ہمین اعلیٰ درجے کے شریفانہ مقاصد دکھاتی اور اونکے حاصل کرنے کے مُفید اور قابلِ تعریف طریقہ بتاتی ہے۔ چالاکی کا مطلب ہمیشہ ذاتی اغراض کے حاصل کرنے سے ہوتا ہے اور کامیابی کا کوئی طریقہ (چاہے وہ بُرا ہی کیون نہو) اختیار کرنے مین قطعاً بھی تامل نہین ہوتا۔ ہوشمندی کی نگاہین بلند اور وسیع ہوتی ہین اور عمدہ تیز نظر کی طرح پورے اُفق پر پڑتی ہین۔ چالاکی ایک طرح کی کوتاہ نظری ہے جسکو قریب کی ذرا ذرا سی چیزین دکھائی دیتی ہین مگر دُور کی نہین۔ ہوشمند کو جتنا اپنی ہوشمندی کا زیادہ اِدراک ہوتا ہے اوتنی ہی زیادہ قدرت حاصل ہوتی ہے۔ چالاکی اگر ایکبار بھی پکڑ لیگی تو بس پھر اوسمین وہ زور باقی نہین رہتا۔ اور وہ انسان کو ایسا بیکار کر دیتی ہے کہ اوس سے وہ کام بھی نہین ہو سکتا جو ایک سیدھے سادے آدمی ہونے کی حالت مین بن پڑا۔ ہوشمندی ایک عقلی کمال ہے اور ہمارے تمام فرائض زندگی مین ہادی و رہنما۔ چالاکی ایک قسم کی حیوانی عقل ہے جس سے ہماری نظر صرف فوری فوائد اور بہبودی پر رہتی ہے۔ ہوشمندی بڑے بڑے زیرک اور فہیم لوگون مین پائی جاتی ہے اور چالاکی اکثر جانورون اور اون آدمیون مین جو وحوش سے کچھہ ہی کم ہین۔ چالاکی ہوشمندی کی نقل یا چربہ ہے اور ضعیف العقل آدمی اُسکی نسبت اوسی طرح سے خیال کر لیتے ہین جس طرح کہ لوگ اکثر غلطی سے زندہ دلی کو ظرافت اور سنجیدگی کو دانشمندی سمجھہ لیتے ہین۔ ذہن کی رسائی سے جو ہوشمندی کے لیئے ایک فطرتی شئے ہے آئندہ زمانہ پر انسان کی نظر جاتی ہے اور وہ اِس بات پر غور کرتا ہے کہ اب سے لاکھون برس آگے کیا حالت ہوگی اور اب کیا ہے۔ ہوشمند جانتا ہے کہ جو آرام و تکلیف دوسرے عالم مین اوسکے لیئے اوٹھا رکھی گئی ہے اوسکی اصلیت بعید ہونے سے جاتی نہین رہتی۔ فاصلہ پر ہونے سے چیزین حقیر یا چھوٹی

نظر نہین آتین - وہ سوچتا ہے کہ مسرتین اور اذیتین خوابدیت مین چھپی پڑی ہین لحظہ بہ لحظہ
اوس سے قریب ہوتی جاتی ہین اور کبھی اوسکو ویسی ہی محسوس ہونے لگین گی جیسے موجودہ
رنج وراحت اور یہی تو وجہ ہے کہ اوس چیز کے حاصل کرنے مین بہت ہوشیاری سے کام لیتا ہے
جو اوسکی خلقت کی اصلی آسایش اور اوسکی ہستی کی سب سے آخری غرض ہے وہ ہر کام کے انجام
کو سوچتا اور اوسکے سب سے زیادہ بعید اور قریب نتایج پر غور کرتا ہے - وہ فایدہ دُنیا کی ہر ایک
اُمید سے قطع نظر کرتا ہے اگر وہ اوسکی اوس رائے سے مطابق نہین ہوتا جو دوسرے عالم کے
فوائد کی نسبت ہوتی ہے -

مختصر یہ ہے کہ اسکی تمام اُمیدین ثبات سے بھری پُری اور اوسکی تمام تدابیر مین عظمت اور
اولوالعزمی پائی جاتی ہے - اور اوسکی روش ایسے شخص کے چلن سے ملتی ہے جسے اپنے سچے
فایدون کا ادراک ہوتا - اور وہ جانتا ہے کہ اونکے حاصل کرنے کے واسطے فلان فلان مناسب
طریقے ہین - چونکہ مین نے اس مضمون مین ہوشمندی کو انسان کا جوہر اور نیز ایک نیکی قرار
دیا ہے اسلیے مین نے اوسکی پوری پوری وضاحت کی ہے - نہ صرف اوس اعتبار سے جہانتک
اوسکو دُنیادی اُمور سے تعلق ہے - بلکہ ہماری تمام ہستی سے اور نہ صرف اسلیے کہ وہ فانی
خلقت کی رہنما ہے بلکہ اس سبب سے کہ وہ بالعموم ذوالعقول کی ہادی ہے - عقلمند آدمی اسی
صورت مین ظاہر اور کبھی ہوشمندی اور کبھی دانشمندی کے نام سے بیان کرتا ہے اور ہوشمندی
دراصل افضل ترین دانشمندی ہے (جیسا کہ اس پرچہ کے آخر مین ظاہر کیا گیا ہے) و نیز اسکا
حاصل کرنا ہر شخص کے اختیار مین ہے - گو اسکے فوائد بیحد و حساب ہین مگر تو بھی اونکا حاصل کرنا
آسان ہے یا اوسے ایک مترجم بیدین مصنف کی الفاظ مین جسکا حوالہ آخری شنبہ کے پرچہ مین دیا
گیا ہے یون بیان کیا جاے -

دُ گو عقل کی شان بہت بڑی ہے اور اوسے کبھی زوال نہین ہوتا تاہم وہ اپنے عاشقون کو آسانی
نظر آجاتی اور جو اوسکی تلاش مین رہتے ہین وہ اونھین مل جاتی ہے وہ چاہنے والون پر ظاہر
ہوکر اون کو جستجو سے باز رکھتی ہے - جو شخص اوسکو جلد ڈھونڈھتا ہے اوسے کہین جانا نہین پڑتا وہ
اُسکے دروازے ہی پر بیٹھی ہوئی ملتی ہے - جیسے اوسکا خیال ہی اوسکی عقل کامل ہے اور جو اسکا نگران

رہتا ہے۔ وہ بہت جلد بے فکر ہو جائے گا۔ کیونکہ جو اوسکے قابل ہوتے ہین اُنھین وہ ڈھونڈھتی
پھرتی ہے۔ اوسپر مہربان ہوکر رستے گلی مین نظر آتی اور ہر خیال مین اُن سے آکر ملتی ہے؎

ہنسی
اور
تمسخر

جب مین کسی ایسے سبب حکمت یا مضمون کو پسند کرتا ہون جسپر اَورون نے قلم نہین اوٹھایا ہے تو بلالحاظ
کسی ترتیب یا قاعدہ کے اپنے تمام خیالات کو اوسمین مصروف کردیتا ہون تاکہ وہ خیالات زیادہ تر
آزادانہ طور پر مضمون کی صورت مین ظاہر ہون۔ بہ نسبت اسکے کہ انہین باقاعدہ کلام کی ترتیب
پائی جائے اور اس پرچہ مین بھی اسی طریقہ سے ہنسی اور تمسخر کو بیان کرونگا۔ انسان کے
مزاج مین تمام مخلوق خدا سے بڑھ کر ہنسی ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اوس سے اشرف یا کم ہین
وہ ہنس مکھ نہین ہوتے۔ انسان بخلاف اَور مخلوقات کے ہر چیز کے مختلف پہلو دیکھہ سکتا اور
اوسے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو چیزین اوسکو خوش کرتی ہین غالبًا اوسپر انسان سی اشرف
مخلوق کو یا تو رحم آئیگا یا وہ اون کی ناراضی کی باعث ہونگی۔ غصہ یا رنج کے لیے ہنسی
فی الحقیقت ایک عمدہ طاقت ہے اور یہ بات بھی معقول نہین ہے کہ ہمکو ایسی چیزون سے خوشی
ہو جو در اصل ہمارے حق مین بہتر نہین ہین۔ جب ایسے باتون سے رنج پہونچتا ہے جو حقیقت مین دکھ
نہین دیتین۔ مین نے اپنے سینتالیسوین مضمون مین ایک جدید فلسفی کی راے پر ایک خیال ظاہر
کیا ہے۔ یہ فلسفی ہنسی آنے کا پہلا سبب یون بیان کرتا ہے کہ وہ ایک طرح کا پوشیدہ مقابلہ ہے
جو ہم اپنے اور دوسرون کے درمیان جنہین ہم ہنستے ہین کرتے ہین۔ یا بہ الفاظ دیگر ہنسی اس قسم کا
اطمینان ہے جو ہمکو اپنی فضیلت سے اوسوقت حاصل ہوتا ہے جب ہم کسی دوسرے شخص کی بیہودگیون
کو دیکھتے یا خاص اپنی اگلی حماقتون کو خیال کرتے ہین بہت سی صورتون مین یہ بات ہوتی ہے
اور میرا خیال ہے کہ بنی نوع انسان کا سب سے زیادہ خودبین حصہ اس نفسانی شوق مین بہت مبتلا

ہوتا ہے۔ کلیسائے روم مین ایک درویش کے اس وعظ کے پڑھنے کا مجھے اتفاق ہوچکا ہے جسے
اوسنے حضرت سلیمان کے الفاظ مین آدا کیا ہے۔

"اوسنے ہنسی کی نسبت کہا ہے کہ وہ فاتر العقل ہے اور خوشی کی بابت پوچھا کہ وہ کیا کرتی ہے"

اوسنے اصول علم الٰہی کا یہ نکتہ اسی بنا پر قرار دیا ہے کہ ہنسی پہلی معصیت کا اثر ہے (یعنی جو حضرت
آدم سے سرزد ہوے) اور حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے نکالے جانے کے قبل ہنس نہین سکتے تھے
ہنسی جس وقت تک آتی ہے وہ طبیعت مین کاہلی اور کمزوری قابلیتون مین ضعف۔ روح کی تمام
قوتون مین ایک طرح کی سستی اور تقلیل پیدا کرتی رہتی ہے۔ اور وہ اسی اعتبار سے خلقت
انسان کی ایک کمزوری ہے۔ لیکن اگر ہم اوس تفریح پر غور کرین جو ہمکو بسا اوقات اوس سے
حاصل ہوتی ہے اور یہ دیکھین کہ ہنسی وہ چیز ہے جو خوشی کی خلاف اُمید یا غیر مترقبہ اور ناپایدار
شعاعون سے اوس ظلمت یا اوداسی کو دفع کرتی ہے جو ہماری طبیعت کو افسردہ اور ہمارے
جوشون کو دبا دیتی ہے تو ہم مین ہر شخص کو اس بات سے خبردار رہنا چاہئیے کہ زندگی کے ایسے لطف
سے حاصل کرنے مین ضرورت سے زیادہ دانشمندی صرف نہ کیجائے۔ لوگون کی تضحیک یا تمسخر
بنانے کی قابلیت اور باتون باتون مین کسی کو بنانا بیشک تنگدل اور غیر فیاض طبیعت کی صفت
ہے۔ جس نوجوان کی طبیعت مین اسطرف میلان ہوتا ہے وہ ترقی کے تمام ذریعون سے محروم
ہوجاتا ہے۔ کوئی شخص بے عیب نہین ہوتا بلکہ جتنے بڑے بڑے ممتاز لوگ ہوتے ہین اوتنے ہی
اونمین بڑے بڑے عیب پائے جاتے ہین۔ لیکن کیا یہ بُری بات نہین ہے کہ ہماری نظر انسان کے قیمتی
اوصاف پر تو جاتے نہین اوسکے عیوب پر ہمارا خیال جم جاتا ہے۔ محاسن سے بڑھکر معایب پر
غور کرتے ہین۔ اپنی لیاقتون کے بڑھانے کا تو ہمین خیال نہین ہوتا اورون کی تفریح کے لیے
اوس غریب کو بناتے ہین۔ اکثر اوقات یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ وہ لوگ جو اورون کو مسخرا
بنانے مین نہایت قابل ہین وہ خاص اپنی ذات مین کسی کمال کے پیدا کرنے کی کوشش نہین کرتے
جس طرح بہت سے مشہور نکتہ چین ایسے ہین جنکے قلم سے کسی کی نسبت کوئی اچھی سطر کبھی نہین
نکلتی۔ اوسی طرح سے ایسے بہت سے قابل تعریف مسخرے ہین جو دوسرون کے کسی ادنی عیب
یا نقص کو بھی نہین چھوڑتے اور اچھی ذراسی خوبی پر بھی نظر نہین کرتے۔ وہ کمبخت لوگ جن مین

خفیف سی زندہ دلی ہوتی ہے۔ عوام الناس مین ان ہی ذریعون سے اکثر شہرت پا جاتے ہین اور ممتاز و برگزیدہ اشخاص سے بڑھ کر اُنکا عروج ہوتا ہے۔ اگر لوگون کو گناہ یا بدی سے بچانے کے لیے تمسخر کی قابلیت صرف کیجاتی تو خیر وہ دُنیا کے کسی کام کی ہو سکتی تھی۔ لیکن بجاے اسکے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اکثر لوگ اپنی نیکی اور خوبی کی وجہ سے زیادہ بنائے جاتے ہین اور جتنے محاسن اور سنجیدہ صفات ہین اون ہی پر حملہ زیادہ کیا جاتا ہے۔ اگلے زمانہ مین بڑے بڑے کاملین گذرے ہین وہ ہمیشہ اپنی شریفانہ سادہ روش سے ممتاز رہے اور وہ اُن باتون سے محض اجنبی ہوا کرتے تھے جنکا رواج زمانۂ حال کی تہذیب مین بہت ہے۔ یہ بات دیکھنے کی ہے کہ ہم اس زمانے مین اگلے لوگون سے۔ شاعری۔ تصوری۔ فصیح البیانی فن تعمیر و دیگر علوم مین گرے ہوے ہین جو تحریر سے زیادہ ذہانت پر منحصر ہین۔ مگر ذٔمل قافیے۔ ہنسی۔ ٹھٹھے۔ تمسخر۔ اور اور باتون مین اون سے بڑھ گئے ہین۔ ہم اس زمانے والون مین ٹھٹھول زیادہ پاتے ہین اور اگلے لوگون مین سنجیدگی۔ اور خوش فہمی۔ ہم اس مضمون کو اسقدر اور بیان کرنے کے بعد ختم کرینگے کہ جب کھیتون اور مرغزارون مین پھول کھلتے اور درختون مین شگوفے نکلتے ہین تو اوسوقت ہنسی کا استعارہ اون کی نسبت ہر زبان مین استعمال کیا جاتا ہے یہ بات اور کسی مین نہین پائی جاتی ہان مگر اوس استعارہ مین جو آگ اور جلنے کی نسبت جب وہ عشق کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہنسی کو بالطبع ایک عمدہ فعل سمجھتے ہین۔

عادت

"عادت ایک دوسری طبیعت ہے" یا "العادت کالطبیعت الثانیہ" جسے ہم اکثر آدمیون کے منہ سے سُنتے ہین اوس سے بہتر کوئی معنی خیز مشہور مثل نہین ہے۔ فی الحقیقت اس سے آدمی نیا ہو سکتا ہے اور جو رغبتین اور قابلیتین وہ لیکر پیدا ہوا تھا۔ اون کے خلاف رغبتین اور قابلیتین حاصل ہو سکتی ہین۔ ڈاکٹر پلاٹ صاحب نے اپنی "ہسٹری آف اسٹفرڈ شائر" یا تاریخ

استفرڈشائر مین ایک فاترالعقل کا قصہ اسطرح لکھا ہے کہ اتفاق سے اوسکی بود و باش ایسے مقام پر تھی جہان گھڑی کی آواز آیا کرتی تھی۔ جب گھڑی بجتی تو یہ شخص گھنٹون کو گن کر خوش ہوا کرتا تھا۔ اوس گھڑی پر اتفاق سے ایسا حادثہ پڑا کہ وہ بگڑ گئی۔ مگر یہ شخص بلا اوسکی مدد کے اوسی طرح گھنٹہ بجاتا اور اوسکو شمار کرتا رہا جس طرح اوسوقت جب گھڑی درست تھی۔ گو میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ مین اس حکایت کو صحیح ثابت کرون۔ مگر تاہم یہ تو بہت صحیح ہے کہ عادت بلا ارادہ فعل کرنے کا اثر جسم و نیز ایک عجیب اثر طبیعت پر ڈالتی ہے۔ مین اس پرچہ مین اس عجیب اثر کو جو عادتِ انسانی طبیعت پر ڈالتی ہے بیان کرون گا۔ اور اگر اوسپر ٹھیک ٹھیک غور کیا جائے تو معاشرت کے بہت سے مفید قاعدے معلوم ہون گے۔ مین عادت کی جس بات پر یہان غور کرون گا وہ اوسکی حیرت انگیز تاثیر ہے جس سے ہمین ہر شئے خوشگوار معلوم ہوتی ہے۔ جس شخص کو کسی کھیل یا جوے کی لت پڑ جاتی ہے پہلے تو اوسکو اوس سے بہت کم لطف آتا تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ اوسکا شوق بڑہ گیا ہے کہ وہ اوسے اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتا ہے۔ جب کوئی شخص گوشہ نشینی اختیار کرتا یا کاروبار مین مصروف رہتا ہے تو اسکو ان دونون یا تون سے یکایک کچھ ایسا انس پیدا ہو جائے گا کہ اوسمین اوس چیز سے لطف اوٹھانے کی بالکل قابلیت باقی نہ رہیگی جسکو چھوڑے ہوے اسے ایک مدت گذر چکی ہوگی۔ یہ ممکن ہے کہ انسان اتنی تما کو شراب پیے یا ناس لے کہ اوسکا وقت اوسکے بغیر کٹتے ہی نہین۔ اور اسیات کے بیان کرنے کی تو کچھ ضرورت نہین جس قدر ہم کسی خاص فن یا حکمت کی کتابون کے مطالعہ مین مصروف ہوتے ہین اوتنی ہی ہمین خوشی ہوتی ہے۔ پس پہلے جو مشغلہ تھا وہی اب آخر کو سامان راحت ہو گیا۔ ہمارے مشاغل بدل کر ہماری دلچسپی کے سامان ہوتے ہین۔ طبیعت کو جس شے کی عادت پڑتی ہے وہ اُسی کی شائق ہو جاتی ہے وہ اُن راہون سے بیدلی کے ساتھ پھرتی ہے جہان وہ چہل قدمی کیا کرتی تھی۔ نہ صرف وہی افعال جنکی پروا ہم پہلے نہین کرتے تھے بلکہ وہ بھی جو مکلف ہین عادت اور مشق سے خوشگوار ہو جاینگے۔ سر فرانسس بیکن نے اپنی طبیعیات مین لکھا ہے کہ جو چیزین پہلے باعث نفرت تھین اون سے بڑہ کر کسی اور سے حظ نہین ہوتا۔ وہ کلارٹ یا بادۂ احمر قہوہ و دیگر مشروبات کی خاص مثالین پیش کرتے ہین جنھین چکہتے وقت ذائقہ بہت کم پسند کرتا ہے۔ لیکن اگر ایک بار بھی

مزہ مل گیا تو وہ زندگی بھر باقی رہتا ہے طبیعت بنائی بھی ایسی ہی گئی ہے کہ کسی خاص مشق یا شغل کے عادی ہو جانے سے صرف اوسکی پہلی ہی مخالفت ہی نہین جاتی رہتی بلکہ اوسمین ایک طرح کا اُنس اور ایک قسم کی رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک صاحب نے جن سے بڑھ کر دوسرا ذہین شخص اس زمانہ مین پیدا نہین ہوا اور جنہین قدیم اخلاقی کتابون کی تعلیم دی گئی تھی۔ مجھے یقین دلایا تھا کہ جب اونھین مختلف رجسٹرون اور کاغذات کی تلاش و تفتیش کرنا پڑی تھی۔ تو گو پہلے یہ کام بہت بے لطف اور ناگوار معلوم ہوتا تھا لیکن آخر مین وہی اعلی درجہ کا عمدہ اور دلچسپ ہو گیا اور اونھون نے اوس کام کو ورجل[1] اور سسرو کی تصانیف کے مطالعہ پر بھی ترجیح دی۔ ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ مین نے یہان عادت کو یہ خیال نہین کیا ہی کہ وہ چیزون کو آسان ہی نہین بناتی بلکہ دلچسپ اور گو کہ اورون نے بھی اوسپر غور کرکے ایسی ہی باتین نکالی ہون مگر تاہم یہ ممکن ہے کہ اونھون نے اوس سے وہ فائدے نہ نکالے ہون جن سے مین اس پرچہ کو زینت دینا چاہتا ہون۔ اگر ہم فطرت انسان کے اس خاصہ پر بہت توجہ کے ساتھ غور کرین تو ہمکو بہت ہی عمدہ اخلاقی باتین معلوم ہون گی۔

پہلا فائدہ۔ ہم اوس طرز معاشرت یا تواتر افعال مین انسان کی ہمت کا پست کرنا گوارا نہ کرین جسے اوسنے غیرون کے پسند یا خاص اپنی ہی ضروریات کی وجہ سے پسند کیا ہے۔ یہ طرز معاشرت غالبًا پہلے اوسے ناگوار گذرا ہو مگر مشق اور استعمال سے صرف وہ کم تکلیف دہ ہی نہین بلکہ خوشگوار اور قابل اطمینان ہو جائے گا۔

دوسرا فائدہ۔ ہم ہر شخص کو اوس مقبول نصیحت کی طرف مخاطب کرینگے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ فیثاغورث نے اپنے شاگردون کو کی تھی اور جسے اوس فلسفی نے اوس مشاہدہ یا خیال سے ضرور لیا ہے۔ جسکی تصریح مین نے اس طرح سے کی ہے کہ "اوس قسم کا طریقہ معاشرت اختیار کرو جو نہایت عمدہ ہو اور عادت اوسے اعلی درجہ کا دلچسپ بنا دیگی" وہ لوگ جنکی حالتین اُن ہی کے کئے ہوئے طریق معاشرت کے پسند کرنے کی اجازت دینگے قابل معافی نہین۔ اگر وہ اس طرز زندگی کو اختیار نہین کرتے جسے اون کی عقل اعلے درجہ کا قابل تعریف کہتی ہے

[1] روم کا ایک نامور شاعر جو شہنشاہ آگسٹس کے زمانہ مین تھا۔ یہ پیدایش حضرت عیسی سے ۷۰ برس قبل پیدا ہوا اور ۱۹ برس قبل گذر گیا

کسی موجودہ میلان طبیعت سے بڑھ کر عقل کو ماننا چاہیے۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے عقل آخرکار رغبت پر غالب آئے گی۔ ہرچند کہ ہم کبھی عقل کو مطیع رغبت ہونے پر مجبور نہین کر سکتے۔

تیسرا فائدہ - یہ خیال پہلے سرے کے شہوت پرست اور بیدین شخص کو اُن تکلیفات اور مشکلات کے بھول جانے کی تعلیم دے گا جو اوسکو نیکی کرنے سے باز رکھ سکتی ہین۔ ہاسیٹڈ[1] کہتا ہے۔ دیوتاؤن کی راہ مین محنت کو ہٹا دیا ہے۔ نیکی تک پھونچنے کا راستہ پہلے تو ناہموار اور دشوار گزار ہوتا ہے لیکن جب ہم اوس سے بڑھتے ہین تو وہ زیادہ ہموار اور آسان ہو جاتا ہے۔ جو شخص اس راہ پر ثابت قدمی اور استقلال سے چلتا ہے اوسکو تھوڑی ہی دیر مین معلوم ہو جائے گا کہ اُسکے تمام رستون مین خوشی اور تمام کوچون مین امن ہے۔ اس خیال کے پھیلانے کی غرض سے مین آگے چل کر بیان کرونگا کہ مذہب پر عمل کرنے سے صرف وہی خوشی نہ ہوگی جو ان افعال سے فطرتاً ہوا کرتی ہے جنکے ہم عادی ہوتے ہین بلکہ وہ ضرورت سے زیادہ دلی مسرتین حاصل ہونگی جو ایسی مسرت سے واقف ہونے۔ عقل پر چلنے اور خوشگوار حیات اَبدی کی توقع سے پیدا ہوتی ہین۔

چوتھا فائدہ - مین نے جو بات طبیعت انسان پر غور کرکے پیدا کی ہے اوس سے ہمکو یہ سبق مل سکتا ہے کہ جب کوئی باقاعدہ طرز معاشرت اختیار کر چکین تو ہم اس امر سے خاص کر خبردار رہین کہ بغیر دلچسپیون اور تفریحون مین ضرورت سے زیادہ مصروف نہون اسلیے کہ افعال حمیدہ کی لذت دل سے یکایک جاتی رہتی ہے اور رفتہ رفتہ وہ مسرت جو طبیعت کو اپنے فرض کے ادا کرنے مین ہوتی ہے بدل کر زیادہ بیکار اور ادنےٰ درجہ کی تفریح ہو جائیگی۔ آخری فائدہ جو ہم اس قابل تعریف خاصہ فطرت انسان اور اُن افعال کے لطف سے جنکی عادت پڑ چکی ہے حاصل کرینگے۔ یہ ہے کہ اگر ہم دوسرے عالم کی مسرتون سے لطف اُٹھانا چاہتے ہین تو اس بات کو دیکھائین کہ اس زندگی مین نیکیون کی عادت ڈالنے کی کس قدر اشد ضرورت ہے۔ مسرت ابدی جسے ہم بہشت کہتے ہین اُن طبایع کو نصیب نہین ہو سکتی جنمین اسکی قابلیت نہین۔ ہم سچائی اور نیکی کا ذائقہ اس دنیا مین ضرور چکھہ سکتے ہین۔ بشرطیکہ ہم اس قابل ہون کہ ہم اس علم و کمال کی لذت

---

[1] ایک قدیم یونانی شاعر جو حضرت عیسیٰ سے قبل دسوین صدی مین تھا +

اوٹھائین جو ہمکو اِس عالَم مین محظوظ کرینگے۔ اُن روحانی مسرتون اور عیش و نشاط کے تخم جو دوا ما روح مین نشو و نُما پانے والے ہین۔ لازم ہے کہ موجودہ حالت امتحان مین بوئے جائین۔ مختصر یہ کہ بہشت کو صرف جزا ہی نہین بلکہ مذہبی زندگی کا نتیجہ لازمی سمجھنا چاہیئے۔ برعکس اوس کے وہ خباثت جو عادت مستمرہ کی وجہ سے۔ مستی۔ شہوت۔ کینہ۔ بغض آمیز عوض۔ خیر و معدلت اور پسندیدہ اوصاف سے ہرب کے لباس مین خلقی طور پر جسم مین حلول کر گئے ہین۔ تکلیف پہونچانے اور مصیبت مین پھنسانے کے واسطے مستعد ہین۔ اون کی اذیتون کی بناء اونمین پڑ چکی ہے اگر ہم یہ نہ مان لین کہ پروردگار عالم اون کو نئے سر سے بنائے۔ اور اون کی قابلیتون کی اصلاح مین اعجاز قدرت دکھائے گا تو وہ جسم سے جُدا کیئے جانے پر کبھی خوش نہین ہو سکتے۔ اون کو اِس عالم مین فی الحقیقت اُن افعال سے جنکے وہ عادی ہین ایک طرح کی کینہ آمیز خوشی ہو گئی۔ لیکن جب وہ اُن تمام چیزون سے نکالے جائینگے جن سے اون کو خوشی ہو سکتی ہے تو اون کو اپنی ہی ذات سے اذیت پہونچے گی اور انھین اُن عادات سے جو صحیفۂ مقدس کی اصطلاح مین وہ کیڑا ہے جو کبھی نہین مرتا تکلیف ہو گی۔ طبیعت کو بہشت و دوزخ کا یہ خیال ایسا اطمینان بخش ہے کہ یہی چند نہایت ہی ممتاز بت پرستون کو بھی گذرا تھا۔ اِسی خیال کو آخری زمانہ کے بہت سے مشہور دینداروں بالخصوص لاٹ پادری ٹیلاٹسن۔ اور ڈاکٹر شیرلاک صاحب نے ترقی دی تھی۔ لیکن کسی نے بھی اوسکی نسبت ایسے عمدہ خیالات پیدا نہین کیئے جیسے کہ ڈاکٹر اسکاٹ صاحب نے کرسچین لائف کی پہلی جلد مین اور یہ کتاب اُن تمام کتابون مین جو ہماری یا کسی اور زبان مین لکھی گئی ہین نہایت عمدہ اور دینداری کے لیئے ایک اعلیٰ درجہ کی دلیل ناطق ہے۔ اِس عمدہ مصنف نے دِکھایا ہے کہ کِس طرح پر ہر ایک خاص عادت اور نیکی کی خصلت بہشت یعنی حالت مسرت ابدی کو اوس شخص کے دل مین پیدا کرے گی جو اوسکی عبادت کرے گا۔ اِسی طرح سے برعکس اِسکے بُرائی کی عادت اور خصلت اوسکے حق مین کیونکر دوزخ بنجائیگی جسمین یہ آپ مبتلا رہتا ہے ✣

جنبہ داری کی جھوٹی باتین

فلاطون نے ذاتِ باری کی جو تصویر کھینچی ہے کہ سچائی اوسکا جسم ہے اور نور سایہ۔ تو گویہ
بہت ہی خیالی سہی مگر اوسمین کچھہ نہ کچھہ بلند پروازی ضرور ہے۔ اِس تعریف کے بموجب کوئی
بات طبیعت الٰہی کے اتنی خلاف نہین ہوسکتی جتنی کہ خطا اور جھوٹی بات۔ تابعین فلاطون
کو باری تعالےٰ کی غلط اور جھوٹ بات سے مخالفت کا ایسا صحیح خیال ہے کہ وہ سچ کو اوس
نیکی سے کچھہ کم ضروری نہین سمجھتے جو انسان کی روح کو ایک جُدا حالت سے لُطف اوٹھانے
کے قابل کرتی ہے۔ یہی تو سبب ہے کہ جس طرح انھون نے پسند کو آئندہ زندگی کے لائق
اور خوشگوار بنانے کے لیئے۔ اخلاقی فرائض کی راے دی ہے اوسی طرح ادراک کے پاک صاف
کرنے کو بہت سے تصوّرات اور حکمتین بتائی ہین۔ فلاطون نے دلائل ریاضی کو مسہلات روح
کہا ہے جو غلطی سے پاک اور اوسمین سچائی کا ذائقہ پیدا کرنے کے واسطے اعلےٰ درجہ کی مناسب
تدبیرین ہین۔ سچائی ادراک کی قدرتی غذا اور پرورش ہے جس طرح کہ نیکی پسند کی تکمیل
اور آسودگی۔ ایسے بہت سے مصنّف ہین جھون نے جھوٹ کی نحوست دکھائی ہے اور اِس گناہ
کی سختی کو مناسب صورتون مین پیش کیا ہے۔ مین اِس مقام پر اِس جرم کی ایک خاص قسم
بیان کرونگا۔ جسکا ذکر کچھہ بہت زیادہ نہین ہوچکا ہے۔ یعنے کسی فریق کے جھوٹ بولنے کا مکروہ
رواج۔ آج کل یہ برائی ہم لوگون مین ایسی مستولی ہے کہ وہ شخص بے اصول سمجھا جاتا ہے
جو جھوٹ کے ایک خاص طریقہ کو رواج نہین دیتا۔ قہوہ خانے اُن ہی کی وجہ سے چلتے ہین۔
اخبارات اُن ہی سے آئے پڑے ہین۔ مشہور مصنفین کی بسر اوقات اُن ہی پر ہوتی ہے۔ ہماری
خوشی کی گفتگو مین یہ بلائین کچھہ ایسی سمائی ہوئی ہین کہ کسی فریق کی دروغ بیانی ایک
عمدہ تفریح اوسی طرح سمجھی جاتی ہے جس طرح کہ کوئی شخص مذاق سے کسی بات کی گرفت
کرے یا ہنسانے والا قصہ کہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر گفتگو کا یہ چشمہ خشک ہوجائے تو قوم کے بڑے بڑے
بولنے والے نصف کے قریب گونگے ہوجائین۔ اِس نفرت خیز رواج سے ہر حال مین ایک فایدہ
ضرور ہوتا ہے کہ سچائی کی اصلی صورتون پر اتنا کم لحاظ کیا جاتا ہے کہ آج کل جو جھوٹ باتین ہر طرف

کی نسبت سے جو اوس جرم مین شریک ہوتے ہین جرم اور اوسکی سزا کا بار جس قدر کسی خطاوار
جماعت کے ایک شخص پر پڑتا ہے اوسی قدر اوس تنہا آدمی پر گوار تکاب جرم مین کسی نے
اوسکا ساتھ نہ دیا ہو۔ مختصر یہ ہے کہ جرم بھی اوسی طرح بٹ جاتا ہے جیسے مادہ۔ گو اس مادہ
کے بہت سے حصے کیئے جاین تو بھی ہر حصہ مین اوس مادہ کا پورا جوہر ہوگا اور اوس
جوہر کے اوسی قدر جز ہر ایک حصہ مین ہونگے جتنے کہ قبل تقسیم پورے مادہ مین موجود تھے۔
دوسری بات یہ ہے کہ گو جماعتین جو کسی جرم مین شریک ہوتی ہین اوس جرم سے مستثنیٰ
نہین ہوسکتین۔ تاہم اوس جھوٹ کی شرم یا بدنامی سے بری ہوسکتے ہین۔ جھوٹ کی بدنامی
جب وہ کئی ہزار آدمیون مین بٹ جاتا ہے ایک طرح سے معدوم ہوجاتی ہے اسکی شان بالکل
ایسی ہے کہ جب کسی اعلےٰ درجہ کے سیاہ ٹنکچر یا عرق کا قطرہ بہت سے پانی مین ملادیا جاتا ہے
تو اوسکا رنگ بالکل غائب ہوجاتا ہے مگر اوسکا داغ اوس پانی مین ضرور باقی رہتا ہے۔ گو
یہ بات ضرور ہے کہ اوسمین نظر آنے کی قابلیت باقی نہین رہتی۔ فی الحقیقت بدنامی کی وجہ
ہر جماعت کے مجرم ارتکاب جرائم سے بچتے ہین۔ نہ اسلیئے کہ وہ جرائم اونکے ذاتی جوہر کے خلاف
ہوتے ہین بلکہ اون سے اون کی بدنامی ہوتی ہے۔ اس دلیل کی کمزوری ثابت کرنے کو
جو جرم کو گھٹاتی اور اوسے بالکل کالعدم نہین کرتی یہ بات کافی ہے کہ جس شخص پر اسکا اثر ہوتا
ہے وہ اپنے کو ایک بدنام ریاکار ظاہر کرتا ہے۔ نیکی کی ظاہری صورتون کو اوسکی اصلیت پر
ترجیح دیتا اور اپنی روش یا سلوک مین نہ تو اپنی ہی قوت ممیزہ کے صلاح نہ سچی عزت کے شمارہ
اور نہ اصول مذہب پر چلتا ہے۔ عام جھوٹ مین انسان کے شریک ہونے کی تیسری اور آخری
بڑی وجہ یا جیسا کہ آجتک مین اوسکی نسبت کہتا آیا ہون کسی جماعت کا جھوٹ گو وہ فریق
اوسکے جھوٹ ہونے کا قائل ہی کیون نہ ہو۔ ایک ایسے فریق کے حق مین نیکی کرنا ہے جسے ہر فریق
اعلےٰ درجہ کے قابل ایجر خیال کرتا ہے۔ اس اصول کی کمزوری اتنی دکھائی جاچکی ہے اور
بالعموم لوگ اوسے اتنا تسلیم کرچکے ہین کہ جو شخص اس اصول پر چلتا ہے وہ قدرتی مذہب یا
اصول ملت عیسوی سے ضرور بالکل ناواقف ہوتا ہے۔ اگر کسی کو یہ منظور ہے کہ اپنے ملک کی بہبودی
کو نہایت ہی بدنما تہمتون اور جھوٹی باتون سے ترقی دے تو ہم مین ایسے سرداران یا محبان قوم

تمام عیسائی دُنیا سے بڑھکر موجود ہین - جب پاپ سے یہ خواہش کی گئی کہ وہ طوفان مین جہاز کو نہ چلائے کیونکہ اوسکی جان کا خطرہ ہے تو اوسنے یہ جواب دیا " مجھے جہاز چلانیکی ضرورت ہے مگر جینے کی نہین " - اسی طرح سے ہر شخص اپنے دل مین یہ کہہ سکتا ہے کہ میرا فرض منصبی ہے کہ مین سچ بولون - گو یہ میرا فرض نہین ہے کہ مین کسی خدمت پر مامور ہون ایک مذہبی پیشوا نے اس بات کو یہانتک بڑھایا ہے کہ اوںھون نے یہ کہدیا کہ وہ کبھی جھوٹ نہ بولین گی - گو اونھین جھوٹ بولنے سے بہشت ملنے کا بھی یقین ہو جاے -

چاہے اس قول مین کتنا ہی مبالغہ کیون نہو - یہ بات تو ہر شخص معقولیت کے ساتھہ کہہ سکتا ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولے گا - گو نہ بولنے سے اوسکو دوزخ ہی کیون نہ ملتی ہو - یا آپ اس جملہ کو زیادہ تہذیب کے ساتھہ اس طرح بیان کرین کہ وہ کسی براے نام انعام کی طمع مین جھوٹ نہ بولے گا گو اوسے ضایع کرنے کا خطرہ پانے کے امکان سے زیادہ ہو -

---

قناعت

مین ایک بار " راز عظیم " کے متعلق ایک " روسیکروشین[1] " سے گفتگو کر رہا تھا - چونکہ اس قسم کے لوگ پلّے سرے کے فلسفی اور سرگرم ہوتے ہین (میری مراد اُن سے ہے جو کھلے ریاکار نہین ہوتے) اسلیئے اس شخص کی گفتگو جو اپنے فرضی کشف کی تعریفین بہت بڑھ بڑھ کے کر رہا تھا دلچسپ تھے - اس شخص نے اوس " راز عظیم " کی نسبت یہ بیان کیا کہ وہ ایک روح ہے جو زمرد مین رہتی اور ہر شئے کو جو اوسکے قریب ہوتی ہے زمرد کے رنگ مین بدرجہ کمال تبدیل کر دیتی ہے - وہ کہتا ہے " اس سے آفتاب مین روشنی ہیرے مین آب اور ہر دھات مین جلا پیدا ہوتی ہے - یہ سیسہ مین سونے کے خواص پیدا کرتی ہے - یہ وہ چیز ہے کہ دھوین کو بڑھا کر مشتعل اور شعلہ کو منوّر اور نور کو مستضی بنا دیتی ہے مزید بران اگر اوسکا ایک بھی تار شعاع کسی پر جا پڑے تو اوسکا تمام الم اور اوسکی فکر و مراقبت

---

[1] یہ ایسے لوگون کا فرقہ ستر ہوین صدی مین تھا جنکی جرمن مین خروج کیا یہ سب فلسفی تہے اور ہر شئے کو کیمیائی اجسام اور قلب ماہیت مین صحیح خیال کرکے

جاتی رہے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ چیز جس جگہہ موجود ہوتی ہے اوسمین خاصیت بہشت پیدا کر دیتی ہے، جب وہ کچھہ دیر تک اس قسم کی خلاف قیاس یاوہ گوئی کر چکا تو مینے اوس سے یہ بات نکالی کہ وہ اپنی تقریر مین اخلاقی و نیز فطرتی خیالات کو شامل کر دیتا اور اوس کا "راز عظیم" قناعت کے سوا اور کچھہ نہ تھا۔ فی الحقیقت اس صفت سے ایک حد تک وہ تمام تاثیر پیدا ہو جاتے ہین جنہین کیمیا گر سنگ پارس سے تعبیر کرتے ہین۔ اگر اس سے دولت ہاتھہ نہین آتی تو دولت کی خواہش باقی نرہنے سے وہی بات حاصل ہو جاتی ہے۔ گو وہ انسان کے نفس ذہن کی بیقراری جسم کی اذیت۔ دولت کی فکر کو بالکل دور نہین کر سکتی۔ تاہم اس سے سکون تو ضرور پیدا ہو جاتا ہے۔ جسمین یہ صفت ہوتی ہے اوسکی روح پر اسکا مہربانی آمیز اثر لازمی طور پر پڑتا ہے۔ اس سے اوس ذات باری کی شکوہ و شکایت موقوف ہو جاتی ہے جسنے دُنیا مین اعمال کے لیئے بھیجا ہے۔ اس سے جس گروہ مین وہ رہتا ہے اوسکے ساتھہ بے محل اولوالعزمی اور میلان معاصی دفع ہو جاتا ہے۔ اس سے انسان کی گفتگو مین شیرین بیانی اور تمام خیالات مین دائمی سنجیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ منجملہ بہت سے طریقون کے جو اس خوبی کے حاصل کرنے مین کارآمد ہو سکتے ہین صرف دو طریقون کو ذیل مین بیان کرونگا۔

پہلا طریقہ یہ ہے کہ انسان ہمیشہ اسبات پر غور کرے کہ اوسکے پاس حاجت سے کس قدر زائد ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ جتنا ناخوش در اصل اب ہے اوس سے کسقدر زیادہ ہو سکتا تھا۔ انسان کو سب سے پہلے ہمیشہ اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ اوسکے پاس حاجت سے کتنا زائد ہے۔ مجھے اس جواب کے پڑھنے سے بہت خوشی ہوئی جو ارسٹی پس نے اوس شخص کو دیا جسنے کھیت کے نکل جانے پر اوسکی غمخواری کی تھی۔ اوسنے کہا۔ کیون۔ میری پاس اب بھی تین کھیت ہین۔ اور تمھارے پاس صرف ایک۔ پس مجھے تمھارے حال پر افسوس کرنا چاہیے نہ تمکو میری حالت پر۔

برعکس اسکے احمق لوگ اوس چیز سے بڑھ کر جو اون کے پاس موجود ہوتی ہے اوس شی کا خیال کرتے ہین جو ضایع ہو جاتی ہے وہ اپنے سے زیادہ امیر کی حالت پر غور کرتے ہین اور اون لوگون کو نہین دیکھتے جو اُن سے بڑھ کر مبتلائے مصیبت ہوتے ہین۔ زندگی کے

تمام اصلی مزے اور لطف محدود ہین مگر انسان کا مزاج اس قسم کا ہوتا ہے کہ اوسکی نظر ہمیشہ
ترقی پر رہتی ہے اور وہ اوس شخص کی طرح جان لڑاے دیتا ہے جسنے عزت و دولت مین
ترقی کی ہے۔ اسی دلیل سے۔ چونکہ جنکے پاس حاجت سے زائد دولت نہین ہوسکتی وہ صحیح
طور پر امیر نہین کہے جاسکتے اسلیے کہ کسی زیادہ شایستہ قوم مین امیر نہین ہوتے۔ بلکہ متوسط
لوگ امیر ہوتے ہین۔ جنکی خواہشات دولت کے اندازے سے زائد نہین ہوتین یعنی جتنی چادر
ہوتی ہے اوتنا ہی پانون پھیلاتے ہین۔ اون کے پاس اون کے اندازہ سے زیادہ دولت
لطف زندگی کے لیئے ہوتی ہے۔ زیادہ ذی عزت لوگون کے ٹھاٹھ امیرانہ ہوتے اور وہ ہمیشہ
محتاج ہی رہتے ہین اسلیئے کہ بجاے اسکے کہ وہ دائمی لطف زندگی پر قناعت کرین وہ تراش
خراش مین ایک دوسرے سے بڑھ جانا چاہتے ہین۔ سمجھہ دار لوگ بہت دلچسپی کے ساتھہ ہمیشہ
اوس احمقانہ کھیل کو دیکھا کرتے ہین جو اونکے سامنے ہوا کرتا ہے اور وہ اپنی خواہشات کو کم
کرکے اوس اطمینان مخفی کے مزے اوٹھاتے ہین جنکی تلاش مین ہمیشہ اور لوگ رہا کرتے ہین
سچ ہے کہ یہ خیالی مسرتون کا مضحکہ آمیز شکار بلا مزاحمت پورے طور پر نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اس سے
وہ خرابیان پیدا ہو جاتی ہین جو عموماً قوم کو بیکار کردیتی ہین۔ کسی کی جائداد چاہے کتنی
ہی کیون نہو مگر ہے وہ مفلس۔ اگر اپنی جائداد پر بسر اوقات نہین کرتا اور خلقی طور پر اپنے
کو دوسرے آدمی کے ہاتھہ نیچے ڈالتا ہے جو اوسکے پورے پورے دام لگاتا ہے۔ جب۔ پی ٹی
کس۔ کو بعد وفات اپنے بھائی کے جو اوسکے واسطے ایک معقول جایداد چھوڑ مرا تھا۔ لائیڈیا کے
بادشاہ نے بہت سا روپیہ عنایت کیا شخص مذکور نے بادشاہ کی اس عنایت کا شکریہ تو ادا کیا
لیکن ساتھہ ہی اسکے یہ بھی کہا کہ اوسکے پاس نصف سے زائد ایسی دولت ہے جسکی نسبت وہ
نہین جانتا کہ کیا کرے۔ المختصر۔ قناعت۔ دولت۔ اور عیش افلاس سے مساوی ہے۔
اس خیال کو زیادہ پسندیدہ بنانے کے لیئے یہ کہا جائے جیسا کہ حکیم سقراط کہتا ہے۔ کہ۔ قناعت
قدرتی دولت ہے۔ اور مین اپنی طرف سے اسمین اتنی بات اور ملاتا ہون۔ اور عیش مصنوعی
یا خود انسان کا بنایا ہوا افلاس۔ پس مین اُن صاحبون کو جو ہمیشہ بے ضرورت اور خیالی
مسرتون کی فکر مین رہتے ہین اور اپنی خواہشات کے گھٹانے کی تکلیف کبھی گوارا نہین فرماتے

یا آئی ان- فلسفی کے اس مقولہ پر غور کرنے کا مشورہ دون گا- وہ مقولہ یہ ہے- کہ جو اعلےٰ درجہ کی آرام وآسایش کی فکر مین رہتا ہے اوس سے بڑھ کر کوئی شخص مشوش نہین ہوتا- دوم یہ کہ ہر شخص کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جتنا ناخوش وہ دراصل اب ہے اوس سے کس قدر بڑھ کر ہو سکتا تھا- پہلا خیال اُن سب لوگون کی نسبت سے جنھین آسودہ ہونے یا چین کرنے کے ذرایع حاصل ہین- اور یہ اُن سے تعلق رکھتا ہے جو کسی مصیبت مین مبتلا ہین- ان کو اس مقابلے سے تسکین ہو سکتی ہے- جو مصیبت زدہ- اپنے اور دوسرے کے درمیان کر سکتا ہے یا اُن مصایب کا جنھین وہ اوٹھا رہا ہے اُن زیادہ بڑے مصائب سے مقابلہ کر کے جو اوسپر پڑ سکتے ہین- مین اوس ایماندار ڈچ کے قصہ کو پسند کرتا ہون- جسکی ٹانگ جہاز کے مستول سے گر کر ٹوٹ گئی تھی اور اُسنے اُن لوگون سے جو اون کے پاس کھڑے تھے کہا تھا کہ خدا نے بڑی خیر کی کہ گردن نہین ٹوٹ گئی- چونکہ مین اب لوگون کے مقولے کا حوالہ دیتا ہون- اسلیے آپ مجھے اس قصہ مین اوس بوڑھے فلسفی کے مقولہ کو شریک کرنے کی اجازت دیجیے جسنے چند دوستون کو مہمان بلایا- اور اوسکی زوجہ نے اوسے پریشان کر دیا تھا- وہ کمرے کے اندر غصہ مین بھری ہوئی آئی اور جو دسترخوان مہمانون کے سامنے چنا ہوا تھا اوسے اولٹ دیا وہ کہتا ہے- ہر شخص پر آفت نازل ہوتی ہے اور وہ بڑا خوش قسمت ہے جسپر اس سے بڑھ کر آفت نہ آئی ہو- ڈاکٹر ہمنڈ[1] صاحب کی حیات مین جسے بشپ فل[2] صاحب نے لکھا تھا اس قسم کی مثال موجود ہے- اس نیک آدمی کو مختلف امراض تھے- جب اوسے نقرس کی بیماری ہوئی تو وہ خدا کا شکر کیا کرتا تھا کہ اوسے پتھری کا عارضہ نہین ہوا اور جب یہ مرض لاحق ہوا تو اوسنے اس بات کا شکریہ ادا کیا کہ دونون بیماریان ساتھ ساتھ نہین ہوئین- موجودہ حالت پر قناعت کرنے کی نسبت بہت سے فلسفیون کا تو یہ قول ہے کہ بے قناعتی سے صرف ذات کو ضرر پہونچتا ہے- ہماری حالت مین کسی طرح کا تغیر تبدل نہین ہو سکتا- بعض یہ کہتے ہین کہ جو آفت ہمپر آئی ہے اوسکی بنا احتیاج مہلک ہوتی ہے- اور یہ وہ احتیاج ہے جو دیوتاؤن کو بھی لاحق ہوا کرتی ہے-

---

[1] ایک فاضل پادری جو چارلس دوم شاہ انگلستان کے زمانہ مین تھا- ۱۶۰۵ع مین پیدا ہوا اور ۱۶۶۰ع مین مر گیا [2] ایک عالم پادری ۱۶۰۸ع مین پیدا ہوا اور ۱۶۶۱ع مین مر گیا-

تغیر کو بیان کرونگا جو تربیت مین موجود ہے۔ خاطرداری۔ پاس و لحاظ مروت اور بزرگداشت مع اپنی ظاہری صورتون اور تکلفات کے جنمین اونکا اظہار ہوتا ہے سب سے پہلے بنی نوع انسان کے زیادہ شایستہ گروہ یا طبقے مین رائج ہوئی تھین۔ اور ان لوگون کو جو درباردن اور شہرون مین رہا کرتے تھے بوجہ اون کے خلق اور ملنساری کے دیہاتیون سے (جو تمام موقعون پر گنوارپن اور سادگی سے کام کرتے ہاین) ممتاز رکھتی تھین۔ یہ آداب وطریقے روز بروز بڑھتے گئے۔ اور آخر مُکلف ہوگئے۔ وضعدار لوگون کو دقت ہونے لگی۔ اوتھون نے اونمین سے بہت سی باتین ترک کردین۔ گفتگو مین رومی مذہب کی طرح ایسی ظاہرداری اور تکلف پیدا ہوگیا کہ اصلاح اور زوائد کے نکالنے کی ضرورت پڑی۔ اور اسکی حاجت ہوئی کہ بات چیت پھر اپنی قدرتی لطافت اور سادگی پر آجائے۔ پس زمانہ موجودہ مین سادگی وضع اور برتاؤ مین بناوٹ نہونا۔ اعلےٰ درجہ کی تربیت خیال کیجاتی ہے۔ وضعدار دُنیا مین آزادی اور آسانی پیدا ہوگئی ہے اور ہمارے طریقے بہت آرام دہ ہوگئے ہاین۔ کوئی چیز اتنی باقاعدہ نہین معلوم ہوتی جتنی کہ پسندیدہ بے پروائی۔ المختصر۔ جہان اعلےٰ درجہ کی تربیت ہے وہان معمولی نظرون مین سب سے کم دکھائی دیتی ہے۔ اگر بعد اسکے ہم وضعدار دیہاتیون پر نظر ڈالتے ہاین تو ہم اون کے طریقے اور برتاؤ اگلے زمانہ کے سے پاتے ہاین۔ جب دیہاتی شایستہ لوگون کی وضع اختیار کرتے ہین تو وہ اونھین چھوڑ چکے ہوتے ہین۔ اور وہ بہ نسبت اوس شایستگی کے جو پہلے دربارون مین حکومت کرتے تھے اور اب دیہات مین پھیلی ہوئی ہے زیادہ تر فطرتی حالت کو اختیار کرتے جاتے ہاین۔ ایسا شخص جسے تہذیب لوگون سے ملنے کا کبھی اتفاق نہاین ہوا ضرورت سے زیادہ شایستہ ہونے کی وجہ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ ایک مُہذب دہقانی امیر آپ کو گھنٹہ بھر مین اوتنی ہی بندگیان کرے گا۔ جتنے کہ درباری ایک ہفتہ مین۔ افضلیت اور مرتبہ کی احتیاط۔ جو ان کی بیبیون کے جلسہ مین کیجاتی ہے اوتنا ہر درجہ کے امیر بیگمات کی مجلس مین نہین۔ دہقانی خلق یا شایستگی میرے سے مزاج کے آدمی کو بہت متکلف ہوتی ہے۔ خلیق دہقانی میرے قریب کی کرسی پر بیٹھتا اور چلنے مین یا تو سب کے آگے یا پیچھے جیسا موقع ہوتا ہے رہتا ہے۔ مین نے دیکھا ہے کہ میرے دوست سر راجر کے ہان آن تکلفات

اور مہمانون سے بیٹھنے کے لیئے اصرار کرنے مین اتنی دیر ہوتی تھی کہ کھانا بالکل ٹھنڈا ہو جاتا اور مجھے اپنے پرانے دوست کے حال پر دل سے افسوس ہوتا تھا۔ جب مہمان میز کے گرد بیٹھ چکتے تھے اور وہ اس بات پر مجبور ہو جاتا تھا کہ موافق اونکے مرتبہ اور عزت کے اُنکے جام تندرستی پینے کے واسطے اون کو منتخب کرے۔ آنسٹ ول وِیل صاحب جنہین ان تکلفات سے بری خیال کرنا تو اچھا ہوتا۔ مجھے اس قسم کی بہت تکلیف دیتے ہین۔ وہ صبح کا تمام وقت مچھلی کے شکار مین صرف کرتے ہین۔ وہ کبھی کھانا نہین کھائینگے جبتک میرے سامنے ہی نہ چُن لیا جاے گا۔ جب ہم لوگ دیوانخانہ سے باہر نکلتے ہین وہ ہمارے پیچھے دوڑتے ہین اور کل شب کو جب ہم کھیتون مین چہل قدمی کر رہے تھے تو چار دیواری سے باہر نکلنے کے جو زینہ ہین وہان وہ تھوڑی دیر تک کھڑے رہے اور آگے نہین بڑھے۔ جبتک کہ ہم وہان نہین پہونچ لیئے۔ اور جب مین نے اشارہ سے کہا کہ آپ ان زینون سے اوتر جایئے تو اونھون نے مجھ سے ایک سنجیدہ تبسم کے ساتھ یہ بات کہی کہ آپ یقیناً یہ سمجھتے ہین کہ ہم دیہاتیون مین تہذیب نہین ہے۔ تعلیم و تربیت مین ایک تغیر اور بھی ہوا ہے جسے وضعدارون کی گفتگو سے تعلق ہے اور جسکو مین سوا اسکے کہ غیر معمولی سمجھون اور کچھ خیال نہین کرسکتا۔ فی الحقیقت تربیت یافتہ آدمی کی ایک پہچان یہ بھی تھی کہ وہ بہت ہی شرم و حیا کے ساتھ ایسی باتون کو ادا کرتا جسمین کسی قدر فحش ہوتا تھا۔ اور گنوار آدمی جسے نزاکت بیان اور نازک خیالی سے کچھ بہرہ نہین ہوتا اپنے خیالات کو ایسے سادہ اور بے تکلف پیرائے مین ظاہر کرتا جو بہت صاف صاف اور خلقی ہوتا تھا۔ اس قسم کی شائستگی یا تہذیب غالباً حد کو پہونچ گئی تھی اسی وجہ سے گفتگو مین بہت تصنع اور تکلف پیدا ہو گیا تھا اور اسی باعث سے (جس طرح کہ ایک زمانہ کی ریاکاری دوسرے زمانہ مین بالعموم الحاد ہو جاتی ہے) گفتگو مین سابق بدستور اول درجہ کی زیادتی پیدا ہو گئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ مین ہمارے بہت سے قصباتی بھائی اور بالخصوص وہ لوگ جنھون نے فرانس مین چمک دمک پائی ہے۔ یا وہان کی تہذیب و شائستگی سے بہرہ یاب ہوئے ہین۔ ایسے بہت سے بھدّے غیر مہذب الفاظ اپنی زبان مین استعمال اور اسطرح سے باتین کرتے ہین کہ گنوار بھی اون کو سنکر شرما جائے۔ اس قسم کی بیہودہ تربیت جو شہر

کے بانکے ترچھے لوگون مین پائی جاتی ہے ابتک گانون مین نہین ہے اور چونکہ ایسے لوگون مین جو کوئی مذہب رکھتے یا شرم و حیا کا اظہار کرتے ہین اس بیہودہ طرز گفتگو کا قائم رہنا غیر ممکن ہے۔ لہذا اگر دیہاتی شرفا اسمین پڑگئے تو اونکے لیے یقیناً خطرہ ہے۔ اونکی تربیت بہت دیر مین اپنا اثر دکھائے گی۔ جب وہ یہ خیال کرینگے کہ اون کی گفتگو زندہ دل اور خوش مزاج لوگون کی سی ہے تو وہ شہوت پرست گنوار سمجھے جائینگے۔ تربیت کے متعلق جو دو باتین مین اوپر بیان کرچکا ہون وہ چال چلن اور گفتگو کی بابت ہین۔ اب تیسری بات لباس کے متعلق بیان کیجائے گی۔ اسمین بھی دیہاتی بہت پیچھے ہین۔ رنگین مزاج دیہاتیون نے ابتک وہ وضع ترک نہین کی ہے جو ریولیوشن[1] کے زمانے مین تھی۔ اور وہ لوگ گانون مین سُرخ کوٹ اور لیس دار ٹوپیان پہن کر سوار نکلتے تھے۔ اور عورات ابتک بہت سے حصون مین یہ کوشش کررہی ہین کہ ٹوپی کی اونچائی مین اپنی ہم صورتون سے سبقت لیجائین

بدگمانی

بدگمانی وہ درد ہے جو انسان کو اس خطرہ سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ شخص جسپر وہ جان دیتا ہے اوسکے برابر اوسے پیار نہین کرتا۔ اب چونکہ ہماری دلی خواہشات اور اندرونی شوق نظر نہین آتے اسلیے غیر ممکن ہے کہ بدگمان کو شک کی بیماری سے صحت کلی ہو۔ اوسکے خیالات شک و بے ثباتی کی طرف بالکل مائل ہوتے ہین اور اونہین کبھی مفید جانب سے مطمئن ہونے کی قابلیت نہین ہوتی۔ پس جب کوئی بات نہین کھلتی تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ میری تحقیقاتون مین اعلےٰ درجہ کی کامیابی ہوئی۔ بدگمان شخص کی مسرت اوسکی مایوسیون سے پیدا ہوتی اور اوسکی تمام عمر ایسے رازکے انکشافات مین رایگان جاتی ہے جو اوسکی خوشی کو اگر اوسے اتفاق سے حاصل ہو رایگان کردے۔ آتش عشق ہمیشہ اس دماغی حس کی ایک قوی وجہ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہی محبت جو

---

[1] یہان ریولیوشن سے مُراد انگلش ریولیوشن ہے۔ تاریخ انگلستان مین ریولیوشن اوس خاص انقلاب سلطنت کا نام ہے جو سنہ ۱۶۸۸ع مین ہوا تھا۔ جب ولیم سوم اور ملکہ میری تخت پر بیٹھے تھے *

اس بدگمان عاشق کی خواہشات کو متحرک اور عالم خیال مین محبوب کی صورت کو حسین ظاہر کرتی ہے اوسے یہ بھی باور کراتی ہے کہ اوسکی معشوقہ رقیبون کی طبیعت مین بھی وہی جوش پیدا کرتی اور تماشائیون کو ویسی ہی پیاری معلوم ہوتی ہے۔ جب غیر معمولی اُلفت سے اسطرح بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے تو وہ بالخاصتہً ایسی نازک مزاج ہوتی ہے کہ وہ ایسی چیز کے قبول کرنے سے جو مساوی درجہ کی محبت سے کم ہو نفرت ظاہر کرتی ہے۔ جس موقع پر ہمین یہ یقین نہین دلایا جاتا کہ محبت سچی ہے اور جانبین کو ایک ہی قسم کا اطمینان تو وہان اظہار محبت کے گرم گرم فقرے اور ظاہر داری کے ملائم سے ملائم الفاظ بھی ہماری تشفی نہین کر سکتے کیونکہ بدگمان عاشق کا یہ منشا ہوتا ہے کہ اوسکا معشوق اوسے ایک طرح کا دیوتا سمجھے۔ اگر اوسکے محبوب کے محسوسات محفوظ ہون تو اوسی سے اور وہی اوسکے تمام خیالات مین سمایا رہے۔ اگر معشوقہ کو کسی اور کے دیکھنے سے ایک اُلفت آمیز حیرت یا مسرت پیدا ہوتی ہے تو بدگمان عاشق اوس سے ناراض ہو جاتا ہے۔

جب فیڈرا اپنی معشوقہ سے تین دن کے لیئے جُدا ہونے لگا تو اوسنے اوس سے ایک درخواست کی جو ذیل مین لکھی جاتی ہے اور جسکی سادگی اور طبعی کیفیت کا ادا کرنا دشوار ہے۔

"ہجر مین بھی تمھارا ایسا ہی تمھارے ساتھ رہے۔ راتدن مجھی کو چاہو۔ ہمیشہ میری ہی راہ دیکھا کرو۔ مجھہ ہی کو خواب مین دیکھو۔ میرا ہی خیال رکھو۔ تمکو میری ہی خواہش ہو اور میری ہی آرزو۔ تم بالکل میری ہی ہو جاؤ۔ تم اپنا دل مجھہ ہی کو دو۔ کیونکہ میرا دل بالکل تمھارا ہے" بدگمانی ایسی بُری بیماری ہے کہ وہ اپنی تقویت کے لیئے تمام چیزون کی ہیئت تبدیل کر دیتی ہے۔ سرد مہری کا برتاؤ بدگمان کو شکنجہ مین کھینچتا اور یہ سلوک بے نفرت یا حقارت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اشتیاق آمیز برتاؤ سے شک و شبہہ پیدا ہوتے ہین اور اس سلوک کو بدگمان عاشق بیجا ظاہر داری اور بناوٹ خیال کرتا ہے۔ اگر اوسکا محبوب خوش اور بشاش نظر آتا ہے تو بدگمان عاشق کے نزدیک اوسکے تمام خیالات رقیب کی جانب مائل ہوتے ہین اور اگر وہ افسردہ ہوتا ہے تو البتہ اوسکو اوسی کا دھیان ہوتا ہی مختصر یہ کہ کوئی لفظ یا جنبش بے معنی نہین ہوتی جو اوسے روز نئے نئے بھیدون سے آگاہ نہ کرتی ہو۔

اوسکے شبہات کو قوی کرتی اور رازکے دریافت کرنے کے لیئے نئی نئی باتین سوجھاتی ہے۔
پس اگر ہم اوسکے دماغی حس کی تاثیرات پر غور کرین تو معلوم ہوگا کہ وہ حس بے انتہا محبت
کی بہ نسبت زیادہ تر ایک قسم کی سخت نفرت سے پیدا ہوا ہے کیونکہ اگر بدگمان شوہر کو مشتبہ
کرتے ہین تو مشتبہ بی بی سے بڑھکر کوئی اتنا مضطر اور بے قرار یقیناً نہین ہو سکتا۔ اس دماغی
حس مین بہت ناگوار یہ بات ہوتی ہے کہ وہ مشتبہ فریق کے الفاظ اور افعال کو ضرورت سے
زیادہ روک دیتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ روک دینے کے ساتھہ ہی یہ بات ظاہر کیجاتی
ہے کہ جو راے محبوبہ کی نسبت آپ نے قائم کی ہے اوس سے اوسکی ذلت ہے۔ مخالفت کے یہی دو
قوی سبب ہین۔ کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ یہ بدگمانی کا سب سے زیادہ خراب اثر نہین ہے ؟۔
بیشک ہے۔ کیونکہ اسکے نتیجے بہت مہلک ہوتے ہین۔ یہ بدگمانی مشتبہ فریق کو اُن جرمون کا
مجرم ٹھہراتی ہے جنکا نام سُنکر آپ ڈر جاتے ہین۔ جن لوگون کے ساتھہ بدسلوکی کیجاتی ہے اور
غلط اتہامات کی بنا پر اون کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے وہ فطرتاً کوئی اپنا دلی دوست اس غرض
سے ڈھونڈھ لیتے ہین کہ وہ اُنکا درد دکھہ سنے اور غمخواری کرے۔ اور اس طریقہ سے اُن کے
دل کا کچھہ بخار نکل جاے اور دلی شکایات کم ہون۔ علاوہ برین۔ بدگمانی عورت کے دل مین
کوئی ایسی بدگمانی ضرور پیدا کر دیتی ہے جو کسی اور حالت مین نہ ہوئی ہوتی اور ایسا خیال
بدقسمتی کا سما جاتا ہے جو رفتہ رفتہ طبیعت سے بے تکلف ہو کر ہواے نفسانی مین جوش پیدا کرتا
اور تمام حیا اوس خوف کو برباد کر دیتا ہے جو پہلے اوسکے خیال مین موجود تھا۔ یہ کچھہ تعجب کی بات
نہین اگر وہ عورت جو یہ سمجھتی ہے کہ میرا شوہر مجھسے بدگمان اور میری آبرو جا ہی چکی ہے اپنے
دل مین یہ ٹھان لے کہ وہ اُس مرد کے شک و شبہہ کے لیئے معقول وجوہ مہیا کر دے اور خود فعل
بد کی مرتکب ہو کر اوسکا لطف اوٹھائے۔ غالباً ایسے ہی خیالات تھے جنھون نے حضرت سلیمان
علیہ السلام کو اس نصیحت کی طرف متوجہ کیا جو اونھون نے شوہر کو کی ہے۔ " اپنی پیاری بی بی
سے بدگمان نہو اور اپنے خلاف کسی بُرے سبق کی تعلیم ندو " مین اُن اذیتون کے تذکرہ
مین جو اس دماغی حس سے پیدا ہوتے ہین۔ اس مقام پر ایک معمولی بات بیان کرون گا کہ جب
بدگمان لوگون سے وہ شخص جدا کر دیا جاتا ہے جسکی نسبت اونھین بدگمانی پیدا ہوئی تھی توبھی

اون سے بڑھکر کسی اور کو اتنا صدمہ نہین ہوتا۔ تب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اون کی محبت نہایت
جوش کے ساتھ پھر اُبھرتی ہے اور تمام شک وشبہہ جو پہلے اوس محبت کو دبائے ہوئے تھے
جاتے رہتے ہین۔ پھر اون کو اوس عورت کی خوبیان یاد آتی اور اوسے ملامت کرتی ہین کہ
اوتھون نے ایسی حور طلعت عورت کے ساتھ جو اوسکے پاس تھی کیسی بدسلوکی کی۔ اور
وہ سب ذرا ذرا سے عیب جو اوسے رہ رہ کر نکتہ چین کرتے تھے یا دسے بالکل محو ہو جاتے ہین اور پھر
کبھی اوسکو نظر نہین آتے۔ ہم جو کچھ اوپر بیان کر آئے ہین اوس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ
عاشق مزاجون کے دل مین سب سے بڑھکر بدگمانی کی جڑ گہری جمتی ہے اور جو لوگ اِس عارضہ مین
سب سے زیادہ مبتلا ہوتے ہین اون کی تین قسمین ہین۔ پہلی قسم کے وہ لوگ ہین جو اپنی
کسی کمزوری یا عیب سے واقف ہوتے ہین۔ خواہ وہ جسمانی ضعف ہو۔ یا کبر سنی۔ بدشکلی
یا بے علمی ہو۔ یا اسی طرح سے کچھہ اور۔ اپنے عیوب سے یہ لوگ ایسی اچھی طرح آگاہ ہوتے ہین
کہ اون کو اپنے اوپر اتنا بھروسہ بھی نہین ہوتا کہ وہ اپنے کو محبوب خیال کرسکین اور انہین
خاص اپنی ہی لیاقتون کی طرف سے کچھہ ایسی بے اعتباری ہوتی ہے کہ وہ رغبت جو اونکی
نسبت ظاہر کیجاتی ہے اونکو بدنما اور ایک طرح کی تضحیک معلوم ہوتی ہے۔ جب وہ پہلے آئینہ مین
اپنی صورت دیکھتے ہین تو اونکو شک گذرتا ہے اور کبھی چہرہ پر جھُرّی کے نظر آجانے سے اون کے
دل مین بدگمانی کانٹے کی طرح کھٹکنے لگتی ہے۔ وہ صورت دار جوان کو دیکھکر فوراً متوحش
ہوتے ہین اور ہر ایک نوجوان نگین آدمی اونکے خیالات کو اون کی بی بیون کی طرف متوجہ
کر دیتا ہے۔ دوسری قسم کے لوگ جو سب سے بڑھکر اِس دماغی مرض مین مبتلا ہوتے ہین وہ ہین
جنکے مزاج مین چالاکی۔ دُوراندیشی اور بے اعتباری ہوتی ہے۔ یہ نقص ٹھیک ٹھیک اون
تاریخون مین پایا جاتا ہے جنکے مصنف پالیٹشین یا مدبران ملکی ہوتے ہین۔ اُن کے نزدیک
کوئی بات اتفاق یا خیال باطل سے پیدا نہین ہوتی۔ وہ ہر فعل کو کسی سازش یا چالاکی سے
اخذ کرتے ہین۔ اسباب اور واقعات کی ایک بیرپا تدبیر نکالتے اور مجلس شورہ اور میدان جنگ کے
درمیان خط وکتابت قائم رکھتے ہین۔ اور اسیطرح سے نہایت پاکیزہ خیال لوگون کو بھی معاملات
عشق مین یہی بات پیش آتی ہے۔ وہ ہر اشارہ کے خاص معنی ٹھہرا لیتے اور ہر تبسم کو ایک نقش

خیال کرتے ہین - الفاظ و افعال کے نئے نئے معنی اور مفہوم پیدا کرلیتے اور اپنے ہی خیال مین خود ہی سمجھتیہ اذیت اوٹھایا کرتی ہین - یہ لوگ بھیس بدل کر کام کرتے ہین - اور اسلیئے جو باتین اورون سے ظاہر ہوتی ہین وہ اون کو بھی ریا یا ظاہرداری تصوّر کرتے ہین - پس مجھے یقین ہے کہ ہر بات کی اصلیت اور سچائی کو ان پاکیزہ خیال حضرات سے بڑھ کر کوئی کم نہین سمجھتا - اور یہ لوگ اپنے ادراک مین عجب طرح کے فطرتی اور خودپسند ہوتے ہین - اب دیکھیے یہ لوگ خیال کرتے ہین کہ جو بات انھون نے عورات کے بارہ مین نکالی ہے وہ بہت سوچ سمجھہ کے نکالی ہے - اور یہ جو آپ کے نفس پرست شریر لوگ ہین اونکا خیال یہ ہوتا ہے کہ جو واقفیت اون کو ہوئی ہے وہ تجربہ سے - یہ بات انکے دیکھنے مین آئی ہے کہ انھون نے غریب شوہر کو حیلون اور چالون سے ایسا گمراہ اور اپنی تحقیقاتون مین ایسا محو اور پیچیدہ سازشون مین ایسا حیران و سرگردان پایا ہے کہ اونکو عورت کے ہر فعل مین سازش کا گمان ہوتا ہے - اور خصوصاً جب وہ دو شخصون کے برتاؤ مین ایسی کوئی مشابہت پاتے ہین تو اونکے نزدیک وہ مشابہت ایک ہی ارادے پر مبنی ہوتی ہے اور اسلیئے یہ لوگ مشتبہ قرینون سے نتیجے مین آتے ہین اور اوسکے تمام پھیر پھار اور ایچ پیچ مین اوسکا پیچھا نہین چھوڑتے - وہ شکار کی گھاتون سے کچھہ ایسے واقف ہوتے ہین کہ وہ اون کو کسی طرح دھوکا دے کر یا لاتیا کر بھاگ نہین سکتا - علاوہ اسکے اونکی گفتگو اور واقفیت خراب عورتون ہی تک محدود ہوتی ہے - اور اسلیئے تعجب کی بات نہین ہے کہ وہ بالعموم ایک سرے سے سب کو ملزم ٹھہراتے اور عورات کی جنس کو ایک ہی قسم کی دغاباز تصوّر کرتے ہین - لیکن اگر وہ باوجود اپنے ذاتی تجربہ کے ان تعصبات پر غالب آئین اور بعض عورات کی نسبت عمدہ راے قائم کرلین تب بھی ان ہی کی نادرست خواہشین انکے دل مین نئے نئے شبہات پیدا کرینگی اور اون کو یقین دلائینگی کہ ان کی طرح اور مرد بھی ایک ہی قسم کا میلان رکھتے ہین - خواہ یہ یا اور وجوہات فائق ہون - بہرحال ہمکو امریکہ کی نئی تاریخون و تجربے سے جو ہمکو دنیا کے اس حصہ سے ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدگمانی شمالی ممالک مین نہین ہوتی بلکہ ان قومون مین سب سے بڑھ کر اسکی شدت ہے جو ناشیر آفتاب سے نہایت قریب ہین اور اس عورت کی بڑی کم نصیبی ہے جو منطقہ حارّہ مین پیدا ہوئی ہو - کیونکہ وہ بدگمانی کی نہایت گرم سرزمین ہے اور جب آپ شمال کیجانب

آتے ہین تو آب وہوا کے ساتھ جوش بدگمانی بھی سرد ہو جاتا ہے حتیٰ کہ آپ قطب شمالی مین اس قسم کی کوئی بات نہ پایئے گا۔ خود ہماری قوم کو بھی بہت بے اعتدالی کے ساتھ یہ بدگمانی ہوتی ہے اور اگر ہم بعض مین بدگمانی کی شدت پاتے ہین تو اونکی پیدایش ہمارے ملک کی نہین ہوتی بلکہ مزاج کے اعتبار سے ان کو یہان کی آب وہوا سے بڑھکر آفتاب سے قربت ہوتی ہے۔ اس بدگمانی کی کیفیت اور ان لوگون کا حال بیان کرنے کے بعد جو اسمین مبتلا ہوتے ہین۔ اس بات کا دکھانا مناسب ہوگا کہ کن ذریعون سے یہ جوش نہایت خوبی کے ساتھ گھٹ سکتا ہے اور وہ لوگ جو اس مرض مین مبتلا ہوتے ہین آرام پا سکتے ہین۔ بعض نقایص ایسے ہین جو فی الحقیقت زوجہ کے اختیار سے باہر ہوتے ہین وہ اُنھین دور نہین کر سکتے۔ اور شاید اُسکی نظر بھی اُنپر نہ جایگی۔ لیکن بدگمانی ایک ایسی چیز ہے جسکا علاج بالخصوص اوسی کے ہاتھون ہو سکتا ہے اور اس نقص کے رفع کرنے کی ہمت کرنے مین اوسکی پوری پوری حکمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ علاوہ برین اس امر کی وجہ سے اوسکو ترغیب یا ہمت ہوتی ہے کہ اوسکی تمام کوششین ناگوار نہ گذرینگی اور اوسکو معلوم ہوگا کہ اوسکے شوہر کے تمام شک و شبہہ جس قدر کم ہوتے جاتے ہین اوسی قدر اوسے اوسکے ساتھ محبت بڑھتی جاتی ہے۔ کیونکہ ہم پہلے بھی اس بات کو بیان کر چکے ہین کہ محبت اور بدگمانی ایسی باہم ملی ہوئی ہوتی ہین کہ اونکا ایک دوسرے سے جدا رہنا اچھا ہے۔

اہانت آمیز مضامین

ایسی کوئی چیز گورمنٹ کو بدنام کرنے والی اور عوام کی نظرون مین قابل نفرت نہین جیسے کہ اہانت آمیز اخبارات اور رسالے۔ اور ساتھ ہی اسکے ہجو نویس مصنف کا ہموار کرنا جتنا مشکل ہے اتنا کوئی کام نہین۔ ناراض مصنف جو خود کتاب کی صورت مین چھپ نہین سکتا۔ اپنے دل کا بخار اہانت آمیز تحریرات اور ہجویات کے پردے مین نکالتا ہے۔ ایک قصہ مین لکھا ہے کہ کسی نگیلی ضعیفہ نے اپنی جھریون کو ایک بڑے آئینہ مین دیکھ کر اسے زمین پر جل کر پھینکدیا۔ اور اُسکے

ہزارون ٹکڑے ہوگئے۔ مگر بعد اوسکے جب وہ اُن ٹکڑون کو ایک طرح کی کینہ آمیز مسرت کے
ساتھہ دیکھہ رہی تھی تو اوسکے دل مین ایک خیال گذرا اور وہ اپنے دل سے یون باتین کرنے لگی
"اِس کینہ آمیز حرکت سے مجھے کیا مِلا۔ صرف یہی ہوا کہ میری ہی مصورتیون کا شمار بڑہ گیا۔ اور
بجاے اسکے کہ مجکو ایک صورت نظر آتی اب سیکڑون بُری شکلین دکھائی دیتی ہین" یہ تجویز
قرار پائی ہے کہ جو شخص کوئی کتاب یا رسالہ لکھے وہ اِس بات پر مجبور کیا جاے کہ اپنے مصنف
ہونے کی قسم کھاے اور سرکاری رجسٹر مین اپنا نام درج کراے۔ فی الحقیقت اِس کارروائی سے
اُن اہانت آمیز تحریرات کا قرار واقعی انسداد ہوچکا ہوتا جو بالعموم فرضی نامون سے یا گمنام شایع
ہوتی ہین لیکن خوف ہوتا ہے کہ کہین اِس تدبیر سے اہانت آمیز مضامین کے ساتھہ علم کو بھی صدمہ
نہ پھونچ جاے۔ اسکا اثر بے ترتیبی کے ساتھہ ہوگا۔ اور غلّہ کے ساتھہ چارہ کے درخت بھی جڑ سے
اوکھڑ جائینگے۔ اعلے درجہ کی مشہور دینی کتابون کا تو ذکر ہی کیا جنکے مصنف گُمنام تھے۔ اور
جنھون نے ہمارے دِل مین مخفی طور پر ایسے کارِ خیر کا خیال پیدا کرنے مین اپنی لیاقت صرف کی ہے۔
ایسی کوئی عالمانہ تصنیف نہین جو پہلے پہل مصنف کے نام سے شایع ہوئی ہو۔ قبل اسکے کہ مصنف
اپنی کتابون کو اپنی مِلکیت ظاہر کرے۔ وہ بالعموم دُنیا مین اون کی آزمایش کرتا ہے اور مجھے
یقین ہے کہ جن لوگون مین لکھنے کی قابلیّت ہے اونمین کوئی بھی ایسا نہین جو کسی مضمون پر قلم
اوٹھاے گا اور اُسکو پہلے ہی سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ اپنی تصنیف کو ضرور شایع نہین کریگا۔ مگر
فلان فلان شرائط پر۔ میری سُنیے۔ مین اپنی نسبت یہ ضرور کہون گا کہ مین جو مضامین ناظرین
کے تذکرتا ہون اون کی مثال بالکل فیری فیورز[1] کی سی ہے اور وہ اُسی وقت تک باقی رہینگے
جبتک شایع نہ ہوجائینگے۔ اِن اہانت آمیز مضامین کی انسداد مین جو خاص بات مشکلین ڈالتی
ہے وہ یہ ہے کہ تمام فریق اوسکے یکسان خطاوار ہوتے ہین۔ اور ہر کمینہ طبیعت کے مصنف کو
بڑے آدمی شہہ دیتے ہین۔ جنکے فوائد یا اغراض کو وہ ایسے ذلیل اور بدنام کرنے والے طریقون
سے ترقی دیتا ہے۔ ہمنے اسوقت تک یہ کبھی نہین سُنا کہ کسی وزارت سے ایسے مصنف کو عبرت
کے لیئے سزا دی گئی ہو جسنے توہین اور جھوٹی باتون سے اوسکی جنبہ داری کی اور اُن لوگون کے

[1] تحفہ جات پری اسکاٹ لینڈ کے دیہاتے مین جہان پریون کا ذکر ہے وہان یہ بھی لکھا ہے کہ وہ قیمتی تحفہ دیتی ہین لیکن وہ جبھی تک ...

ساتھ بیرحمی کا برتاؤ کیا جو وزارت کے رقیب اور مخالف خیال کیئے جاتے تھے۔ اگر کوئی سلطنت اپنی ناراضی کا نہ چھوٹنے والا دھبہ کسی ایک بدنام مصنّف کو بھی لگا دے جو اوسکی خوشامد مین کسی مقابل فریق کو رسوا کرتا ہے تو ہم بہت جلد دیکھین کہ اُن موذیون کا خاتمہ ہو گیا۔ جنکی ذات سے گورنمنٹ کی توہین اور رعایا کی بدنامی ہوتی تھی۔ ایسی کارروائی سے وزیر سلطنت کا نام تاریخ مین روشن ہو گا اور ایسے لوگون سے تمام انسانی دلون مین اچھی خاصی کراہت یا نفرت پیدا ہو جائیگی جو بنی نوع انسان کے ساتھ ایسا نازیبا برتاؤ اور ایسی باتین کرتے ہین کہ خود اسکو بھی اپنے دشمنون کے ساتھ جنکے کرنے سے نفرت ہوتی۔ مین یہ خیال نہین کر سکتا کہ کوئی ایسا بھی نامنصف شخص ہو گا کہ جو کچھ مین نے بیان کیا ہے اوسے وہ یہ سمجھے گا کہ مینے کسی خاص فرقہ یا جماعت کے لیے لکھا ہے۔ ہر شخص جسمین عیسائیت یا شرافت کا حس ہے وہ ضرور اس مفسد اور بے فیض رواج سے سخت ناخوش ہو گا۔ جو فی الحال ہم لوگون مین اس کثرت سے ہے کہ وہ ایک طرح کا قومی جُرم ہو گیا ہے اور ہمکو ہماری تمام ہمسایہ قومون مین انگشت نما کرتا ہے۔ مین اعلےٰ درجہ کے عمدہ اہانت آمیز حملون کو جو خاص خاص لوگون پر کیئے جاتے ہین اور جنہین سچائی کی صورتین سکھائے رہتی ہین علامات بدنفسی اور نہایت ہی سنگین جرائم ضرور خیال کرون گا۔ اور شرا اون کی طرح رسوائی یا روسیاہی بھی مجسٹریٹ کے اختیار مین ہے نہ کسی خاص شخص کے۔ چنانچہ ہمین سسرو[1] کے ایک ناتمام رسالہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گو سلطنت جمہوریہ روم کے ٹولو ٹیبلز مین سزائے قتل نہ تھی تاہم توہین کرنے والے کو جو اورون کی عزت اوتارتا تھا سزائے موت دیجاتی تھی۔ لیکن یہ ہماری حالت سے بعید ہے۔ ہماری ہجو اور کچھ نہین صرف فحش اور وہ گپ ہے (جو لندن کے) بڑے پھلی بازار بلنگس گیٹ مین اوڑائی جاتی ہے۔ فحش گوئی کو سمجھتے ہین کہ لطیفہ گوئی ہے اور جو شخص نامون کو بڑے بڑے مختلف حرکیات یا فقرون مین ظاہر کرتا ہے اوسکی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اوسکا قلم ایسا ہے جس سے ہوشیاری ٹپکتی ہے۔ یہی تو باتین ہین جن سے خاندانون کی عزت و آبرو خاک مین ملائی جاتی ہے اور اعلےٰ عہدے اور بڑے بڑے

---

[1] روم کا ایک فصیح البیان مقرر۔ [2] روم کے مشہور بارہ قانون۔ ۳۰۲ برس قبل عیسیٰ علیہ السلام مجلس واضعان قوانین نے اُن سفیرون کے واپس آنے کے بعد یہ قوانین مرتب کیے گئے تھے جو سلطنت غیر کے قواعد و قانون کی تحقیق کرنے کو بھیجے گئے

خطاب لوگون کی نگاہون مین سُبک اور ذلیل ہو جاتے ہین - بد طینت اور جاہل لوگ اعلے
شریفانہ جوہر اور نہایت قابلِ فخر صفات کی تحقیر کرتے ہین - وہ شخص جو ہمارے فرقون سے کچھ بھی
واقف نہین ہوتا یا اپنا کام دُنیا مین ایسے وقت کرنا چاہتا ہے جبکہ ہماری موجودہ گرما گرمی
اور مخالفتین فرو ہین تو مین کہتا ہون کہ وہ اون فرضی آدمیون کا حال اُن تقاریظ آمیز
مضامین مین پڑھ کر جو ہمارے ہان روزانہ شایع ہوتے ہین قوم برطانیہ کے بڑے آدمیون کی نسبت
جو ابتک زندہ ہین کیا خیال کرے گا - ہم کیسی مکروہ صورت قوم کے لوگ نظر آئنگے !! - چونکہ یہ
ظالمانہ رواج تمام سچائی اور انسانیت کو تہ و بالا کر دیتا ہے - لہذا یہ اِس قابل ہے کہ وہ لوگ جو
اپنے مُلک سے محبت رکھتے ہین یا جنکے دِل مین مذہب کی عظمت ہے - اِسکی تحقیر اور رُوک تھام کرین
پس مین بہت مُستعدی کے ساتھ اُن لوگون کو اِس بات کی طرف متوجہ کرونگا - جنکا پیشہ یہ ہے
کہ ایسے مُفسدانہ مضامین لکھتے اور اونکو بھی جو ایسی تحریرات کو پڑھ کر خوش ہوتے ہین -
اول الذکر کی نسبت مین نے اپنے پہلے مضامین مین ذکر کیا اور اونھین خونی اور دغا باز
قاتلون مین شمار نہین کیا ہے - ہر ایماندار شخص نیکنامی کو ویسا ہی عزیز رکھتا ہے جیسا کہ
خود زندگی کو - اور مین تو یہی خیال کرون گا کہ جو لوگ بلا گزند اور بدون پاداش ایک یہ
مخفی حملہ کرسکتے ہین وہ دوسرے کو بھی برباد کر دینگے - جو لوگ قابلِ نفرت لائبل یا اہانت آمیز
مضامین سے خوش ہوتے اور اون کو ہر طرف مشہور کرتے پھرتے ہین اونکی نسبت یہ خوف ہی
کہ وہ قریب قریب اصل مصنف کی طرح مجرم ٹھیرے جاتے ہین - بادشاہان والن ٹین[1] کے
قانون سے سزاے موت صرف لائبل لکھنے والے ہی کو نہین دیجاتی تھی - بلکہ اوسے بھی جسکے ہاتھ
اتفاق سے کوئی اہانت آمیز پرچہ پڑ جاتا - اور وہ اوسکو پھاڑتا یا جلا نہین دیتا تھا - اس خیال سے
کہ مین اپنی اس راے مین تعجب کی نگاہون سے نہ دیکھا جاؤن - اِس مضمون کو مانٹیسکیو کے
الفاظ لکھ کر تمام کرون گا - یہ ایک بہت بڑا صاحبِ علم و داناے اور آزاد خیال شخص تھا - مین یہ
خیال نہین کرسکتا کہ جو شخص لائبل شایع کرتا ہے اوسکو اصل مصنف سے کم نقصان رسانی مقصود
ہوتی ہے - لیکن ہم اوس خوشی کی نسبت کیا کہین جو کسی اہانت آمیز مضمون کو پڑھ کر ہوتی ہے

[1] یہ بادشاہ دوسری صدی عیسوی مین روم کے فرمانروا تھے ان کی سلطنت کا بانی ایک مذہبی شخص والن ٹی نین تھا +

کیا یہ خدا کے نزدیک گناہ کبیرہ نہین ہے۔ ہمکو اِس بات مین تمیز کرنا چاہیئے۔ یہ خوشی یا تو ایک خوشگوار اثر ہے جو ہماری طبیعت پر اوسوقت ہوتا ہے جب ہم کسی عمدہ لطیفہ کو پڑھتے ہین۔ یا وہ مسرت ہے جو ہمین کسی کی بے عزتی سے ہوتی ہے۔ مین پہلی حالت کی بابت کچھہ نہ کہونگا کیونکہ شاید کسی کے دل مین یہ خیال گذرے کہ میری مورلیٹی یا اخلاق مین پوری سنجیدگی نہین ہے اگر مین اِس بات کا اقرار کرتا ہون کہ اِنسان کا بس اُن تاثیرات پر نہین چلتا جو اُن محسوسات سے بڑہ کر ہین جو شکر و شہد کے چکھنے سے ہوتے ہین۔ لیکن دوسری حالت کی نسبت تو ہر شخص کہدے گا کہ مذکورہ خوشی گناہ کبیرہ ہے۔ پہلی حالت مین جو خوشی ہوتی ہے وہ قائم نہین رہتی اوس سے ہماری فہم اور ہمارا ادراک معطل ہو جاتا ہے۔ لیکن اوسکے بعد ہی اپنے ہمسایہ کی بے عزتی دیکھکر رنج ہوتا ہے۔ اگر وہ خوشی معًا جاتی نہین رہتی تو ہجو نویس کی بدنفسی سے ہمارے ناخوش ہونے کی یہی علامت ہے۔ بلکہ جب ہم دیکھتے ہین کہ وہ ہجو نویس اپنے دشمنون کو طرح طرح کے اتہامات سے بدنام کرتے ہین تو ہم خوش ہوتے ہین اور اوس حالت مین ہم اوس سزا کے سزاوار ہین جسکا مستحق لائبل لکھنے والا ہے۔ مین یہان ایک جدید مصنف کے الفاظ اضافہ کرونگا۔ سٹینٹ گریگری[1] اُن مصنفون کو علاوہ طعن کرتے وقت جنھون نے کسٹوریس کی ہتک عزت کی تھی اُن لوگون کو مستثنے نہین کرتا ہے جنھون نے اون کی کتابین پڑھی تھین۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ اگر بدنامیان اور تہمتین اپنی سامعین کی باعث مسرت ہوئی ہین اور جنہین ایماندارون پر اور کسی قسم کی فوقیت نہین اُنھین حسب دلخواہ خوشی ہوئی تو کیا وہ شخص جو اوسے پڑھ کر خوش ہوتا ہے ویسا ہی مجرم نہین ہے جیسا کہ خود اوس لائبل کا مصنف۔ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ جو کسی کام کو پسند کرتے ہین وہ اُسے کرینگے اگر اون سے ہوسکا یعنی اگر کسی ذاتی محبت کی وجہ سے بازنہ رہے۔ سسرو کا قول ہے کہ کسی جرم کی صلاح دینے اور ارتکاب کے بعد اوسے پسند کرنے مین کوئی فرق نہین ہے۔ رومی قانون نے برائی کرنے والے اور اوس برائی کے پسند کرنیوالے دونون کو ایک ہی سزا دے کر اِس مسئلہ کو مستحکم کردیا ہے۔ پس ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جو لوگ اہانت آمیز مضامین سے خوش ہوتے ہین اوس حد تک کہ مصنفین اور

---

[1] ایک مذہبی شخص جسنے روم مین مذہب عیسوی کو رواج دیا تھا۔

شایع کرنے والون کو پسند کرتے ہین ویسے ہی خطاوار ہین جیسے کہ خود اوسکے مصنّف۔ کیونکہ اگر وہ خود ایسے لائبل نہین لکھتے ہین تو اوسکی وجہ یا تو یہ ہے کہ اونکو لکھنے کی قابلیت نہین۔ یا وہ اپنے کو خطرے مین ڈالنا نہین چاہتے۔

رویاء مرزا

جب مین قاہرہ کبیر مین تھا تو مجھے مشرقی زبان کی کتابون کے چند قلمی نسخے مِل گئے تھے جو اب بھی میرے پاس موجود ہین اور کتابون مین ایک کتاب میرے نظر پڑی جسکا نام رویاء مرزا تھا۔ اور جسے مین بڑی مسرت کے ساتھ دیکھ چکا ہون۔ چونکہ ناظرین کی تفریح خاطر کیلیے میرے پاس اور کچھ نہین لہذا میرا قصد ہے کہ اوسے اُنکے نذر کرون۔ پہلے رویا سے شروع کرونگا۔

وہو ہذا

چاند کی پانچوین کو جسکی عظمت مین ہمیشہ اپنے اسلاف کے دستور کے موافق کیا کرتا ہون نہا دہوکر فریضہ صبح ادا کرکے بغداد کی پہاڑیون کی چوٹی پر اسلیے چڑھا کہ جتنا دن باقی رہ گیا ہے اوسے مراقبہ اور نماز مین صرف کرون۔ مین یہان اِن پہاڑیون کی چوٹی پر حیات انسانی کی خودبلندی کے خیال مین ڈوب گیا اور میرے دِل مین ایک کے بعد دوسرا خیال گذرتا تھا مین نے اپنے دل مین کہا۔ "یقیناً انسان کی ہستی مثل سایے کے ہے اور زندگی ایک خواب ہے" مین نے اس حالت تفکر مین آنکھ اوٹھا کر اوس چٹان کی بلندی کو دیکھا جو مجھسے کچھ زیادہ دُور نہ تھی وہان مجھے ایک شخص گلہ بان کے لباس مین نظر پڑا اوسکے ہاتھ مین ایک چھوٹا سا باجہ تھا۔ جب مین نے اوسے دیکھا تو اوسنے اوس باجے کو اپنے ہونٹون سے لگا لیا اور بجانا شروع کیا۔ اوسکی آواز بے حد شیرین تھی۔ اوسمین عجب عجیب تان سُر رکھے تھے۔ جنکی خوش نوائی بیان نہین ہوسکتی۔ اور ایسی آواز مین نے پہلے کبھی نہین سُنی تھی۔ اِن سُریلی صداؤن نے میرے دِل مین آسمانی باجون کی اُن گتون کا خیال پیدا کردیا جو نیک مردون کی ارواح کے سامنے اوسوقت بجائی جاتی ہین جب وہ پہلے پہل بہشت مین داخل ہوتے ہین اور اس نغمہ سرائی کی یہ غرض ہوا کرتی ہے کہ اونکے دل سے

گذشتہ جان کنی کی اذیتون کا اثر زائل ہو جائے۔ اور وہ اس قابل ہو جایئن کہ اُس آستانہ کی مسرتون سے محظوظ ہو سکین۔ میرا دل اس آواز کو سنکر روحانی جوش مسرت سے گداز ہو گیا۔ مجھے اکثر کہا گیا ہے کہ سامنے والی چٹان پر ایک جن کا گذر ہوا کرتا ہے۔ مثل میرے اور لوگ بھی جو اودہر سے ہو کر نکلے باجہ سُنکر خوش ہوئے تھے۔ لیکن یہ بات مین نے کبھی نہین سُنی کہ یہ مُطرب کبھی پہلے بھی نظر آیا تھا۔ جب میرے خیالات بیخود کرنے والے گیتون سے بلند ہو چکے تو اُسنے اس غرض سے کہ مین اوسکی باتون سے محظوظ ہون مجھے اشارہ سے بلایا۔ اوسوقت مین اُسکو حیرت زدہ کی طرح دیکھہ رہا تھا۔ جہان وہ بیٹھا تھا وہان اوسنے مجھے ہاتھ کے اشارے سے طلب کیا۔ مین اوسی ادب و لحاظ کے ساتھہ جو اپنے سے بزرگ شخص کا کرنا چاہیئے اوسکے قریب آیا اور چونکہ میرے دل پر فریفتہ کرنے والی دلکش تانون کا پورا قابو ہو چکا تھا۔ مین اوسکے قدمون پر گر پڑا اور رونے لگا۔ وہ جن مجھے ایسی مہربانی اور ترحم کی نظر سے دیکھہ کر متبسم ہوا کہ میرے خیال کو اوس سے اجنبیت باقی نرہی اور فوراً ہی وہ خوف و خطر سب جاتے رہے جو اُسکے پاس پھونچنے کے وقت میرے دل مین موجود تھے۔ اوسنے مجھے اوٹھایا اور ہاتھ پکڑ کے کہا۔ "مرزا۔ مینے تجھے آپ ہی آپ باتین کرتے ہوئے سنا ہے میرے پیچھے پیچھے چلا آ" بعدازان وہ مجھے چٹان کے سب سے اونچے کنگرہ پر لے گیا اور وہان مجھے اوسکی چوٹی پر بٹھا کر کہا "مشرق کی طرف آنکھہ اوٹھا کر دیکھہ اور جو کچھہ تجھے نظر آئے اوسے بیان کر"

مین نے کہا۔ "مجھے ایک وسیع درہ جسمین پانی زور شور سے موجین مار رہا ہے نظر آتا ہے"

اوسنے کہا۔ "یہ گھائی جو تجھے نظر آتی ہے "وادی مصیبت" ہے اور یہ جوار بھاٹا ابدیت کے عظیم الشان مدوجزر کا ایک حصہ ہے"

مین۔ "اسکی کیا وجہ ہے کہ یہ مدوجزر ایک کنارہ پر تو گہرے کہر سے اُٹھتا ہے اور دوسرے سرے پر اوسی طرح سے کہرے مین جاکر غایب ہو جاتا ہے"

جن۔ "یہ جو تجھے دیکھائی دیتا ہے ابدیت کا وہ حصہ ہے جسے وقت کہتے ہین اور جسکی پیمایش بذریعہ آفتاب کے ہوتی ہے اور جو دُنیا کے اس سرے سے اُس سرے تک چلا گیا ہے۔ اب اس سمندر کو غور سے دیکھہ جو دونون کنارون پر ظلمت سے محدود ہے اور جو کچھہ تجھے اسمین نظر آئے بیان کر"

مین ۔" مین دیکھتا ہون کہ اِس مدوجزر مین ایک پُل قائم ہے "۔

جن ۔" یہ پُل جو تجھے نظر آتا ہے یہ حیات انسان ہے اِسے غور سے دیکھ "۔ زیادہ تر اطمینان و صبر کے ساتھ جو اوس پر غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اوس پُل مین ستر محرابین ہین۔ اور چند شکستہ محرابین بھی جو مسلّم محرابون مین شامل اور کل ستّر ہین۔ جب مین اُن محرابون کو گن رہا تھا۔ تو اِس جن نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ پہلے اِس پُل مین ہزار محرابین تھین۔ لیکن ایک ایسا بڑا طوفان آیا کہ باقی بہ گئین اور وہ طوفان اُس پُل کو موجودہ مسماری کی حالت مین چھوڑ گیا "۔

جن ۔" لیکن آگے بیان کر کہ تجھے پُل پر کیا نظر آتا ہے "۔

مین ۔" مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ انسان کے گروہ کے گروہ اوس سے عبور کر رہے ہین اور اُسکے ہر کنارے پر گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہے "۔ جب مین نے زیادہ غور سے دیکھا تو مجھے کئی مسافر ایسے نظر آئے کہ جو پُل کے اندر سے نیچے اوس عظیم الشان مدوجزر مین گر رہے تھے اور غور جو مینے کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اوس پُل مین بے شمار پوشیدہ سوراخ یا کھڑکیان ہین اور مسافر جیسے ہی انپر پاؤن دہرتے ہین ویسے ہی اُنمین ہو کر مدوجزر مین گر پڑتے اور فوراً غائب ہو جاتے ہین یہ پوشیدہ کھڑکیان پُل کے دروازے پر ایسی برابر برابر تھین کہ جیسے ہی آدمیون کی بھیڑ بادل سے نکلتی ویسے ہی بہت سے اوسمین گر پڑتے تھے ۔ یہ سوراخ پُل کے وسط کی طرف متفرق ہو گئے تھے مگر مسلّم محرابون کے سرے پر پاس پاس اور باہم مل کر بڑھ گئے تھے۔ بیشک وہان ایسے لوگ تھے مگر کم۔ جو شکستہ محرابون پر کودتے ہوئے چلتے اور اتنی دُور چلنے سے تھک کر کے بعد دیگرے اون گڑھون مین گر جاتے تھے۔ مین نے اپنا کچھ وقت اِس تعجب خیز عمارت کے تصور اور اُن چیزون کے مشاہدہ مین جو اِس عمارت نے دکھائین صرف کیا۔ کئی آدمیون کو عالم عیش و سرور اور حالت زندہ دلی مین اچانک گرتے اور بچ جانے کے سہارے پر اپنے پاس کی ہر چیز کو پکڑتے دیکھ کر میرا دل بھر آیا۔ اور بہت صدمہ ہوا۔ بعض آدمی آسمان کی طرف بہت غور سے دیکھ رہے تھے اور اسی محویت مین ٹھوکر کھا کر گرتے اور غائب ہو جاتے تھے۔ انسانی جماعتین اُن حبابون کے تعاقب مین جو اون کی آنکھون کے سامنے چمکتے اور رقص کرتے تھے بہت مصروف تھین لیکن اکثر

جب وہ لوگ یہ خیال کرتے کہ اُن تک پھونچ گئے تو اونکے پانون غلط پڑتے اور وہ ڈوب جاتے تھے۔ مینے اوس ہنگامہ مین چند آدمیون کو دیکھا کچھہ تو ہاتھون مین نیچے لیئے ہوئے تھے اور بعض پیشاب کے برتن۔ اور وہ آدمیون کو اُن دروازون پر گھسیٹ کر لیے آتے تھے جو اونکی راہ مین تھے۔ اور جن سے کہ وہ بچکر نکل گئے ہوتے اگر وہ اُن کو اسطرف اسطرح نہ لاتے۔ جب اوس جن نے دیکھا کہ مین افسوسناک تماشے مین بالکل ہی محو ہو گیا ہون تو اوسنے کہا کہ تمکو اوسمین مصروف ہوئے جتنی دیر ہو چکی ہے وہ کافی ہے۔

جن۔ "پُل کے اوپر نظر ڈال اور مجھسے بیان کر اگر تجھے اب بھی کوئی ایسی چیز دکھائی دیتی ہو جسے تو نہ سمجھتا ہو۔" مینے اوپر دیکھہ کر کہا۔ چڑیون کے اس بڑے غول سے کیا مراد ہے جو پُل کے چارون طرف منڈلایا کرتا ہے۔ اور وہ چڑیاں وقتاً فوقتاً اوسپر بیٹھتی ہین۔ گِد۔ ایک فرضی پردار جانور۔ ہارپی۔ جنگلی کوّے۔ کورمورینٹ یا ایک قسم کے جَل کوّے۔ اور دوسرے پَردار جانور و نیز پَردار لڑکے نظر آتے ہین جو بیچ کی محرابون پر جھتے کے ساتھ بیٹھے ہین۔"

جن۔ "یہ حسد طمع جہالت و تعصب مذہبی۔ یاس و عشق اور اسیطرح کے اور افکار و ہوائے نفسانی ہین۔ جو انسان کی زندگی کو دُکھہ دیتے ہین۔" یہ سُنکر مین نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔ "افسوس! انسان بیکار بنایا گیا۔ دیکھیے اوسکو کیسی کیسی مصیبتون کا سامنا ہے زندگی مین اذیت و تکلیف اوٹھاتا اور مرنے پیچھے یون تباہ و برباد ہوتا ہے۔" اوس جن کو مجھپر ترس آیا۔ اوسنے کہا۔ "اپنی نظر اوس غمناک منظر سے ہٹا لے۔ انسان کو سفر ابدیت مین ہستی کی پہلی منزل پر جیتا تو دیکھہ چکا ہے کافی ہے۔ اب اوس گہرے کُھرے پر نظر ڈال جسکے اندر پانی کا مدوجزر اُن انسانی نسلون کو لیئے جاتا ہے جو وہان جاکر گر پڑتی ہین۔" مین نے اوسکے حکم کے بموجب اودھر نگاہ کی اور اوس گھاٹی کو آگے کی طرف کھلا۔ اور اوس عظیم الشان سمندر مین پھیلا ہوا دیکھا (یا تو اوس جن نے میری نگاہ کو کسی فوق المخلوقات طاقت سے قوی کر دیا تھا یا اسوجہ سے کہ اوس کُھرے کا حصہ جسمین گہرے ہونے کی وجہ سے نظر کام نہین کرتی ہے ہلکا ہو گیا یا گھنا نہ تھا) اوسکے وسط مین سخت پتھر کی بہت بڑی چٹان

دُور تک چلی گئی اور اوس سمندر کو دو برابر حصّوں مین تقسیم کرتی ہے۔ ابتک اُسکے نصف حصّہ پر بادل چھائے ہوئے تھے کہ مجھے اوسکے اندر کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ مگر دوسرا حصّہ ایک وسیع سمندر تھا جسمین بے شمار جزیرے اور اُن جزیروں مین میوہ جات اور پھول کے درخت بکثرت تھے۔ اور اوس حصّہ مین بحیروں کا جال سابنا ہوا تھا۔ مجکو ایسے لوگ جو لباس فاخرہ پہنے سر سے پیر تک ہار لپیٹے ریا پھولون کے تاج دیے) درختوں سے گزرتے۔ فوّارون کے پاس لیٹے یا چمنون مین آرام کرتے تھے نظر آنے لگے۔ اور نوازنج طیور کی ملی ہوئی آوازون کا انتشار۔ پانی کے گرنے کی صدا۔ آدمیون کی آواز۔ اور باجون کی خوشنوائی کان مین آنے لگی۔ ایسے دلچسپ سمان کے دیکھنے سے میرے دل مین جوش مسرت ہوا۔ اور یہ جی چاہا کہ کاش عقاب کے بازو ملجاتے کہ مین اُن عمدہ مقامات مین اوڑکر پھونچ جاتا۔ لیکن اوس جن نے مجھے کہا کہ موت کے اُن دروازون کے سوا جنکو مین نے پل پر ہر لحظہ کھلتے ہوئے دیکھا کوئی اور رستہ اُن مقامات تک پھونچنے کا نہین ہے۔ جن نے یہ جو تیرے سامنے سرسبز وشاداب جزیرے ہین اور جہانتک تیری نظر کام کرتی ہے اونکی وجہ سے سطح سمندر پر دھبے دھبے سے دکھائی دیتے ہین وہ ساحل کے ذرون سے بھی شمار مین کہین زیادہ ہین۔ اُنکی پُشت پر اور بھی ہزارون لاکھون جزیرے ہین جو تیری حدنگاہ سے بھی آگے چلے گئے ہین۔ حتیٰ کہ اتنی دُور تک ہین کہ وہان تیرے وہم وخیال کی بھی رسائی نہین ہوسکتی۔ یہ جزائر محل ہین جو مرنے کے بعد نیک بندون کے رہنے کے مرحمت ہوتے ہین اور وہ لوگ اِن جزائر مین اپنے نیک اعمال کے اقسام اور درجون کے بموجب تقسیم کیئے جاتے ہین اور اِن جزیرون مین آباد ہونے والون کے مذاق اور پاکیزگی کے موافق انواع اقسام طرح کی فرحتین اور لطف رکھے گئے ہین۔ ہر جزیرہ بہشت ہے جو اپنے ساکنین کے لیئے جُدا جُدا آراستہ کیا گیا ہے۔ مرزا۔ کیا یہ جزیرے اس قابل نہین ہین کہ انپر قناعت کیجائے۔ کیا تجھے ایسی زندگی زبون معلوم ہوتی ہے جسکے ذریعہ سے ایسا اجر ہاتھ آتا ہے۔ کیا موت سے ڈرنا چاہیے!۔ کیا موت سے ڈرنا چاہیے جسکی بدولت ایسی عمدہ زندگی نصیب ہوتی ہے۔ یہ کبھی خیال نہ کرکہ انسان جسکے لیئے ایسی ابدیت مہیا کی گئی ہے۔ بیکار بنایا گیا۔"

مین نے اِن جزیرون کی طرف ایسی مسرت کے ساتھہ ٹکٹکی باندھی جو بیان نہین ہوسکتی آخرکار مین نے کہا۔ "مین تیری منت کرتا ہون - اب مجھے اُن چھپی ہوئی چیزون کو دکھا جو اُن کالے بادلون مین جو سخت پتھر کی چٹان کے دوسری طرف سمندر مین چھائے ہوئے ہین مخفی ہین"

جب اوس جن نے مجھے اس بات کا کوئی جواب نہین دیا تو مین اوسکی طرف دوبارہ مخاطب ہونے کے لیے مڑا - مگر معلوم یہ ہوا کہ وہ میری نظرون سے غائب ہوچکا ہے - مین پھر اوس رویاء کی طرف متوجہ ہوا جسکے جانب اتنی دیر سے مخاطب تھا - لیکن بجائے اوس سیل مد و جزر - محرابدار پل - اور عمدہ جزائر کے کچھہ بھی نظر نہ آیا - بجز ایک طول طویل جوفدار وادی بغداد کے جسکے کنارون پر - بیل - بھیڑیان - اور اونٹ - چر رہے تھے ٭

اڈیسن کی مختصر سوانح عمری

جوسف اڈیسن یکم مئی ۱۶۷۲ء کو بمقام ملسٹن - امسبری کے قریب ولٹشائر کے صوبہ مین پیدا ہوا - کلیسائے انگلستان کے ایک نامی گرامی پادری ایل اڈیسن کا بیٹا تھا - اور اسکی ماں جین - ڈاکٹر اِن گلسٹن کی بیٹی اور ولیم گلسٹن لاٹ پادری برسٹل کی بہن تھی - اڈیسن کی ابتدائی تعلیم مختلف مدرسون مین ہوئی - ہنوز یہ پندرہ ہی برس کا تھا کہ اکسفورڈ یونیورسٹی مین داخل کیا گیا - ذہین اڈیسن نے اس مدرسہ مین محنت سے ایسا امتیاز حاصل کیا کہ تمام ہم مکتب رشک اور بعض حسد کرنے لگے - ایسی بے تکلفی اور بیساختگی کے ساتھ لاطینی اشعار کہتا تھا کہ بڑے بڑے شاعر عش عش کرتے تھے - اڈیسن کو ۱۶۹۳ء مین - ام - اے - کی ڈگری ملی اور ۱۶۹۸ء مین اوسی یونیورسٹی کا مستقل فیلو[۱] مقرر کیا گیا - اسنے اکسفورڈ کے قیام مین فن شاعری اور کری ٹسِ ازم[۲] کو بہت ترقی دی - ڈاکٹر جانسن[۳] کی رائے مین اڈیسن ہ خاص تعریف کا

---

[۱] کسی کالج یا مدرسۂ اعظم کا ممبر جو معاملات تعلیم مین رائے دیتے اور دلچسپی حاصل کرنیکے لئے بلاتنخواہ مقرر کیا جاتا ہو اور اڈیسن کی حیثیت کا ایسا جسکی محاصل آمدنی کالج سے کچھہ ملتا بھی تھا [۲] وہ فن جسکے ذریعہ سے کتاب کی خوبیان اور نقص دکھائے جاتے اور اوس تصنیف پر رائے قائم کیجاتی ہے [۳] چارلس شاہ دوم انگلستان کے عہد مین بڑے پایہ کا شاعر تھا ٭

مستحق تھا۔" پہلے تو یہ خدمتِ کلیسا کے لیئے تجویز ہوا تھا۔ مگر مختلف معاملات اور صورتون کی وجہ سے اسکو علم ادب اور معاملات ملکی کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اِس توجہ کے دو بڑے اور قوی سبب تھے۔ پہلا یہ تھا کہ اڈیسن اور مسٹر ڈرائیڈن سے جان پہچان ہوگئی تھی۔ اور اِس نامور اور ذی مرتبہ شاعر نے اوسکو اپنی سرپرستی کی عزت دی تھی۔ اور دوسرا یہ تھا کہ اسپر لارڈ سامرس[1] کی نظر عنایت ہوئی اور اِس عنایت کی خاص وجہ یہ تھی کہ اڈیسن نے شاہ ولیم[2] فرمانروا انگلستان کی لڑائی کو نظم کیا تھا۔ اور اوس نظم کو لارڈ موصوف کے نامِ نامی سے معنون کیا تھا۔ سنہ ۱۶۹۹ء مین اڈیسن کو گورنمنٹ سے ۳۰۰ پاؤنڈ سالانہ کی پنشن عنایت ہوئی اور اسکے بعد وہ برِ اعظم کی سیر کو نکلا۔ فرانس مین رہ کر وہان کی زبان پوری پوری سیکھ لی اور جب اسپین مین جنگ ہسپانیہ جو اسپنش وار آف سکشن[3] کے نام سے مشہور ہے چھڑی تو یہ ملک اطالیہ مین آیا۔ اور یہان سے لارڈ ہالی فیکس[4] کے نام ایک خط جو "لیٹر" کے نام سے مشہور ہے نظم مین لکھا اور سنہ ۱۷۰۳ء مین سوئٹزرلینڈ اور جرمنی ہوتا ہوا جب اپنے وطن کو واپس آیا۔ تو یہان کا رنگ بدلا ہوا پایا۔ وہگ پارٹی کی حکومت جا چکی تھی اور اسلیے اڈیسن کی تمام اُمیدین خاک مین مِل گیئن اور نوکری پانے کی کوئی توقع باقی نہ رہی۔ جنگ بلنہیم[5] مین انگریزون کو کامیابی ہوئی تھی۔ وزیر اعظم نے یہ چاہا کہ اِس کامیابی کا اثر عام طبایع پر ڈالا جائے اور کوئی شاعر اِس جنگ کی تہنیت و یادگار مین کوئی نظم لکھے۔ جب کوئی شاعر اِس کام کے لائق نہ ملا تو لارڈ گاڈلفن وزیر خزانہ نے لارڈ ہالی فیکس سے درخواست کی کہ وزیر اعظم موصوف کسی شاعر کا نام بتائین۔ وزیر ممدوح نے کہا کہ مسٹر اڈیسن صاحب سے بہت ادب کے ساتھ درخواست کیجائے۔ چنانچہ وزیر خزانہ سا معزز شخص ایک محتاج ادیب کے مکان پر حاضر ہوا۔ مسٹر اڈیسن ایک خراب سی تنگ کوٹھری مین بیٹھے ہوئے ملے

---

[1] شاہ ولیم سوم کا ایک نامی سردار۔ [2] بادشاہ انگلستان جسنے ۱۶۸۹ء سے ۱۷۰۲ء تک حکومت کی۔ [3] یہ جنگ اسوجہ سے ہوئی کہ چارلس دوم شاہ ہسپانیہ لاولد مرا۔ بادشاہ فرانس نے اپنے بیٹے کے لئے جو چارلس کی بڑی بہن کا شوہر تھا کوشش کی اور ڈیوک آف آسٹریا نے اپنے واسطے اِس جنگ مین انگریز بھی شریک تھے۔ یہ لڑائی سنہ ۱۷۰۱ء سے ۱۷۱۳ء تک رہی۔ [4] وزیر اعظم شاہ ولیم سوم [5] یہ لڑائی سنہ ۱۷۰۴ء مین ختم ہوئی انگریز لوگ فرانس اور اسپین پر غالب آئے۔

لارڈ موصوف نے اپنا مدعا عرض کیا۔ مسٹر ممدوح نے بحیثیت ایک سچے وہگ فریق کے آپکی درخواست
قبول فرمائی۔ اور "کمپین" کی سُرخی سے نظم شروع کر دی۔ ہنوز یہ نظم نصف سے زیادہ نہ ہو چکی تھی
کہ لارڈ موصوف اوسے سُنکر ایسے محظوظ اور رضامند ہوے کہ شاعر کو فوراً "کمشنر آف اپلیز" کا
عہدہ دیا۔ اور آخرکار اڈیسن کو معاملات ملکی مین دست اندازی کرنی ہی پڑی۔ یہ نامور شاعر
وزیر اعظم کے ہمرکاب ہنوور[1] گیا اور ۱۷۰۶ع مین سکرٹری آف اسٹیٹ اور ۱۷۰۹ع مین لارڈ لفٹنٹ
ملک آیرلینڈ کے سکرٹری کی خدمت اور ساتھ ہی اسکے سرکاری دفتر بھی سپرد ہوا۔ تنخواہ
تین سو پونڈ سالانہ جو سکہ ہند رائج الوقت سے چار ہزار دو سو روپیہ کے قریب قریب ہوتی ہے
مقرر کی گئی۔ اسی سال اڈیسن کے پرانے ہم مکتب اور دوست مسٹر ریچرڈ اسٹیل نے رسالہ
"دی ٹائی ٹلر" نکالا۔ اور اس ادیب نے اوسمین مضامین لکھنا شروع کیے۔ وہ اخبار
"وہگ اگزامنر" مین بھی مضامین لکھتا تھا۔ اور یہ مضامین معاملات ملکی پر بہت خوبی اور
لیاقت کے ساتھ لکھے جاتے تھے۔

یکم مارچ ۱۷۱۱ع کو رسالہ "دی اسپکٹیٹر" نکلا۔ اسمین بھی اڈیسن کے مضمون نکلنے لگے۔
اور اسکی ذہانت اور لیاقت کا شہرہ ہو گیا۔ اسنے "کیٹو" کی سُرخی سے اپنا ناٹک شایع کیا
اور جب وہ ناٹک کیا گیا تو بہت کامیابی ہوئی اور وہ یہان تک عام پسند ہوا کہ قریب قریب
تمام زبانون مین اوسکا ترجمہ ہو گیا۔ مگر نظم سے اسکی نثر بڑھی ہوئی ہے۔ نثر مین دینداری
اخلاق۔ ذہانت۔ خوش طبعی۔ اس خوبی کے ساتھ دکھائی جاتی تھی کہ جہان اسکا کوئی
مضمون نکلا اور لوگون نے اُسے ہاتھون ہاتھ لیا۔ اس قابل شاعر اور نامور ادیب نے
۱۷۱۶ع مین ایک امیر و معزز خاتون "کاونٹس آف وارک" کے ساتھ اپنا عقد کیا۔
اور شادی کے سال بھر بعد اسے سکرٹری آف اسٹیٹ کا عہدہ ملا۔ لیکن چونکہ یہ خلقی کم سخن تھا۔
اور اسکی زبان بڑے بڑے مجمعون مین نہ کھلتی تھی۔ اور اس عہدہ کے لیے پارلمینٹ مین مباحثہ
کرنا لازمی امر تھا۔ اسوجہ سے اسکو ۱۷۱۸ع مین استعفا دینا پڑا۔ اہل الرائے کے نزدیک اڈیسن
نے اس شادی مین سخت غلطی کی تھی۔ میان اور بی بی مین درجہ کے غیر مساوی ہونے سے

[1] ملک جرمن مین ایک صوبہ ہے۔

اتفاق نہ تھا۔ ڈاکٹر جانسن لکھتے ہین۔" اِس خاتون کو اوسی قسم کے شرائط پر ترغیب نکاح دی گئی تھی۔ جس قسم کے شرائط پر ترکی شہزادے کا عقد ہوتا ہے۔ سلطان فرماتے ہین۔ بیٹی! مین اِس شخص کو تیری غلامی مین دیتا ہون "

اڈیسن نے شادی سے تین برس بعد یعنی ۱۷۱۹ء مین ۴۸۔ برس کی عُمر پاکر بمقام ہالنڈ ہوس جو کنگسٹن مین ہے چند مہینہ بیمار رہ کر انتقال کیا۔ اور اپنی قابلیت اور ذہانت کو اپنا وارث چھوڑ مرا۔ جنھون نے اوسکے نام بلکہ خود اوسکو زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ ممکن ہی نہین ہے کہ کسی کو عِلمی مذاق ہو اور وہ اڈیسن کی تصانیف کو نہ دیکھے۔ اور اوسکے قلم کی شوخی سے پھڑک نہ جاے۔ اسکی بہت سی کتابین بعد وفات شایع ہوئین*

تمت